حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی: منتخب مصادر کی روشنی میں

(مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ)

مقالہ نگار

مبین اختر

ایم فل اسکالر، شعبہ اسلامی فکر و ثقافت

رجسٹریشن نمبر: 16-Mphil/IS/S22

شعبہ اسلامی فکر و ثقافت

فیکلٹی آف سوشل سائنس

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز (نمل) اسلام آباد

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی: منتخب مصادر کی روشنی میں

(مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ)

تحقیق کار

مبین اختر

ایم فل علوم اسلامیہ

رجسٹریشن نمبر:16-MPhil/IS/S22

نگران تحقیق

ڈاکٹر عافیہ مہدی

لیکچرار

شعبہ علوم اسلامیہ نمل اسلام آباد

شعبہ اسلامی فکر و ثقافت

فیکلٹی آف سوشل سائنس

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز (نمل) اسلام آباد

سیشن: 2025 – 2022

© مبین اختر

بسم الله الرحمن الرحيم

منظوری فارم برائے مقالہ و دفاع مقالہ

(Thesis and Defense Approval form)

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ مقالہ پڑھا اور مقالہ کے دفاع کو جانچا ہے، وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف سوشل سائنسز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالہ بعنوان: **حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی: منتخب مصادر کی روشنی میں**

Economic strategy of hazrat Ali karam ullah wajhu in the light of chosen sources

نام ڈگری: **ایم فل علوم اسلامیہ**

نام مقالہ نگار: **مبین اختر**

رجسٹریشن نمبر: 16-MPhil/IS/S22

ڈاکٹر عافیہ مہدی
(نگران مقالہ)
____
نگران مقالہ کا دستخط

ڈاکٹر ریاض احمد سعید
(صدر، شعبہ علوم اسلامی فکر و ثقافت)
____
دستخط صدر شعبہ اسلامی فکر و ثقافت

پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض شاد
(ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز)
____
دستخط ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز

تاریخ ______________________

حلف نامہ

(Candidate Declaration Form)

میں مبین اختر بنت محمد رزاق، رولنمبر MS-IS-S22-310 طالبہ شعبہ، ایم فل علوم اسلامیہ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد حلفاً اقرار کرتی ہوں کہ

مقالہ بعنوان: **حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی: منتخب مصادر کی روشنی میں**

Economic strategy of hazrat Ali karam ullah wajhu in the light of chosen sources

ایم فل علوم اسلامیہ کی ڈگری کی تکمیل کے سلسلہ میں پیش کیا گیا ہے، ڈاکٹر عافیہ مہدی کی نگرانی میں تحریر کای گیاہے، راقم ایم فل کا اصل کام ہے، اور یہ کہ مذکورہ کام نہ تو کہیں اور جمع کروایا ہے، نہ ہی پہلے سے شائع شدہ ہے اور نہ ہے مستقبل میں کسی بھی ڈگری کے حصول کے لئے کسی یونیورسٹی یا ادارے میں میری طرف سے پیش کیا جائے گا۔

نام مقالہ نگار: مبین اختر

دستخط مقالہ نگار: ____________________

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

(Abstract)

This thesis delves into the economic strategies of Hazrat Ali (Karam Allah Wajhu), a key figure in Islamic history, by meticulously analyzing primary Islamic sources such as Nahj al-Balagha, Sahihain, and Bihar al-Anwar. This thesis explores the economic strategies of Hazrat Ali (Karam Allah Wajhu), a prominent figure in Islamic history, through a detailed analysis of primary Islamic sources, including *Nahj al-Balagha*, *Sahihain*, and *Bihar al-Anwar*. The research aims to uncover the core principles of Hazrat Ali's economic thought, with a particular emphasis on wealth distribution, state responsibilities, and economic justice. His approach to these issues is deeply rooted in Islamic teachings, highlighting the significance of fairness, equity, and communal well-being. The study examines how Hazrat Ali's economic policies, though developed in a historical context, remain highly relevant to contemporary economic systems. By analyzing his strategies, the research demonstrates how these principles can be adapted to address modern economic challenges such as inequality, poverty, and social justice. Hazrat Ali's emphasis on the ethical and moral dimensions of economic activity provides valuable insights for building just and equitable societies today. Beyond historical analysis, this thesis explores the modern applicability of Hazrat Ali's economic strategies. By drawing connections between his teachings and present-day economic issues, the study offers a framework for integrating these timeless principles into contemporary economic policies and practices. The findings emphasize the enduring relevance of Hazrat Ali's economic thought, presenting a model for economic systems that prioritize social welfare, justice, and equitable resource distribution. This research contributes to both historical scholarship and modern economic discourse, demonstrating the universal significance of Hazrat Ali's economic wisdom. The study employs a narrative methodology and incorporates comparative analysis, juxtaposing different sources to provide a comprehensive perspective.

Keywords: Hazrat Ali, Economic strategies, Islamic history, Nahj al-Balagha, Bihar al-Anwar, Wealth distribution, State responsibilities, Economic justice

ملخص مقالہ

اس مقالہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملیوں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے، جو کہ اسلامی تاریخ کی ایک اہم شخصیت ہیں۔ اس تحقیق میں بنیادی اسلامی ماخذات جیسے کہ نہج البلاغہ، صحیحین اور بحار الانوار کا باریک بینی سے تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے معاشی فکر کے بنیادی اصولوں کو اجاگر کرنا ہے، جن میں دولت کی تقسیم، ریاست کی ذمہ داریاں اور معاشی انصاف جیسے اہم مسائل پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ان امور سے متعلق نکتہ نظر اسلامی تعلیمات میں گہرائی سے جڑا ہوا ہے، جو انصاف، مساوات اور سماجی فلاح و بہبود کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔ یہ تحقیق اس بات کا بھی جائزہ لیتی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی پالیسیاں نہ صرف ان کے دور کے لیے موزوں تھیں بلکہ جدید معاشی نظاموں کے لیے بھی گہری اہمیت رکھتی ہیں۔ اس مطالعے کے ذریعے یہ واضح کیا گیا ہے کہ ان کے اصولوں کو جدید اقتصادی چیلنجز جیسے کہ عدم مساوات، غربت اور سماجی انصاف کے مسائل کے حل کے لیے کیسے اپنایا جا سکتا ہے۔ مقالہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعلیمات میں پائے جانے والے اخلاقی اور اصولی پہلوؤں کو بھی اجاگر کیا گیا ہے، جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی تعلیمات آج کے دور میں زیادہ منصفانہ اور مساوی معاشروں کے قیام کے لیے قیمتی رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ تاریخی تجزیے کے ساتھ ساتھ، اس مقالے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملیوں کو جدید سیاق و سباق میں نافذ کرنے کے امکانات پر بھی غور کیا گیا ہے۔ تحقیق کا اسلوب بیانیہ ہے۔ اور ساتھ ساتھ تقابلی تحقیق بھی پیش کی گئی ہے کیونکہ مختلف مصادر کے مابین تقابل پیش کیا گیا ہے۔ یہ تحقیق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نظریات اور موجودہ معاشی مسائل کے مابین مماثلتیں قائم کر کے ایک ایسا فریم ورک پیش کرتی ہے، جو موجودہ اقتصادی پالیسیوں اور عملی اقدامات کے لیے رہنمائی فراہم کر سکتا ہے۔ اس تحقیق کے نتائج حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے معاشی فکر کی دائمی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں اور ایک ایسے معاشی نظام کے قیام کے لیے راہ ہموار کرتے ہیں جو سماجی بہبود، انصاف اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کو ترجیح دیتا ہے۔ لہٰذا، یہ تحقیق نہ صرف تاریخی علم میں اضافہ کرتی ہے بلکہ موجودہ معاشی مباحث میں بھی ایک اہم کردار ادا کرتی ہے، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت کو عالمی سطح پر قابلِ عمل ثابت کرتی ہے۔

کلیدی الفاظ : حضرت علی کرم اللہ وجہہ، معاشی حکمت عملی، اسلامی تاریخ، نہج البلاغہ، بحار الانوار، دولت کی تقسیم، ریاست کی ذمہ داریاں، معاشی انصاف

فہرست مضامین بالترتیب

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
I	مقالہ کی منظوری کا فارم (Thesis Acceptance Form)	1
II	حلف نامہ(Declaration)	2
III	ملخص مقالہ(Abstract)	3
IV	فہرست عنوانات(Table of Contents)	4
VI	اظہارِ تشکر(Acknowledgement)	5
VII	انتساب(Dedication)	6
2	مقدمہ(Preface)	7
1	**باب اول: موضوع تحقیق اور منہج تحقیق سے متعلق تعارفی مباحث**	8
2	فصل اول: موضوع تحقیق کی ضرورت واہمیت وجواز تحقیق	9
8	فصل دوم: دراسات سابقہ اور منہج تحقیق	10
12	**باب دوم: حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی نہج البلاغہ کی روشنی میں**	11
18	فصل اول: حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرمودات اور معاشی حکمت عملی	12
35	فصل دوم: حکومتی عمال کو ہدایات اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی	13
69	**باب سوم: حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی صحیحین اور بحار الانوار کی روشنی میں**	14

15	فصل اول: صحیحین کی روشنی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی	70
16	فصل دوم: بحارالانوار کی روشنی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی	87
17	**باب چہارم: حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی اور عصری معنویت**	111
18	فصل اول: معاشی اصلاحات اور معاشی منصوبہ بندی	112
19	فصل دوم: ریاست کی معاشی ذمہ داریاں ومعاشی استحکام	130
20	خلاصۃ البحث	162
21	**نتائج وسفارشات**	168-167
22	**فہارس**	169
23	**فہرست قرآنی آیات**	169
24	**فہرست احادیث**	169
25	**فہرست نہج البلاغہ وبحار الانوار**	170
26	**فہرست اعلام**	176
27	**فہرست اماکن**	176
28	**فہرست مصادر ومرجع**	178

اظہارِ تشکر

سب سے پہلے رب کریم کا شکر ادا کرتی ہوں۔ جس نے مجھ ناچیز بندہ کو تحقیق جیسے اہم کام کے لیے قلم اٹھانے کی توفیق بخشی اور بھرپور طریقے سے پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے مجھے صلاحیت عطا کی۔ اور ہزاروں درودو سلام محمد رسول ﷺ اور ان کی آل اطہار علیہم السلام اور صحابہ کرام پر جن کی محبت و تکریم مسلمانوں کے دین کی بنیاد ہے، اس کے بعد میں ڈاکٹر عافیہ مہدی صاحبہ کی بے حد ممنون و مشکور ہوں جنہوں نے انتخاب موضوع سے لے کر مقالے کی تکمیل تک اپنی تمام تر مصروفیات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے انتہائی شفقت سے سپر وائز کیا اس تحقیقی کام کو میں نے انھی کی زیر نگرانی میں سر انجام دیا، تحقیق کے اصول انھی سے سیکھے۔ اس کے ساتھ میں ڈیپارٹمنٹ کے دیگر اساتذہ کرام کی بھی بے حد شکر گزار ہوں، جنہوں نے دوران تحقیق میری رہنمائی اور مدد کی۔

علاوہ ازیں میرے والدین، میرے شوہر، بہن بھائی سب میرے شکریہ کے مستحق ہیں جن کی دعاؤں، نیک تمناؤں کے ساتھ ساتھ گھر کی ذمہ داریوں کو اپنے کندھے پنے کندھوں پر لے کر مجھے ! اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا موقع دیا اور ہر تعاون اور حوصلہ افزائی سے نوازا۔

میں ان تمام لائبریریوں کے عملہ کے تعاون کی ممنون ہوں جنہوں نے دوران تحقیق ہر طرح کا تعاون کیا۔ بالخصوص نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، پبلک لائبریری اسلام آباد کی انتظامیہ کی جنہوں نے کتب تک رسائی میں میری مدد کی۔

اس کے علاوہ میں اپنے مہربان و شفیق دوستوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں، جنہوں نے قدم قدم پر مفید مشوروں اور بے لوث تعاون سے مستفیض کیا۔ اور آخر میں ہر اس شخص کے لیے دعا گو ہوں، جنہوں نے اس تحقیقی کام کو سہل بنانے میں میری معاونت کی۔ اللہ ان کے ہر کام میں آسانیاں پیدا فرمائے۔ آمین

مبین اختر

انتساب

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام کائنات کا خالق و مالک ہے۔

میں اپنی حقیر کاوش کو رسول اللہ ﷺ کے بعد ان تمام ہستیوں کے نام کرتی ہوں۔ جن کی کد و کاوش سے انسانوں کی زندگیاں بدلیں اور راہ ہدایت پائی۔

باب اول:

(مقدمہ)موضوع تحقیق اور منہج تحقیق سے متعلق تعارفی مباحث

فصل اول: موضوع تحقیق کی ضرورت و اہمیت وجواز تحقیق

فصل دوم: دراسات سابقہ اور منہج تحقیق

فصل اول: موضوع تحقیق کی ضرورت و اہمیت و جواز تحقیق

مقدمہ

موضوع تحقیق اور تعارف: Introduction to the Topic

خلفائے راشدین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سب سے آخر پر حکومت کی ہے۔ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد تھے۔ آپ کی ولادت مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کے اندر ہوئی اور آپ کو اسلام قبول کرنے والے اولین افراد میں شمار کیا جاتا ہے۔ آپ نے ابتدائی زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بہت زیادہ وقت گزارا اور آپ کرم اللہ وجہہ کی تربیت براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر سایہ ہوئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسلام کی خدمت کے لیے بے پناہ کارنامے سرانجام دیے۔ جنگ بدر، احد، خندق اور خیبر میں آپ نے اپنی بے مثال بہادری اور شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو "اسد اللہ" (اللہ کا شیر) کا لقب دیا۔ آپ کرم اللہ وجہہ کو خلافت کے دور میں متعدد اہم ذمہ داریاں سونپی گئیں، جن میں اہل علم کی تعلیم و تربیت، عدالتی امور، اور فتوحات شامل تھیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نہ کا دور خلافت 656ء سے 661ء تک پانچ سال پر محیط تھا۔ اس دور میں مسلمانوں کے اندرونی اختلافات اور فتنوں کا سامنا کرنا پڑا، جن میں سب سے اہم مسئلہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد رونما ہونے والے اختلافات اور جنگیں تھیں، جیسے جنگ جمل اور جنگ صفین۔[1]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد آپ کے داماد سابقین الاولین میں ممتاز سب سے پہلے اسلام لانے والے عشرہ مبشرہ کے بزم نشین خلافت راشدہ کے چوتھے رکن ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

" اَنَا مدِينَۃ العِلمِ وَ عَلِیّ بابھا "[2]۔

اسی نقطہ نظر سے آپ کرم اللہ وجہہ نے حضرت محمد ﷺ کے زیرِ سایہ تربیت اور مختلف علوم پر دسترس حاصل کی۔ تاریخ میں آپ کی اجتہادی فیصلے ایک خاص مقام حاصل رکھتے ہیں۔

---

(1) سید سلیمان ندوی، سیرت علی، (لاہور، دارالاشاعت، 2010)، ج:1، ص:58

(2) ترمذی، ابوعیسی محمد بن سورہ بن شداد، سنن الترمذی: کتاب فضائل الصحابہ (بیروت: دارلفکر، 2005ء)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے دور خلافت میں اسلامی ریاست کے مالی امور کو منظم کیا۔ آپ نے زکوۃ، جزیہ، اور خراج کی منصفانہ تقسیم کے اصولوں کو اپنایا اور دولت کی منصفانہ تقسیم پر زور دیا۔ آپ کی معاشی پالیسی میں امیروں اور غریبوں کے درمیان فرق کو کم کرنے اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنانے پر زور دیا گیا تھا۔ آپ کا عدل اور انصاف کے معاملے میں بے مثال تھا اور آپ نے کبھی ذاتی مفادات کو ریاست کے مفادات پر ترجیح نہیں دی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عوامی فلاح و بہبود کے کئی منصوبے شروع کیے۔ آپ نے پبلک خزانے کے منصفانہ استعمال کو یقینی بنایا اور عوامی بہبود کے لیے زکوۃ اور دیگر شرعی محصولات کا بہترین استعمال کیا۔ آپ کا عوام سے قریبی تعلق تھا اور ہمیشہ ان کی فلاح و بہبود کے لیے فکر مند رہتے تھے۔ آپ نے عدالتوں میں عدل و انصاف کا نفاذ کیا اور ظلم و ستم کے خلاف آواز اٹھائی۔[1]

آپ کرم اللہ وجہہ کا دورِ خلافت 5 سالوں پر محیط ہے۔ آپ نے اپنے دورِ خلافت میں خطوط کے ذریعے گورنرز اور عمال کو خطوط کے ذریعے مختلف معاشی راہنمائی دی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے یہ خطوط آج بھی یہ نہج البلاغہ کی شکل میں موجود ہیں۔ عصرِ حاضر کی معاشی صورتحال کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی اور بصیرت کو بیان کرنے کے لیے چند منتخب مصادر کا انتخاب کیا گیا ہے۔ ان منتخب مصادر میں نہج البلاغہ، صحیحین اور بحار الانوار کے ذریعے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی اور بصیرت کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ موضوع کے تعارف کی مناسبت سے ان منتخب مصادر کے مختصر کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ نہج البلاغہ علوم اور معارف کا وہ گراں بار سرمایہ ہے جو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خطبات، خطوط اور کلمات قصار پر مشتمل ہے۔ جسے سید شریف رضی (406ھ) نے تالیف کیا۔ سید شریف رضی ایک بلند پایہ ادیب شاعر اور سخن شناس تھے ان کا تعلق عراقی سادات سے تھا۔ انہوں نے کچھ نہج البلاغہ کی شکل میں اکٹھا کیا اس میں انہوں نے صرف ادبی حوالے سے کلام کو منتخب کیا۔ سید شریف رضی کی ولادت 359ھ کو بغداد میں ہوئی۔ انہوں نے پاکیزگی کو اپنی میراث میں پایا۔ آپ کے مشہور استاد شیخ مفید ہیں۔ سید شریف رضی 19 کتابوں کے مصنف ہیں، جن میں مجازات آثار نبویہ۔ قصائی القرآن، حقائق التاویل فی متشابہ التنزیل قصائص الائمہ قابل ذکر ہیں۔ سید شریف رضی کو ذوالحسبین، امیر الحجاج اور نقیب النصباء کے القابات ملے۔ آپ نے ۴۰۶ھ میں وفات پائی۔ نہج البلاغہ کے مضامین کے اندر زاہدانہ مواعظ، سیاسی مسلک و دینی ہدایات، معاشرتی اداب، نفیس فلسفی بیانات، اخلاقی تعلیمات توحید کے جواہر اور عمومی نصائح پائے جاتے ہیں۔ نہج البلاغہ کے خطبات کی مجموعی تعداد 241 ہے جبکہ خطبات کے علاوہ خطوط کی تعداد 79 ہے جو کہ مختلف عمال اور سیاسی شخصیات کو لکھے گئے ہیں۔ خطبات کے اندر تعلیم وارشاد، حالات پر تنقید، عوام کو تنبیہ، زہد،

---

[1] William Muir, The Caliphate: Its Rise, Decline, and Fall, London, John Murray, 1915, pp. 265-272

جہاد، فتنوں کا تذکرہ باطل کے مقابلے میں حق کی تائید دعاؤں کا سلیقہ سیاست اور احکامات شریعت کی تفصیل موجود ہے۔ جبکہ خطوط میں وصیت، تربیت اور سیاسی و معاشی اور عسکری مسائل کا ذکر ہے۔ نہج البلاغہ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے خطبات، مکتوبات، اور حکمت آموز اقوال کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب امام شریف رضی نے چوتھی صدی ہجری میں ترتیب دی۔ نہج البلاغہ کا مطلب ہے "فصاحت اور بلاغت کا راستہ"، اور اس نام کی مناسبت سے، یہ کتاب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بے مثال فصاحت و بلاغت کا اظہار کرتی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عربی زبان میں کمال حاصل تھا، اور ان کے خطبات میں زبان کی جادوگری اور دلائل کی پختگی نمایاں ہے۔

نہج البلاغہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

خطبات : یہ خطبات دینی، سیاسی، اور معاشرتی مسائل پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خیالات اور نقطہ نظر پر مبنی ہیں۔ ان خطبات میں توحید، عدل، حکمرانی کے اصول، اور اسلامی معاشرتی ڈھانچے کی وضاحت ملتی ہے۔

مکتوبات : یہ خطوط حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے وہ مکتوبات ہیں جو انہوں نے اپنے حکام، مختلف افراد، اور اہل بیت کو لکھے۔ ان مکتوبات میں حکمرانی کے اصول، عادلانہ حکومت کا قیام، عوامی بہبود اور اسلامی اصولوں کی پیروی پر زور دیا گیا ہے۔

حکمت آموز اقوال: یہ مختصر اقوال حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکمت اور دانائی کا اظہار کرتے ہیں۔ ان میں زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے، جیسے کہ عدل، صبر، علم، اور تقویٰ۔

نہج البلاغہ کے اہم موضوعات:

توحید اور دین:

نہج البلاغہ میں توحید باری تعالیٰ اور اسلامی عقائد پر زور دیا گیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اللہ کی وحدانیت اور انسان کے اس کے ساتھ تعلق کو بہت تفصیل سے بیان کیا ہے۔

عدل و انصاف:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خطبات اور مکتوبات میں عدل و انصاف کی بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک عادل حکمران ہی ایک مضبوط اور خوشحال ریاست قائم کر سکتا ہے۔

حکومت اور سیاست

نہج البلاغہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسلامی حکمرانی کے اصولوں کی وضاحت کی ہے۔ انہوں نے حکمرانوں کو تاکید کی کہ وہ عوام کی فلاح و بہبود کو اپنی اولین ترجیح بنائیں اور انصاف کے ساتھ حکومت کریں۔

معاشرتی مسائل:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے معاشرتی انصاف، مساوات، اور عوامی فلاح و بہبود کے اہم نکات کو بیان کیا ہے۔ انہوں نے خاص طور پر غریبوں، یتیموں اور بے سہارا افراد کی مدد پر زور دیا۔
صحیحین (صحیح بخاری اور صحیح مسلم) اہل سنت و جماعت کے مسلمانوں کی ایک اہم حدیث کی کتاب ہے قرآن مجید کے بعد دوسری صحیح کتاب مانی جاتی ہے۔ صحیح بخاری کا اصل نام الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول صلی اللہ علیہ وسلم وسنہ وایام ہے جو صحیح البخاری کے نام سے مشہور ہے، یہ اہل سنت و جماعت کے مسلمانوں کی سب سے مشہور حدیث کی کتاب ہے، اس کو امام محمد بن اسماعیل بخاری نے سولہ سال کی مدت میں بڑی جانفشاری اور محنت کے ساتھ تدوین کیا ہے، اس کتاب کو انہوں نے چھ لاکھ احادیث سے منتخب کر کے جمع کیا ہے، اہل سنت کے ہاں اس کتاب کو ایک خاص مرتبہ وحیثیت حاصل ہے اور ان کی حدیث میں چھ امہات الکتب (صحاح ستہ) میں اول مقام حاصل ہے، خالص صحیح احادیث میں لکھی جانے والی پہلی کتاب شمار ہوتی ہے، اسی طرح اہل سنت میں قرآن مجید کے بعد سب سے صحیح کتاب مانی جاتی ہے، اسی طرح صحیح بخاری کا شمار کتب الجوامع میں بھی ہوتا ہے، یعنی ایسی کتاب جو اپنے فن حدیث میں تمام ابواب عقائد، احکام، تفسیر، تاریخ، زہد اور آداب وغیرہ پر مشتمل اور جامع ہو، اس کتاب نے امام بخاری کی زندگی میں ہی بڑی شہرت و مقبولیت حاصل کر لی تھی، بیان کیا جاتا ہے کہ اس کتاب کو تقریباً ستر ہزار لوگوں نے ان سے پڑھا اور سماعت کی، اس کی شہرت اس زمانہ میں عام گئی تھی، ہر چہار جانب خصوصا اس زمانے کے علما میں اس کتاب کو توجہ اور مقبولیت حاصل ہو گئی تھی، چنانچہ بے شمار کتابیں اس کی شرح مختصر تعلیق، مستدرک، تخریج اور علوم حدیث وغیرہ پر بھی لکھی گئیں، یہاں تک کہ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ اس کے شروعات کی تعداد بیاسی (82) سے زیادہ ہو گئی تھی۔ امام مسلم کتب الجوامع میں شمار ہوتی ہے یعنی اس میں حدیث کے تمام ابواب عقائد، احکام، آداب، تفسیر، تاریخ، مناقب، رقاق وغیرہ پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کو ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری نے جمع کیا، اس کتاب میں ان صحیحین احادیث کو جمع کیا ہے جس کی صحت پر علما و محدثین کا اتفاق ہے، چنانچہ صرف مرفوع روایات کو نقل کیا ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو احادیث کی معتبر ترین کتابوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ ان دونوں کتب کو مجموعی طور پر صحیحین کہا جاتا ہے۔ ان کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مستند احادیث کو جمع کیا گیا ہے، جنہیں امت مسلمہ کے علماء نے متفقہ طور پر صحیح تسلیم کیا ہے۔

بحار الانوار احادیث کا ایک ایسا مجموعہ ہے جو علامہ محمد باقر مجلسی کی اہم تالیف ہے یہ کتاب شیعہ احادیث کی ایک عظیم انسائکلوپیڈیا ہے جو بہت سے دینی مسائل جیسے تفسیر قرآن، تاریخ، فقہ، کلام وغیرہ پر مشتمل ہے۔ اس میں کتب احادیث کی روایات کو مکمل نظم کے ساتھ ابواب میں جمع کیا گیا ہے۔ ہر باب کے شروع میں قرآنی آیات کا زکر علامہ مجلسی نے اس عظیم مجموعے کے ہر باب کے آغاز میں متناسب آیات کو ذکر کیا ہے اور اس کے بعد ضرورت کے مطابق آیات کی وضاحت کے لئے مفسروں کے اقوال زکر کیے ہیں اور اس کے بعد اس باب کی احادیث کو قلمبند کیا ہے۔ یہ کتاب مختلف دینی مسائل پر مشتمل ہے۔

بحار الانوار اسلامی ادب اور حدیث کی ایک عظیم الشان اور معتبر کتاب ہے جسے شیعہ علما میں بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اس کتاب کا مکمل نام "بحار الانوار الجامعہ لدرر اخبار الائمہ الاطہار "ہے، جس کا مطلب ہے "ائمہ اطہار کی درر (قیمتی موتیوں) پر مشتمل احادیث کا جامع مجموعہ "۔ اسے مشہور شیعہ عالم علامہ محمد باقر مجلسی نے سترہویں صدی میں مرتب کیا۔ بحار الانوار تقریباً 110 جلدوں پر مشتمل ہے اور اس میں مختلف موضوعات پر روایات، احادیث، تاریخی واقعات، اور دینی مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے۔ کتاب کو شیعہ حدیث کے چار بنیادی مجموعوں (الکافی، من لا یحضرہ الفقیہ، تہذیب الاحکام، الاستبصار) کے بعد شیعہ روایت اور تاریخ کی سب سے جامع کتاب مانا جاتا ہے۔[(1)]

اسلامی معاشی فکر کے ارتقا میں علی بن ابی طالب کا کردار نمایاں ہے۔ ٹیکسوں کی وصولی کے ضمن میں آپ کرم اللہ وجہہ نے یہ نظریہ پیش کیا کی اگر عدل وانصاف سے ٹیکس وصول کیے جائیں تو آمدنی بڑھ جاتی ہے اور ظلم وستم کے نتیجے میں آمدنی کم ہو جاتی ہے۔ آپ نے جب اپنے عامل کو مصر کے خراج پر مقرر کیا تو تنبیہ کی کہ خراج کی وصولی میں عدل کو پیش نظر رکھنا اس سے خراج کی رقم میں بھی اضافہ ہو گا اور آبادی کی فلاح وبہبود بھی ہو گی۔ جبکہ ظلم وستم سے نتائج اس کے برعکس نکلتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے صیغہ مال میں بعض ایسی اصلاحات کیں جن سے اس کی آمدنی میں اضافہ ہو گیا آپ کرم اللہ وجہہ کے عہد سے قبل جنگلات سے کوئی مالی لی فائدہ حاصل نہیں کیا جاتا تھا۔ امام ابو یوسف کے بیان کے مطابق آپ نے ان کو قابل ٹیکس قرار دیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک جب حکمران اور رعایہ دونوں اپنے اپنے حقوق و فرائض سے آگاہ ہوں تو اس سے معاشی ترقی کی نئی راہیں کھلتی ہیں۔ قومی

---

(1) جعفر سبحانی، بحار الانوار کی علمی حیثیت، (بیروت، دار الکتب 2002ء) دار الحدیث، 1999، ج:1، ص:15

یک جہتی اور حاکم محکوم میں ہم آہنگی کا کسی ملک کی ترقی میں اہم کردار ہوتا ہے۔ ایک ایسا معاشرہ جہاں رعایہ کے حقوق چھینے جاتے ہوں حکمران طبقہ اور رعایہ کے مابین شکوک وشبہات جنم لیتے ہوں ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتا۔

لہذا ان موضوعات کے حوالے سے ایک تطبیقی نگاہ ڈالنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ منتخب مصادر (نہج البلاغہ، صحیحین اور بحار الانوار) میں وہ تمام نکات موجود ہیں جو اکابر علماء دانشور اور ماہرین فلسفہ ن فلسفہ سے مجموعی طور پر یکجا کی جاسکتی ہیں۔ بلند حکمت کی نشانیاں اور صحیح سیاست کے قواعد اور ہر طرح کا حیرت خیز مواعظ اور موثر استدلال کے ساتھ معاشی حکمت عملی منتخب مصادر (نہج البلاغہ، صحیحین اور بحار الانوار) کی شناخت ہیں۔ جن کے زریعے زندگی کے تمام میدانوں میں ہدایت ورشد لیکر کامیابی کے زمینوں کو طے کیا جاسکتا ہے۔

منتخب مصادر (نہج البلاغہ، صحیحین اور بحار الانوار) کے مکاتیب بھی ایک منزل کی طرف گامزن ہوتے ہیں معاشی حکمت عملی کے لئے مالک اشتر کے نام خط اس سلسلہ کی بڑی مثال ہے۔ یہ خطوط حکام کے لئے آج بھی دستور العمل ہیں۔ جن میں رعایہ کا تحفظ، قومی خزانے کا تحفظ شامل عمل ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے معاشی نظریات انصاف، مساوات، اور فلاحی ریاست کے اصولوں پر مبنی ہیں۔ ان کے خطبات، خطوط، اور اقوال میں معیشت کے بنیادی اصولوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جو جدید اقتصادی چیلنجز جیسے کہ معاشی عدم مساوات، غربت، کرپشن، اور دولت کی غیر منصفانہ تقسیم سے نمٹنے کے لیے آج بھی نہایت موزوں ہیں۔ نہج البلاغہ میں بیان کردہ ان کے اصول جدید معاشی پالیسیوں سے گہری مطابقت رکھتے ہیں۔ حضرت علیؑ کے نزدیک دولت کی غیر مساوی تقسیم ظلم ہے اور اس کے نتیجے میں سماجی بدامنی پیدا ہوتی ہے۔ ان کا فرمان ہے:

"اللہ تعالیٰ نے فقراء کے رزق میں دولت مندوں کو وسیلہ بنایا ہے۔ پس اگر کوئی فقیر بھوکا رہے تو یہ امراء کی بے انصافی کی وجہ سے ہے، اور اللہ اس سے ان کا محاسبہ کرے گا۔[1]

یہ اصول آج کے فلاحی ریاستی نظام، پروگریسو ٹیکسیشن، اور دولت کی مساوی تقسیم جیسے جدید تصورات سے ہم آہنگ ہے۔ جدید اقتصادی پالیسیوں میں ٹیکس اصلاحات اور ویلتھ ری ڈسٹری بیوشن کے ذریعے اسی عدم مساوات کو کم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

[1] رضی، نہج البلاغہ، حکمت 328

حضرت علیؑ کی نگاہ میں حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کو بنیادی ضروریات فراہم کرے اور ان کا استحصال نہ ہونے دے۔ وہ مالک اشتر کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خبردار! امیروں کو غریبوں پر فوقیت نہ دینا، کیونکہ یہی طرزِ عمل ظلم و فساد کی بنیاد بنتا ہے۔[1] "

یہ اصول آج کی فلاحی ریاستوں کے بنیادی نظریے سے مطابقت رکھتا ہے، جہاں حکومتیں سوشل سیکیورٹی، سبسڈیز، اور فلاحی اسکیموں کے ذریعے کمزور طبقے کی مدد کرتی ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے معاشی نظریات اور عصرِ حاضر کے اقتصادی مسائل

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے معاشی نظریات انصاف، مساوات، اور فلاحی ریاست کے اصولوں پر مبنی ہیں۔ ان کے خطبات، خطوط، اور اقوال میں معیشت کے بنیادی اصولوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جو جدید اقتصادی چیلنجز جیسے کہ معاشی عدم مساوات، غربت، کرپشن، اور دولت کی غیر منصفانہ تقسیم سے نمٹنے کے لیے آج بھی نہایت موزوں ہیں۔ *نہج البلاغہ* میں بیان کردہ ان کے اصول جدید معاشی پالیسیوں سے گہری مطابقت رکھتے ہیں۔

حضرت علیؑ کے نزدیک دولت کی غیر مساوی تقسیم ظلم ہے اور اس کے نتیجے میں سماجی بدامنی پیدا ہوتی ہے۔ ان کا فرمان ہے:

"اللہ تعالیٰ نے فقراء کے رزق میں دولت مندوں کو وسیلہ بنایا ہے۔ پس اگر کوئی فقیر بھوکا رہے تو یہ امراء کی بے انصافی کی وجہ سے ہے، اور اللہ اس سے ان کا محاسبہ کرے گا۔[2] "

یہ اصول آج کے فلاحی ریاستی نظام، پروگریسو ٹیکسیشن، اور دولت کی مساوی تقسیم جیسے جدید تصورات سے ہم آہنگ ہے۔ جدید اقتصادی پالیسیوں میں ٹیکس اصلاحات اور ویلتھ ری ڈسٹری بیوشن کے ذریعے اسی عدم مساوات کو کم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

حضرت علیؑ کی نگاہ میں حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کو بنیادی ضروریات فراہم کرے اور ان کا استحصال نہ ہونے دے۔ وہ مالک اشتر کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خبردار! امیروں کو غریبوں پر فوقیت نہ دینا، کیونکہ یہی طرزِ عمل ظلم و فساد کی بنیاد بنتا ہے۔[3]

[1] رضی، نہج البلاغہ، خط 53

[2] رضی، نہج البلاغہ، حکمت 328

[3] رضی، نہج البلاغہ، خط 53

یہ اصول آج کی فلاحی ریاستوں کے بنیادی نظریے سے مطابقت رکھتا ہے، جہاں حکومتیں سوشل سیکیورٹی، سبسڈیز، اور فلاحی اسکیموں کے ذریعے کمزور طبقے کی مدد کرتی ہیں۔

حضرت علیؑ غربت کو ایک سماجی بیماری قرار دیتے ہیں اور اس کے خاتمے پر زور دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

"اگر غربت ایک انسان ہوتی تو میں اسے قتل کر دیتا۔[1]) "

یہ نظریہ آج کے Sustainable Development Goals (SDGs) سے گہری مماثلت رکھتا ہے، جہاں حکومتیں غربت کے خاتمے کے لیے اقدامات کر رہی ہیں۔

حضرت علیؑ کرپشن اور حکومتی بدعنوانی کے شدید مخالف تھے۔ وہ مالک اشتر کو نصیحت کرتے ہیں:

"اگر تمہارا کوئی عہدیدار خیانت کرے، تو اس کے خلاف سخت کارروائی کرو اور اسے سزا دو تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔[2]"

یہ اصول آج کی اینٹی کرپشن پالیسیوں اور شفافیت کے قوانین سے ہم آہنگ ہے، جہاں حکومتی احتساب کو یقینی بنایا جاتا ہے۔

یہ اصول آج کے لیبر لاز، کم از کم اجرت کے قوانین، اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے کی پالیسیوں سے مطابقت رکھتا ہے۔

تحقیق ہذا میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی، خلافت اور دیگر امور پر بہت تحقیق ہو چکی۔ آپ نے اپنے چار سالہ دورِ خلافت پر اقدامات کیے ان پر کام نہیں ہوا۔ معاشی حکمت کے لیے تین مصادر کو منتخب کیا۔

1. نہج البلاغہ
2. صحیحین
3. بحارالانوار

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے معاشی نظریات آج بھی جدید اقتصادی مسائل کے حل کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ دولت کی منصفانہ تقسیم، غربت کا خاتمہ، کرپشن کے خلاف اقدامات، اور محنت کشوں کے حقوق جیسے اصول آج کی معیشت کے بنیادی ستون ہیں۔ اگر ان اصولوں کو موجودہ معاشی نظام میں نافذ کیا جائے تو ایک زیادہ منصفانہ اور مساوات پر مبنی اقتصادی نظام قائم کیا جا سکتا ہے۔

---

[1] رضی، نہج البلاغہ، خط76

[2] رضی، نہج البلاغہ، خط53

فصل دوم: دراسات سابقہ اور منہج تحقیق

موضوع تحقیق سے متعلق موجودہ کام کا جائزہ:(Review of Literature)

مقالہ جات:

1. امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی غزوات میں شرکت و کارنامے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اخلاق و عادات ایم اے مقالہ نگار: حفیظ الرحمن ، نگران : وحید الدین ، شعبہ عربی علوم اسلامیہ تحقیقی گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان۔

اس مقالے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عسکری خدمات اور ان کے اعلیٰ اخلاقی اصولوں پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ اگرچہ تحقیق تاریخی واقعات پر مبنی ہے، تاہم یہ بعض حوالوں میں مزید تجزیاتی گہرائی کی متقاضی ہے۔

2. امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت میں پیش آنے والی جنگوں کے اسباب و محرکات اور ان کے اثرات کا تنقیدی جائزہ، ایم فل مقالہ نگار: سمیرہ محفوظ، نگران: ڈاکٹر عمارہ رحمان، شعبہ علوم اسلامیہ سکول آف عربیک واسلامک سائنسز، یونیورسٹی آف فیصل آباد، سیشن 2019-2017۔

مقالہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور میں پیش آنے والی جنگوں کے محرکات اور ان کے اثرات پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس میں تجزیاتی پہلو نمایاں ہیں، لیکن سیاسی اور سماجی اثرات پر مزید تفصیل اس تحقیق کو مزید مضبوط کر سکتی تھی۔

3. حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا داعیانہ کردار، ایم اے مقالہ نگار تحسین زہرہ، نگران: ڈاکٹر حافظہ شاہدہ پروین، ادارہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور، سیشن 2006۔

یہ مقالہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے تبلیغی واصلاحی کردار کو واضح کرتا ہے، خاص طور پر ان کے علمی وخطباتی انداز کو اجاگر کرتا ہے۔ اگرچہ یہ تحقیق اہم نکات پر روشنی ڈالتی ہے، مگر تقابلی تجزیے کی کمی محسوس ہوتی ہے جو اسے مزید مضبوط بنا سکتی تھی۔

4. حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اجتہادی بصیرت ایم اے مقالہ نگار: خالدہ نسرین، نگران: پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، ادارہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور، سیشن 1971۔

5. اس مقالے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فقہی اجتہاد اور شرعی استنباطات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ تحقیق جامع ہے، لیکن جدید اسلامی فقہ کے ساتھ مزید موازنہ اسے مزید تقویت دے سکتا تھا۔

6. حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عدالتی فیصلوں کا عصر حاضر میں اطلاق، ایم فل مقالہ نگار: حفصہ یعقوب، نگران: ڈاکٹر نجم بانو، شعبہ علوم اسلامیہ جی سی وومین یونیورسٹی فیصل آباد، سیشن 2018-2016۔

یہ مقالہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عدالتی فیصلوں کے جدید تناظر میں اطلاق پر روشنی ڈالتا ہے۔ تحقیق میں معاصر قانونی چیلنجز کا تجزیہ کیا گیا ہے، لیکن جدید قوانین کے ساتھ مزید تقابل سے یہ تحقیق مزید جامع ہو سکتی تھی۔

7. خلافت راشدہ کی معاشی حکمت عملی اور عصر حاضر میں اس کا اطلاق، ایم فل مقالہ نگار: شکیل احمد، نگران: پروفیسر ڈاکٹر عبدالقدوس صہیب شعبہ علوم اسلامیہ بہاوالدین زکریا یونیورسٹی ملتان سیشن 2017-2015۔

تحقیق میں حضرت علیؓ اور دیگر خلفاء راشدین کی معاشی پالیسیوں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ اگرچہ تحقیق میں مضبوط استدلال موجود ہے، مگر جدید معیشت میں ان اصولوں کے عملی نفاذ پر مزید بحث کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

8. عہد علی المرتضی کرم اللہ وجہ میں عدالتی نظام،بی ایس، مقالہ نگار: محمد عثمان، نگران: سید افتخار احمد شاہ، شعبہ علوم اسلامیہ منہاج یونیورسٹی لاہور، سیشن 2012-2008۔

اس تحقیق میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور میں عدالتی نظام کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے، اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ ان کے فیصلے عدل و انصاف کی اعلیٰ مثال تھے۔ مقالہ تاریخی تجزیے میں مؤثر ہے لیکن اس میں جدید عدالتی نظام کے ساتھ موازنہ مزید گہرائی کا متقاضی ہے۔

کتابیں:

سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ شخصیت اور کارنامے، تالیف ڈاکٹر علی محمد الصلابی۔

یہ کتاب امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی ولادت سے شہادت تک مفصل سوانح پر مشتمل ہے۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے نام نصب ولادت خاندان قبیلہ واقعہ اسلام مکہ کے اہم کارناموں ہجرت، قرآنی تصور حیات، زندگی پر اس کے اثرات اور اللہ کی زات کائنات دنیاوی زندگی، جنت، جہنم اور قضاقدر کے بارے میں آپ کے عقیدہ تصور سے کتاب کا آغاز ہوتا ہے۔ اس کتاب میں حسن، حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی کا مختصر خاکہ پیش کیا گیا ہے۔

"Hazrat Ali and Governance"

مصنف: سید عارف، ناشر: اسلامک پبلشنگ ہاؤس، لاہور، اشاعت: 2008ء۔

یہ کتاب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خطوط اور ان کی حکومت میں اپنائے گئے اصولوں پر روشنی ڈالتی ہے۔

"Nahjul Balagha: Sermons, Letters, and Sayings of Imam Ali"

الشریف الرضی، ترجمہ: سید محمد عسکری جعفری، ناشر: اسلامک سیمینری، امریکہ، اشاعت: **1978ء**

اس کتاب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خطبات اور خطوط شامل ہیں جو ان کی معاشرتی اور معاشی حکمت عملی کی عکاسی کرتے ہیں۔

"Islamic Public Finance and Policy"

مصنف: سید افضل پیرزادہ، ناشر: ادارہ ادبیت، دہلی، اشاعت: 2004ء

یہ کتاب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقتصادی اصولوں اور اسلامی مالیاتی نظام پر تحقیق پر مبنی ہے۔

جواز تحقیق:(Rationale of The Study)

معیشت کسی معاشرے کے لیے معاشرتی استحکام میں ریڑھ کی ہڈی کا کام کرتی ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے بظاہر موجود ہیں، جن سے اسلامی مثالی حکمران میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو منتخب کیا گیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بندوبست اراضی کے لیے جو اقدامات کیے، ان کے اقدامات، فرمودات اور اقوال سے آگاہی اور رہنمائی حاصل کر کے موجودہ دور سے مشکلات پر قابو پایا گیا ہے۔ عصر حاضر میں معاشی مسائل کے حل کے لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرامین اور حکمت عملی کا تفصیلی جائزہ منتخب مصادر کی روشنی میں کرتے ہوئے استفادہ حاصل کیا جائے گا۔

مسئلہ تحقیق کی وضاحت:(Statement of the Problem)

تحقیق کا بنیادی سوال تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی اور معاشی بصیرت کو اُجاگر کرنا ہے۔ موجودہ حالات میں بڑھتی ہوئی معاشی ابتری اور بدحالی پر کس طرح سے قابو پایا جائے کہ لوگ معاشی لحاظ سے لوگ خوشحال زندگی گزار سکیں۔ ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی اور آپ کے مالیاتی کارناموں کا جائزہ لیتے ہوئے عصری نقطہ نظر سے اس کی تطبیق کیسے ممکن ہے، مقالے کا بنیادی نقطہ ہے۔

ضرورت واہمیت:(Significance of the Study)

معیشت ہر معاشرے کی ایک بنیادی ضرورت ہے، کوئی بھی معاشرہ مضبوط معیشت کے بغیر ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتا۔ عصر حاضر میں امت مسلمہ کو متعدد معاشی مسائل درپیش ہیں۔ مسلم معاشرہ دہشت گردی، سودی نظام اور قرضوں کے بوجھ میں پھنسا ہوا ہے۔ مسلم دنیا کے جو خطے مدنی دولت سے مالا مال ہیں ان کے حکمران عیش و عشرت کا شکار ہو چکے ہیں جبکہ عوام پر بھاری ٹیکسوں کا بوجھ ہے دولت کی غیر منصفانہ تقسیم میں اضافہ ہو رہا

ہے۔ معیشت اخلاقی اصولوں سے عاری ہے۔ پاکستان بھی ایک ترقی پذیر ملک ہے اور معیشت کے مسائل سے دوچار ہے، ان مسائل سے نمٹنے کے لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی کو عصر حاضر کے تناظر میں مسائل کے حل کے لئے ڈھال بنا کر استفادہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالی قرآن میں فرماتے ہیں۔

أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۚ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ [1]

"ترجمہ: کیا تیرے رب کی رحمت (یعنی نبوت) یہ لوگ تقسیم کرتے ہیں؟ ہم نے دنیا کی زندگی میں ان کے درمیان ان کی معیشت تقسیم کی ہے اور ان میں سے بعض کو بعض پر بلند درجے دیے ہیں تاکہ ان میں سے کچھ لوگ کچھ دوسرے لوگوں سے کام لیں اور تیرے رب کی رحمت تو اس مال و دولت سے بھی بہتر ہے جو یہ لوگ جمع کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی پیروی کرو گے فلاح پا جاؤ گے"۔

مقاصد تحقیق:(Objectives of the Study)

1. حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی کے اہم نکات کا جائزہ لینا
2. حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی کو منتخب مصادر کی روشنی میں بیان کرنا
3. منتخب مصادر کی روشنی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی کی عصری بنیادوں پر تطبیق کی وضاحت کرنا

سوالات تحقیق:(Research Questions)

- حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی کے اہم نکات کون کون سے ہیں؟
- منتخب مصادر کی روشنی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی کی نوعیت کس طرح بیان ہوئی؟
- منتخب مصادر کی روشنی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی کی عصری بنیادوں پر تطبیق کیسے ممکن ہے؟

---

[1] الزخرف:32

تحدید دائرہ کار موضوع:(Delimitations of the Study)

زیر نظر مقالہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی کا منتخب مصادر) نہج البلاغہ صحیحین، بحارالانوار) کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے۔

منہج تحقیق:(Research Methodology)

منہج تحقیق تجزیاتی اختیار کیا گیا ہے۔

1. اس طریقہ کار کے تحت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملیوں کو اسلامی مصادر جیسے صحیحین، نہج البلاغہ ،اور بحار الانوار کی روشنی میں تجزیہ کیا گیا ہے۔
2. تحقیق کا مقصد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکمت عملیوں کے اثرات اور آج کے دور میں ان کی مطابقت کو بہتر انداز میں سمجھنا ہے۔
3. نمل یونیورسٹی کے فارمیٹ اور تحقیق کے اصولوں کو مد نظر رکھ کر لکھا گیا ہے۔
4. صحیحین، نہج البلاغہ ،اور بحار الانوار جیسے معتبر اسلامی مصادر سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔
5. ان مصادر کی مدد سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملیوں کو تاریخی اور موجودہ دور کے معاشی مسائل کے تناظر میں دیکھا گیا ہے۔
6. تحقیق میں تاریخ اور سیرت سے متعلقہ بنیادی کتب کا بھی بھرپور مطالعہ کیا گیا ہے۔
7. تحقیق کا مقصد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملیوں کو موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق سمجھنا اور ان کی افادیت کو اجاگر کرنا ہے۔

ابواب وفصول کی تقسیم وترتیب

باب اول: موضوع تحقیق اور منہج تحقیق سے متعلق تعارفی مباحث

فصل اول: موضوع تحقیق کی ضرورت واہمیت وجواز تحقیق

فصل دوم: دراسات سابقہ اور منہج تحقیق

باب دوم: حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی نہج البلاغہ کی روشنی میں

فصل اول: حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرمودات اور معاشی حکمت عملی

فصل دوم: حکومتی عمال کو ہدایات اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی

باب سوم: حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی صحیحین اور بحار الانوار کی روشنی میں

فصل اول: صحیحین کی روشنی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی

فصل دوم: بحار الانوار کی روشنی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی

باب چہارم: حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی اور عصری معنویت

فصل اول: معاشی اصلاحات اور معاشی منصوبہ بندی

فصل دوم: ریاست کی معاشی ذمہ داریاں و معاشی استحکام

باب دوم

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی نہج البلاغہ کی روشنی میں

فصل اول: حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرمودات اور معاشی حکمت عملی

فصل دوم: گورنرز کو ہدایات اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی

فصل اول

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرمودات اور معاشی حکمت عملی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے معیشت سے متعلق فرمودات اور معاشی حکمت عملی سے قبل اسلام کے معاشی نظام کا تعارف ذکر کرنا بہت ضروری ہے۔

اسلام کا معاشی نظام ایک تعارف

معیشت کی بہت سی تعریفیں کی گئی ہیں۔ ادم سمتھ نے یوں تعریف کی ہے۔

According to Adam Smith, economics makes inquiries into the factors that determine the wealth and growth of a nation-[1]

اسی طرح ایک اور تعریف ملاحظہ ہو۔

According to a French classical economist, J. B Say, economics is the science of production, distribution and consumption of wealth.[2]

اسلامی اقتصادی نظام ایک مکمل اور منفرد نظام ہے جو قرآن، حدیث اور فقہی اصولوں پر مبنی ہے۔ یہ نظام سود کی ممانعت، زکوٰۃ، طلائی دینار اور نقرئی درہم کو بطور زر استعمال کرنے، اور آزاد بازار جیسے اصولوں پر قائم ہے۔ اس میں جوا، غرر، اور غیر یقینی تجارت کی ممانعت ہے، اور حکومت امیروں سے ٹیکس اور زکوٰۃ وصول کرکے غریبوں میں تقسیم کرتی ہے۔ اسلام صرف چند اخلاقی اصولوں کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک مکمل نظامِ حیات ہے جو زندگی کے ہر پہلو میں انسانیت کی راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس میں ایک منفرد اقتصادی نظام بھی شامل ہے جو سود سے پاک معیشت کے اصولوں پر مبنی ہے۔ یہ خصوصیت اسلام کو دیگر مذاہب سے ممتاز کرتی ہے، اگرچہ یہودیت، مسیحیت اور ہندومت میں بھی سود کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ بائبل اور منوسمیتی جیسے مذہبی متون میں سود کی ممانعت موجود ہے، لیکن یہ مذاہب سود سے پاک معیشت کا کوئی عملی اور مکمل نظام نہیں پیش کرتے۔

---

(1) Ahuja, H. L. (2008). *Modern Economics: Analytical Study*. New Delhi: S. Chand & Company, Ltd.p 21

(2) Iyoha, M. A; Oyefusi, S. A. & Oriakhi, D. E. (2003). *An introduction to Modern Microeconomics.* Benin: Mindex Publishing, p 123

اسلامی اقتصادی نظام نظریاتی اور عملی طور پر سود سے پاک معیشت کے اصول وضع کرتا ہے۔ اس کا عملی نفاذ نبی اکرم ﷺ کے ذریعے پہلی مرتبہ مدینہ میں کیا گیا، جو اسلامی معیشت کا بنیادی ماڈل فراہم کرتا ہے۔ اس کے برعکس جدید سرمایہ دارانہ نظام کا بانی ایڈم سمتھ اور اشتراکی نظام کا بانی کارل مارکس قرار دیے جاتے ہیں، لیکن اسلامی اقتصادی نظام کے بانی حضرت محمد ﷺ کا ذکر عام اقتصادی کتابوں سے نکال دیا گیا ہے۔

اسلام کے معاشی نظریات میں پہلا اصول یہ ہے کہ سب اشیاء کا مالک اللہ تعالی ہے۔ سب اشیاء کا مالک اللہ تعالی ہے۔ اللہ ہی سب کو رزق دینے والا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ.(1)

"جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب اللہ کے لئے ہے۔"

اسلام کے معاشی نظام کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے اسلام نجی ملکیت کو جائز سمجھتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ أَنفِقُواْ مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ(2).

"اے ایمان والو! ان پاکیزہ کمائیوں میں سے اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا کرو۔"

اسلام کے معاشی نظام میں وسائل اور معیشت کے ذرائع کے دروازے سب کے لئے برابر ہیں۔ حصول رزق کے مواقع سب کے لئے برابر ہیں۔ جو جتنی محنت کے سبب معاشی میدان میں ترقی کر سکے اسلام نے اس سلسلہ میں قدغن نہیں لگایا ہے۔ فرمایا

وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ قَلِيلاً مَّا تَشْكُرُونَ(3)-

"اور بیشک ہم نے تم کو زمین میں تمکّن و تصرّف عطا کیا اور ہم نے اس میں تمہارے لئے اسبابِ معیشت پیدا کئے، تم بہت ہی کم شکر بجالاتے ہو"

جس طرح اسلام حقِ معیشت میں مساوات کا داعی ہے اور ہر انسان کو اللہ تعالیٰ کے فراہم کردہ اسبابِ معشیت سے فائدہ اٹھانے کا حق دیتا ہے۔ اسی طرح حالات کو سامنے رکھتے ہوئے درجاتِ معیشت میں تفاوت کی

---

(1) البقرۃ:284

(2) البقرۃ:267

(3) الاعراف:10

نشاندہی کرتا ہے۔یعنی اسلام میں معاشی مساوات کا مفہوم یہ ہے کہ ہر ذی روح کو دنیا میں رہنے کا حق حاصل ہو، محنت اور ترقی کے راستے سب کے لئے ہوں اور وہ معیشت میں اپنا کردار ادا کر سکے۔ اس کا فیصلہ اس کی محنت، قابلیت اور کام کرنے کی صلاحیت پر رکھا گیا ہے جتنا وہ کام کرے گا۔ اسی حساب سے معیشت میں اس کا درجہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ۔[1].

اور اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق (کے درجات) میں فضیلت دی ہے (تا کہ وہ تمہیں حکمِ انفاق کے ذریعے آزمائے)۔

حضرت محمد ﷺ کے دور میں مدینہ کی ریاست ایک اسلامی اصولوں پر مبنی نظام کے طور پر قائم ہوئی۔مکہ سے مدینہ ہجرت کے بعد "دستور مدینہ" تشکیل دیا گیا، جو مختلف قبائل اور مذہبی گروہوں کے اختلافات کو حل کرنے اور ایک معاشرتی وسیاسی نظام کی بنیاد فراہم کرنے میں اہم ثابت ہوا۔ اس چارٹر نے زکوٰۃ، صدقات اور مالی امور کے اصول واضح کیے، جو اسلامی معاشرتی نظام کی بنیاد ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ معاشرتی اور اخلاقی اصولوں کی رہنمائی بھی فراہم کی گئی، جس سے مسلمانوں کو ایک منصفانہ اور مضبوط معاشرتی جماعت تشکیل دینے کی راہ دکھائی گئی، جس کی بنیاد قرآن و حدیث پر تھی۔ حضرت عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے اپنی خلافت کے دوران اسلامی مالیاتی نظام میں عدل و انصاف پر مبنی اصلاحات کیں۔ انہوں نے زکوٰۃ کے معیار کی وضاحت کی، اس کے جمع کرنے اور استعمال کے اصول طے کیے، اور گورنروں کی نگرانی کا نظام متعارف کرایا۔ ان کی اصلاحات نے مسلمانوں کو مالیاتی استحکام اور عدالتی انصاف فراہم کیا۔ بعد میں حضرت عمر بن عبد العزیز (رضی اللہ عنہ) نے بھی اہم مالیاتی اصلاحات کیں، دولت کی منصفانہ تقسیم کے لئے دولت مندوں پر زیادہ مالی بوجھ ڈالا اور زکوٰۃ و خمس کے نظام کو مزید بہتر بنایا۔ ان دونوں خلفاء کے دور میں اسلامی مالیاتی نظام میں عدل و انصاف اور معاشرتی بہتری کو فروغ ملا" ۔

نہج البلاغہ "معروف کتاب ہے جو امام علی کرم اللہ وجہہ کی خطبات اور حکمتوں کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب میں امام علی کرم اللہ وجہہ نے مختلف موضوعات پر حکمت عملی بیان کی ہے، جو معاشی، اخلاقی، سماجی، اور سیاسی حکومت کی بنیادی اصولوں کو شامل کرتی ہے۔

معاشی حکمت کی بات کرتے ہوئے، امام علی کرم اللہ وجہہ نے مختلف اصولوں اور رہنمائیوں کو بیان کیا ہے جو ایک

[1] النحل:71

فرد کو معاشی زندگی کے میدان میں راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

معیشت سے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نہج البلاغہ میں اہم فرمودات درج ذیل ہیں۔

حب دنیا اور مال کمانے کے بارے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرمودات

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نظر میں مال کمانے میں اخلاقی، اجتماعی، اور معنوی پہلو و مقاصد غالب آتے ہیں۔ ان کی تعلیمات میں مال کمانے کا مقصد دین اور انسانیت کی خدمت اور خیرات میں انفاق کرنا ہے۔ ان میں چند درج ذیل ہیں۔

حصول مال کی حکمت

ان کی نظر میں مال کا کمانا اور اس کا استعمال ایک عقلمند شخص کے لئے بہت مشکل ہے، جس میں انسانیت کی خدمت اور معاشرتی ترقی کا پہلو کارفرما تب مال و دولت حاصل کرنا چاہئے۔

مال کا منصفانہ استعمال:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مال کے منصفانہ استعمال اور ساتھ حقوق کی پاسداری کی ترغیب دی ہے۔ مال کے کمانے اور کاروبار کرنے کے دوران عدل اور انصاف کی بنیاد لازمی ہو تبھی اس مال و کاروبار میں برکت ہوتی ہے۔

زکوۃ اور صدقات:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے زکوۃ اور صدقات کی اہمیت کو بھی سراہا، اور غریبوں اور محتاجوں کی مدد کے لئے استعمال کرتے تھے۔

دولت کے ساتھ تواضع اور محبت کی اہمیت:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعلیمات میں تواضع اور محبت کی اہمیت بھی واضح ہے، جو مال کمانے اور استعمال کے دوران اہم اخلاقی اصول ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حب دنیا کے بارے مینں بہت سے اقوال ہیں۔ آپ فرماتے ہیں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک جامعہ خطبہ جو دنیا کی بے ثباتی کے حوالے سے آپ نے بیان فرمایا نقل کر رہے ہیں:

أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أُحَذِّرُكُمُ الدُّنْيَا فَإِنَّهَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ حُفَّتْ بِالشَّهَوَاتِ وَتَحَبَّبَتْ بِالْعَاجِلَةِ وَرَاقَتْ بِالْقَلِيلِ وَتَحَلَّتْ بِالْآمَالِ، وَتَزَيَّنَتْ بِالْغُرُورِ لَا تَدُومُ حَبْرَتُهَا وَلَاتُؤْمَنُ فَجْعَتُهَا غَرَّارَةٌ ضَرَّارَةٌ حَائِلَةٌ زَائِلَةٌ نَافِدَةٌ بَائِدَةٌ أَكَّالَةٌ غَوَّالَةٌ لَا تَعْدُوا إِذَا تَنَاهَتْ إِلَى أُمْنِيَّةِ أَهْلِ الرَّغْبَةِ فِيهَا وَالرِّضَاءِ بِهَا أَنْ تَكُونَ[1]

میں تمہیں دنیا سے ڈراتا ہوں، اس لئے کہ یہ (بظاہر) شیریں و خوش گوار تر و تازہ و شاداب ہے نفسانی خواہشیں اس کے گرد گھیر اڈالے ہوئے ہیں، وہ اپنی جلد میسر آجانے والی نعمتوں کی وجہ سے لوگوں کو محبوب ہوتی ہے اور اپنی تھوڑی سی (آرائشوں) سے مشتاق بنالیتی ہے۔ وہ (جھوٹی) امیدوں سجی ہوئی اور دھوکے اور فریب سے بنی سنوری ہوئی ہے نہ اس کی مسرتیں دیر پا ہیں اور نہ اس کی ناگہانی مصیبتوں سے مطمئن رہا جا سکتا ہے وہ دھوکے باز، نقصان رساں، اور بدلنے والی اور فنا ہونے والی ہے ختم ہونے والی اور مٹ جانے والی ہے، کھا جانے اور ہلاک کر دینے والی ہے، جب یہ اپنی طرف مائل ہونے والوں اور خوش ہونے والوں کی انتہائی آرزوؤں تک پہنچ جاتی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک دنیا دھوکہ دینے والی ہے۔ اس کا متاع قلیل ہے۔ اور جو بھی اس پر بھروسہ کرتا ہے وہ دھوکہ ہی کھاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

جو شخص بھی دنیا کی تر و تازگی سے اپنی کوئی تمنا پوری کرتا ہے تو وہ اس پر مصیبتوں کی مشقتیں بھی لاد دیتی ہے جسے امن و سلامتی کے پر و بال پر شام ہوتی ہے تو اسے صبح خوف کے پروں پر ہوتی ہے وہ دھوکے باز ہے اور اس کی ہر چیز دھوکا وہ خود بھی فنا ہو جانے والی ہے۔ اور اس میں رہنے والا بھی فانی ہے۔ اس کے کسی زاد میں سوا ز تقوی کے بھلائی نہیں ہے جو شخص کم حصہ لیتا ہے وہ اپنے لئے راحت کے سامان بڑھا لیتا ہے۔ اور جو دنیا کو زیادہ سمیٹتا ہے وہ اپنے لئے تباہ کن چیزوں کا اضافہ کر لیتا ہے (حالانکہ) اسے اپنے مال و متاع سے بھی جلد ہی الگ ہونا ہے کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنہوں نے دنیا پر بھروسہ کیا اور اس نے انہیں مصیبتوں میں ڈال دیا۔[2]

---

(1) رضی، سید شریف، نہج البلاغہ، خطبہ نمبر:109 (،لاہور، امامیہ کتب خانہ، س،ن) ص:316

(2) رضی، نہج البلاغہ، خطبہ نمبر:109، ص:316

مال و دولت فتنہ نہ بنے:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مالدار اور دولت مندوں کو تلقین کی ہے کہ دولت آنے کی صورت میں وہ شفیق بن جائیں۔

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ الأَمْرَ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ كَقَطَرَاتِ الْمَطَرِ إِلَى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا قُسِمَ لَهَا مِنْ زِيَادَةٍ أَوْ نُقْصَانٍ فَإِنْ رَأَى أَحَدُكُمْ لأَخِيهِ غَفِيرَةً فِي أَهْلٍ أَوْ مَالٍ أَوْ نَفْسٍ فَلَا تَكُونَنَّ لَهُ فِتْنَةً ،[1]

انسان کے مقسوم میں کم یا زیادہ جو کچھ بھی ہوتا ہے اس کا امر آسمان سے زمین کی طرف بارش کے قطرات کی طرح نازل ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص اپنے بھائی کے پاس اہل و مال یا نفس کی فراوانی دیکھے تو اس کے لئے فتنہ نہ بنے۔

مذکورہ قول میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ انسان کی حقیقت کو ایک مشترکہ حقیقت کے طور پر پیش کرتے ہیں، جس کے مطابق ہر انسان کو اللہ کی طرف سے انعامات دی گئی ہیں۔ وہ انعامات مختلف اشکال میں ظاہر ہوتی ہیں، جیسے اموال، صحت، عقل، وقت وغیرہ۔ اس حدیث میں مال مقسوم کا ذکر کرکے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس بات کو بیان کرتے ہیں کہ ہر شخص کو اس کی مقسوم میں کم یا زیادہ میزان کے مطابق ہی بخشا گیا ہے۔

ان کا تصور ہے کہ انسان کی تمام امور اور مقسومات اُس کے لئے اللہ کی طرف سے فراہم کی گئی ہیں، جیسے بارش کے قطرات زمین پر نازل ہوتی ہیں۔ اس لحاظ سے، اگر کوئی شخص اپنے بھائی کے پاس اموال یا دولت یا کسی دوسری امور کی فراوانی دیکھتا ہے، تو اسے فتنہ نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ وہ اس امر کو اپنی خوشی اور خوشحالی کے لئے قبول کرنا چاہئے اور اپنے بھائی کی خوشی میں شریک ہونا چاہئے۔ یہ ایک بڑا اخلاقی سبق ہے جو انسانوں کو اخوت اور بھائی چارے کی بنیادوں پر مشتمل رہنے کی سکھاتا ہے۔

مذکورہ بالا خطبہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مال اور عمل صالح دونوں کو جمع کرنے کا یوں ذکر کیا ہے۔

---

(1) ایضا:23،ص:45

وكَذَلِكَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ الْبَرِيءُ مِنَ الْخِيَانَةِ يَنْتَظِرُ مِنَ اللَّه إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ إِمَّا دَاعِيَ اللَّه فَمَا عِنْدَ اللَّه خَيْرٌ لَه وإِمَّا رِزْقَ اللَّه فَإِذَا هُوَ ذُو أَهْلٍ ومَالٍ ومَعَه دِينُه وحَسَبُه وإِنَّ الْمَالَ والْبَنِينَ حَرْثُ الدُّنْيَا والْعَمَلَ الصَّالِحَ حَرْثُ الآخِرَةِ۔[1]

یہی حال اس مرد مسلمان کا ہے جس کا دامن خیانت سے پاک ہو کہ وہ ہمیشہ پروردگار سے دو میں سے ایک نیکی کا امیدوار رہتا ہے یا داعی اجل آجائے تو جو کچھ اس کی بارگاہ میں ہے وہ اس دنیا سے کہیں زیادہ بہتر ہے یا رزق خدا حاصل ہو جائے تو وہ صاحب اہل ومال بھی ہو گا اور اس کا دین اور وقار بھی برقرار رہے گا۔ یاد رکھو مال اور اولاد دنیا کی کھیتی ہے اور عمل صالح آخرت کی کھیتی ہے اور کبھی کبھی پروردگار بعض اقوام کے لئے دونوں کو جمع کر دیتا ہے۔

مال دنیا پر نفس کو مائل کرنا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مختلف مواقع پر زور دیا کہ انسان کو مال دنیا کی حرص سے بچنا چاہیے اور اسے اپنی زندگی کا مقصد نہیں بنانا چاہیے۔ وہ کہتے تھے کہ مال دنیا کا استعمال انسان کو اخلاقیات اور روحانیت کی طرف لے جانے میں مددگار ہونا چاہیے نہ کہ اسے زندگی کا مقصد بنایا جائے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مال کو دنیاوی زندگی کا ایک وسیلہ قرار دیا جس کا استعمال انصاف اور احسان کے ساتھ کرنا چاہیے۔ ان کے نزدیک، انسان کو چاہیے کہ وہ مال کو اس طرح سے خرچ کرے کہ وہ نہ صرف اپنی زندگی میں بلکہ دوسروں کی زندگیوں میں بھی مثبت تبدیلی لائے۔ ان کا ماننا تھا کہ مال کی محبت انسان کو دینی و دنیاوی فرائض سے غافل کر دیتی ہے، اور اس لئے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے دل کو مال کی محبت سے پاک رکھے اور اپنی توجہ زیادہ بلند اور معنوی اہداف پر مرکوز کرے۔ اس ضمن میں آپکا ایک قول ملاحظہ ہو۔

ولَبِئْسَ الْمَتْجَرُ أَنْ تَرَى الدُّنْيَا لِنَفْسِكَ ثَمَناً - ومِمَّا لَكَ عِنْدَ اللَّه عِوَضاً —ومِنْهُمْ مَنْ يَطْلُبُ الدُّنْيَا بِعَمَلِ الآخِرَةِ ولَا يَطْلُبُ الآخِرَةَ بِعَمَلِ الدُّنْيَا - قَدْ طَامَنَ مِنْ شَخْصِه—[2]

اپنے نفس کو مال دنیا کے حصول اور لشکر کی قیادت یا منبر کی بلندی پر عروج کے لئے وقف کر دیا ہے اور اپنے دین کو برباد کر دیا ہے اور یہ بدترین تجارت ہے کہ تم دنیا کو اپنے نفس کی قیمت بنا دو یا اجر آخرت کا بدل قرار دے

(1) رضی، نہج البلاغہ، خطبہ نمبر:23، ص:45

(2) ایضا، خطبہ نمبر:32، ص:63

دو۔ بعض وہ ہیں جو دنیا کو آخرت کے اعمال کے ذریعہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور آخرت کو دنیا کے ذریعہ نہیں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

معاشی اعتبار سے عوام / رعایا کی اقسام:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور حکومت میں رعایا کو مختلف اقسام میں تقسیم کرنے کا تصور موجود تھا، جس کا بنیادی مقصد سماجی و معاشرتی ذمہ داریوں اور حقوق کا مناسب انتظام تھا۔ ان کے نظریات اور حکمت عملیوں میں انصاف، عدل، اور مساوات کے اصول نمایاں تھے، جو کہ ہر فرد کے حقوق و فرائض کی بنیاد تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مالک بن اشتر کو رعایا کے طبقات کی اقسام کو بھی بیان کیا ہے۔

اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ رعایا میں کئی طبقے ہوتے ہیں جن کی سود و بہبود ایک دوسرے سے وابستہ ہوتی ہیں اور وہ ایک دوسرے سے بے نیاز نہیں ہو سکتے ان میں سے ایک طبقہ وہ ہے جو اللہ کی راہ میں کام آنے والے فوجیوں کا ہے۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جو عمومی و خصوصی تحریروں کا کام انجام دیتا ہے میرا انصاف کرنے والے قضاۃ کا ہے چوتھا۔ حکومت کے وہ اعمال جن سے امن اور انصاف قائم ہوتا ہے پانچواں خراج دینے والے مسلمان اور جزیہ دینے والے ذمیوں کا چھٹا تجارت پیشہ واہل حرفہ کا ساتواں فقرا و مساکین کا وہ طبقہ ہے کہ جو سب سے پست ہے اور اللہ نے ہر ایک کا حق معین کر دیا۔[1]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نظر میں رعایا کی اقسام عموماً درج ذیل تھیں:

1. **فوجی: وعسکری حکام:** ان افراد کا بھی خاص خیال رکھا جاتا تھا جو ریاست کی خدمت میں مصروف تھے۔ ان کی خدمات کے عوض مناسب اجرت، مراعات، اور دیگر سہولیات فراہم کی جاتی تھیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک یہ وہ طبقہ ہے جس پر محاصل خرچ کرنے چاہئے، خراج کے ذریعے ان کو مظبوط کیا جائے کیونکہ انہی کے دم سے ریاست مضبوط ہوتی ہے۔ آپ مالک بن اشتر کو لکھتے ہیں۔

اور فوج کی زندگی کا سہارا وہ خراج ہے جو اللہ نے اس کے لئے معین کیا ہے کہ جس سے وہ دشمنوں سے جہاد کرنے میں تقویت حاصل کرتے اور اپنی حالت کو درست بناتے اور ضروریات کو بہم پہنچاتے ہیں۔[2]

---

(1) رضی، نہج البلاغہ، خطبہ نمبر:53، ص:748

(2) ایضا، خطبہ نمبر:250، ص:878

2. **قاضی القضاۃ** جو افراد اسلامی معاشرے میں عدل و انصاف کا فریضہ سر انجام دیتے ہیں۔ لوگوں کے مال، عزت، اور حقوق کی حفاظت کرتے ہیں۔ ان کی ضروریات بھی ریاست مالداروں سے پیسے اکھٹے کرکے پوری کی جائیں۔ ان کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

تیسرے طبقے کی ضروریات ہے کہ جو قضاۃ اعمال اور منشیان دفاتر کا ہے کہ جن کے ذریعے باہمی معاہدوں کی مضبوطی اور خراج اور دیگر منافع کی جمع آوری ہوتی ہے اور معمولی اور غیر معمولی معاملوں میں ان کے ذریعہ وثوق و اطمینان حاصل کیا جاتا ہے اور سب کا دار و مدار سوداگروں اور صناعوں پر ہے کہ وہ ان کی ضروریات کو فراہم کرتے ہیں بازار لگاتے ہیں اور اپنی کاوشوں سے ان کی ضروریات کو مہیا کرکے انہیں خود مہیا کرتے سے آسودہ کر دیتے ہیں۔[1]

3. **ذمی :(Non-Muslim Citizens)** غیر مسلم جو اسلامی ریاست میں رہتے تھے اور حکومت کے تحفظ میں تھے، انہیں ذمی کہا جاتا تھا۔ ان سے جزیہ کی شکل میں ٹیکس لیا جاتا تھا لیکن بدلے میں ان کی حفاظت اور بنیادی حقوق کی ضمانت دی جاتی تھی۔
4. **مساکین و یتیمان** :ان افراد کا خصوصی خیال رکھا جاتا تھا جو معاشرے میں غربت کی وجہ سے کمزور تھے یا جن کے سرپرست نہیں تھے۔ اسلامی حکومت کے زیر انتظام، ان افراد کے لیے زکوٰۃ اور دیگر خیراتی سرگرمیاں انجام دی جاتی تھیں۔ اس دور میں غلامی ایک معاشرتی حقیقت تھی، لیکن اسلامی اصولوں کے تحت غلاموں کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرنے کی تاکید کی گئی تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکومت میں غلاموں کو آزاد کرنے کے لیے بھی مختلف اقدامات کیے گئے تھے۔
5. **افسران و پولیس:** حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حکومت کے مناصب پر کام کرنے والوں کو بھی رعایا کی ایک الگ قسم بیان کیا ہے۔ ان کے انتخاب کے بارے میں فرمایا۔

ایسے لوگوں کو منتخب کرنا جو آزمودہ و غیرت مند ہوں۔ ایسے خاندانوں میں سے جو اچھے ہوں۔ اور جن کی خدمات اسلام کے سلسلہ میں پہلے سے ہوں کیونکہ ایسے لوگ بلند اخلاق اور بے داغ عزت والے ہوتے ہیں۔ حرص و طمع کی طرف کم جھکتے ہیں اور عواقب و نتائج پر زیادہ نظر رکھتے ہیں۔[2]

یہ بھی فرمایا کہ ان کی تنخواہوں کا معیار بلند رکھنا، اچھی تنخواہیں دیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

---

(1) رضی، نہج البلاغہ، خطبہ نمبر:250، ص:878

(2) ایضاً:878

پھر ان کی تنخواہوں کا معیار بلند رکھنا کیونکہ اس سے انہیں اپنے نفوس کے درست رکھنے میں مدد ملے گی اور اس مال سے بے نیاز رہیں گے جو ان ہاتھوں میں بطور امانت ہو گا اسکے بعد بھی وہ تمہارے حکم کی خلافی ورزی یا امانت میں رخنہ اندازی کریں۔ تو تمہاری حجت ان پر قائم ہو گی۔[1]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس سلسلہ میں یہ بھی فرمایا ہے کہ خائن / کرپٹ افسران و حکام کو نہ رکھا جائے کیونکہ یہ ریاست کے وسائل پر قابض ہو کر ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ نیز ان کی خفیہ جاسوسی بھی کی جائے۔ ان کو سخت سزائیں دی جائیں۔ فرماتے ہیں۔

خائن مدد گاروں سے اپنا بچاؤ کرتے رہنا۔ اگر ان میں سے کوئی خیانت کی طرف ہاتھ بڑھائے اور متفقہ طور پر جاسوسوں کی اطلاعات تم تک پہنچ جائیں تو شہادت کے لئے بس اُسے کافی سمجھنا اسے جسمانی طور پر سزا دینا اور جو کچھ اس نے اپنے عہدہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سمیٹا ہے، اسے واپس لینا اور اسے ذلت کی منزل پر کھڑا کر دینا اور خیانت کی رسوائیوں کے ساتھ اسے روشناس کرانا اور ننگ و رسوائی کا طوق اس کے گلے میں ڈال دینا۔[2]

اہل صنعت و حرفت: یہ ایسا طبقہ ہے جو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نظر میں بہت ہی اہمیت کا حامل ہے اور یہ عوام کی فلاح و بہبود اور ان کی معاشی خوشحالی کے لئے محنت کرتا ہے دن ورات کام کرتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکمت عملی اور پالیسیوں کا مقصد یہ تھا کہ ہر فرد کو اس کے حقوق ملیں اور معاشرے میں امن و امان اور عدل و انصاف قائم رہے۔ ان کی حکمت عملیوں میں بنیادی انسانی حقوق کی حفاظت اور سماجی توازن کو یقینی بنانا شامل تھا۔

نہج البلاغہ میں کمزور طبقات کی معاشی کفالت کی حکمت عملی:

نہج البلاغہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی کفالت کی حکمت عملی کا ذکر ہے، جو ان کی عدل و انصاف پسندی، انسانیت، اور معاشرتی برابری کی فلسفے کا حصہ ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مختلف طریقوں سے کمزور طبقات کی معاشی حالت میں بہتری لانے کے لئے اقدامات اختیار کیے، نہج البلاغہ میں مالک بن اشتر کے نام آپ کرم اللہ وجہہ کا خط مذکور ہے جس میں آپ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔

پسماندہ و افتادہ طبقہ کے بارے میں اللہ کا خوف کرنا جن کا کوئی سہارا نہیں ہوتا۔ وہ مسکینوں، محتاجوں، فقیروں اور

---

(1) رضی، نہج البلاغہ، خطبہ نمبر:250، ص:878

(2) ایضاً، ص:878

معذوروں کا طبقہ ہے ان میں کچھ تو ہاتھ پھیلا کر مانگنے والے ہوتے ہیں اور کچھ کی صورت سوال ہوتی ہے

اللہ کی خاطر ان بے کسوں کے بارے میں اس کے اس حق کی حفاظت کرنا جس کا اس نے تمہیں ذمہ دار بنایا ہے ان کے لئے ایک حصہ بیت المال سے معین کر دینا اور ایک حصہ ہر شہر کے اس غلہ میں سے دینا جو اسلامی غنیمت کی زمینوں سے حاصل ہوا ہو کیونکہ اس میں دور والوں کا اتنا ہی حصہ ہے جتنا نزدیک والوں کا ہے اور تم ان سب کے حقوق کی نگہداشت کے ذمہ دار بنائے گئے ہو الہذا تمہیں دولت کی سر مستی ان سے غافل نہ کر وسے کیونکہ کسی معمولی بات کو اس لئے نظر انداز نہیں کیا جائے گا کہ تم نے بہت سے اہم کاموں کو پورا کر دیا ہے لہٰذا اپنی توجہ ان سے نہ ہٹانا اور نہ تکبر کے ساتھ ان کی طرف سے اپنا رخ پھیرنا اور خصوصیت کے ساتھ خبر رکھو۔[1]

اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یتیموں اور بوڑھے لوگوں کی کفالت کا بھی حکم دیا ہے۔

اور دیکھو یتیموں اور سال خورد بوڑھوں کا خیال رکھنا۔ کہ جو نہ کوئی سہارا رکھتے ہیں اور نہ سوال کے لئے اٹھتے ہیں اور یہی وہ کام ہے جو حکام پر گراں گزرا کرتا ہے۔[2]

کمزور طبقات کی خلیفہ خود معاشی کفالت نگرانی کرنا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نظریات اور عملی اقدامات میں کمزور طبقات کی معاشی کفالت اور نگرانی کو بڑی اہمیت دی گئی۔ ان کی عدل و انصاف پسندی کی روشنی میں، وہ انسانی حقوق کی پاسداری کرتے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک خلیفہ کمزور طبقات کی کفالت کی نگرانی خود کرے۔ حضرت مالک کو اس سلسلہ میں درج ذیل ہدایات جاری کیں۔

فقرا اور محتاجوں کی دادرسی اور تم اپنے اوقات کا ایک حصہ حاجتمندوں کے لئے معین کر دینا جس میں سب کام چھوڑ کر انہی کے لئے مخصوص ہو جانا اور ان کے لئے ایک عام دربار کرنا اور اس میں اپنے پیدا کرنے والے اللہ کے لئے تواضع وانکساری سے کام لینا اور فوجیوں، نگہبانوں اور پولیس والوں کو ہٹا دینا تاکہ کہنے والے بے دھڑک کہہ سکیں۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کئی موقعوں پر فرماتے سنا ہے کہ اس قوم میں پاکیزگی نہیں آسکتی جس میں

---

(1) رضی، نہج البلاغہ، خطبہ نمبر:250، ص:878

(2) ایضاً، ص:878

کمزوروں کو کھل کر طاقتوروں سے حق نہیں دلایا جاتا۔ پھر یہ کہ اگر ان کے تیور بگڑیں یا صاف صاف مطلب نہ کہہ سکیں، تو اسے برداشت کرنا اور تنگ دلی اور نخوت کو ان کے مقابلہ میں پاس نہ آنے دیتا۔[1]

ٹیکس اور محاصلات کے بارے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکمت عملی

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے دور میں بہت ہی مشکلات تھیں۔ ان میں ایک اہم مسئلہ ریاست کی مالی مشکلات تھیں۔ ذیل میں خراج / ٹیکس اور محاصلات کے بارے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکمت عملی ذکر کریں گیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکومت کا دور ان کی عادلانہ اور منصفانہ حکمرانی کے لئے مشہور ہے۔ ان کی حکومتی حکمت عملیوں میں ٹیکس اور محاصلات کے حوالے سے بھی انتہائی اہم اصول شامل تھے، جو کہ ان کے عدل و انصاف کے نظریہ کا حصہ تھے۔

ٹیکس کی عادلانہ وصولی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نکتہ نظر تھا کہ ٹیکس کی وصولی میں عدل و انصاف کو یقینی بنایا جائے۔ ان کی حکمت عملی میں شامل تھا کہ ٹیکس کا نظام سادہ اور شفاف ہونا چاہیے تاکہ لوگوں پر بوجھ نہ بنے۔ انہوں نے ٹیکس کی شرح کو ایسا متعین کیا جو لوگوں کی مالی حیثیت کے مطابق ہو۔

زکوٰۃ اور خمس

اسلامی معاشیات میں زکوٰۃ اور خمس دو اہم ستون ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے زکوٰۃ کی وصولی کو بہت زیادہ اہمیت دی تھی، کیونکہ یہ نہ صرف ایک مذہبی فریضہ ہے بلکہ ایک سماجی و اقتصادی ذریعہ بھی ہے جو معاشرتی توازن اور انصاف کو فروغ دیتا ہے۔ ان کی حکمت عملی میں یہ بات واضح تھی کہ زکوٰۃ کی رقم کو صحیح مصارف پر خرچ کیا جائے اور اسے معاشرے کے کمزور طبقات تک پہنچایا جائے۔

محاصل کا صحیح استعمال

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ٹیکس اور دیگر محاصل کے استعمال کو بھی بہت اہمیت دی۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ

---

(1) رضی، نہج البلاغہ، خطبہ نمبر:250، ص:878

محاصل کا استعمال عوام کی بہبود اور معاشرتی ترقی کے لیے کیا جائے۔ انہوں نے حکومتی خرچ میں شفافیت اور احتساب کو ترجیح دی تا کہ عوامی وسائل کا غلط استعمال نہ ہو۔ اس سلسلہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک خط جو کہ مالک بن اشتر کے نام ہے اس میں فرمایا کہ ٹیکس اکھٹا کیا جائے اور عوام کی فلاح پر خرچ کیا جائے۔

اس دستاویز کو (مالک اشتر نخعی رحمۃ اللہ کے لئے تحریر فرمایا۔ جب کہ محمد ابن ابی بکر کے حالات بگڑ جانے پر انہیں مصر اور اس کے اطراف کی حکومت سپرد کی.

یہ ہے وہ فرمان جس پر کار بند رہنے کا حکم دیا ہے خدا کے بندے علی امیر المومنین نے مالک ابن حارث اشتر کو جب مصر کا انہیں والی بنایا تا کہ وہ خراج جمع کریں دشمنوں سے لڑیں رعایا کی فلاح و بہبود اور شہروں کی آبادی کا انتظام کریں انہیں حکم ہے کہ اللہ کا خوف کریں اس کی اطاعت کو مقدم سمجھیں اور جن فرائض وسنن کا اس نے اپنی کتاب میں حکم دیا ہے ان کا اتباع کریں۔[1]

مصر کے گورنر مالک اشتر نخعی کو خط میں تحریر کیا:

رعایا کے لئے اپنے دل کے اندر رحم ورافت اور لطف ومحبت کو جگہ دوان کے لئے پھاڑ کھانے والا درندہ نہ بن جاؤ کہ انھیں نگل جانا غنیمت سمجھتے ہو۔ اس لئے کہ رعایا میں دو قسم کے لوگ ہیں ایک تو تمہارے دینی بھائی اور دوسرے تمہارے جیسی مخلوق خدا ان کی لغزشیں بھی ہوں گی خطاؤں سے بھی انہیں سابقہ پڑے گا اور ان کے ہاتھوں سے جان بوجھ کر یا بھولے چوکے سے غلطیاں بھی ہوں گی۔ تم ان سے اسی طرح عفوودرگزر سے کام لینا جس طرح اللہ سے اپنے لئے عفوودرگذر کو پسند کرتے ہو۔[2]

اقتصادی عدل وانصاف

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکمت عملی میں اقتصادی عدل وانصاف کی بنیاد پر ٹیکس نظام کو استوار کیا گیا تھا۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق ٹیکس ادا کرے اور کوئی بھی شخص اس سے مستثنیٰ نہ ہو، خواہ وہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ان حکمت عملیوں کا مقصد عوام کی بہبود اور معاشرتی توازن کو برقرار رکھنا تھا،

(1) سید، رضی، نہج البلاغہ، خطبہ نمبر:53، ص:747

(2) ایضاً:748

جو کہ ان کی حکومت کی موئثر تا کو بھی بیان کرتا ہے۔ ان کے یہ اصول آج بھی کئی حکومتی و اقتصادی نظاموں کے لیے رہنما اصول کے طور پر موزوں ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور حکومت میں قدرتی آفات کی آمد پر ٹیکس میں چھوٹ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکومتی پالیسیوں میں انسانیت کی خدمت، رحم دلی، اور عدل پر بہت زور دیا جاتا تھا۔ قدرتی آفات جیسے خشک سالی، سیلاب، یا زلزلے کی صورت میں ان کی حکومت نے متاثرین کی مدد اور ریلیف کے لیے خصوصی اقدامات اٹھائے۔ ٹیکس میں چھوٹ دینا ایک اہم طریقہ تھا جس سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مشکل وقت میں رعایا کی مدد کی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مالک بن اشتر کو ہدایات جاری کیں۔ فرمایا آپ اس سلسلہ میں لکھتے ہیں۔

اب اگر وہ خراج کی گرانباری یا کسی آفت، ناگہانی یا نہری و بارانی علاقوں میں ذرائع آب پاشی کے ختم ہونے یا زمین کے سیلاب میں گھر جانے یا سیر ابی کے نہ ہونے کے باعث اس کے تباہ ہونے کی شکایت کریں تو خراج میں اتنی کمی کر دو[1]

ٹیکس میں چھوٹ کے اسباب:

1. معاشی بوجھ کو کم کرنا : حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک قدرتی آفات کی وجہ سے جب لوگوں کی معیشت پر برا اثر پڑتا ہے، تو ریاست کو چاہیے کہ وہ ٹیکسوں میں نرمی دکھائے تاکہ لوگ اپنی معاشی حالت بہتر بنا سکیں۔
2. فوری ریلیف کی فراہمی : آفات کے بعد فوری ریلیف فراہم کرنا جیسے خوراک، پناہ، اور طبی سہولیات کے ساتھ ساتھ مالی بوجھ کو کم کرنا بھی ضروری سمجھا جاتا تھا۔
3. معیشت کی تعمیر نو : ٹیکس میں چھوٹ دینے کا مقصد صرف موجودہ ریلیف ہی نہیں بلکہ متاثرین کی معیشت کی تعمیر نو اور مستقبل کی بہتری بھی تھا۔

کاشتکاروں کا معیشت میں کردار:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مالک بن اشتر کو لکھا گیا خط، جو "نہج البلاغہ" میں موجود ہے، ان کی حکمت،

---

(1) رضی، نہج البلاغہ، خطبہ نمبر:250، ص:878

انصاف پسندی اور ریاستی امور میں رعایا کے حقوق کی پاسداری کی عظیم مثال ہے۔ اس خط میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مالک بن اشتر کو جب مصر کا گورنر بنایا تھا تو انہیں مختلف ہدایات دی گئیں، جن میں سے ایک اہم ہدایت یہ تھی کہ کاشتکاروں پر اضافی بوجھ نہ ڈالا جائے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ مالک بن اشتر کو لکھتے ہیں کہ کاشتکاروں پر اضافی بوجھ نہ ڈالیں۔ ملک کی معیشت کا انحصار انہی کی محنت پر ہے۔ فرماتے ہیں۔

ملک آباد ہے تو جیسا بوجھ اس پر لادو گے وہ اٹھالے گا اور زمین کی تباہی تو اس سے آتی ہے کہ کاشتکاروں کے ہاتھ تنگ ہو جائیں اور ان کی تنگ دستی اس وجہ سے ہوتی ہے کہ حکام مال و دولت کے سمیٹنے پر تل جاتے ہیں اور انہیں اپنے اقتدار کے ختم ہونے کا کھٹکا لگا رہتا ہے اور عبرتوں سے بہت کم فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔[1]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہدایت کا مقصد یہ تھا کہ کاشتکاروں کا کردار ملک کی معیشت میں انتہائی اہم ہوتا ہے کیونکہ وہ خوراک اور دیگر زرعی مصنوعات فراہم کرتے ہیں جو کہ عوام کی بنیادی ضروریات ہوتی ہیں اور ملک کی معیشت کے لیے لازمی ہوتی ہیں۔

زمینوں پر ناجائز قبضہ کی پالیسی:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دورِ خلافت میں انصاف اور مساوات کی بنیادوں پر حکمرانی کی جاتی تھی، اور انہوں نے خاص طور پر سرکاری عہدیداران اور جاگیرداروں کے مابین زمینوں کی تقسیم اور استعمال کے حوالے سے سخت ہدایات جاری کی تھیں۔ ان کی حکومت میں زمینوں پر غیر معمولی قبضہ جات اور غیر انصافی کا کوئی مقام نہیں تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے زمینوں کی تقسیم میں عدل و انصاف پر بہت زور دیا تھا۔ ان کا ماننا تھا کہ زمین کی ملکیت کو عام فائدے کے لئے استعمال کیا جانا چاہیے، نہ کہ صرف چند افراد یا طاقتور طبقات کے لئے۔ انہوں نے خود سرکاری عہدیداروں اور جاگیرداروں کو بھی سختی سے منع کیا تھا کہ وہ زمینوں پر غیر قانونی قبضہ نہ کریں یا ان کا ناجائز استعمال نہ کریں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خطوط میں بھی ان کی یہ ہدایات واضح طور پر جھلکتی ہیں، جہاں انہوں نے اپنے گورنرز اور دیگر سرکاری عہدیداروں کو مختلف علاقوں میں انصاف کے ساتھ حکومت کرنے اور کسی بھی قسم کی زیادتی سے بچنے کی تاکید کی۔ انہوں نے اپنے ایک خط میں مالک اشتر کو خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ زمینوں کی تقسیم میں ایسے اصولوں کی پیروی کریں جو عدل و انصاف پر مبنی ہوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک سرکاری عہدیداران و جاگیرداروں کو زمینوں پر قابض نہ ہونے دینا ان کی پالیسی تھی۔

---

(1) رضی، نہج البلاغہ، خطبہ نمبر:250، ص:878

اپنے کسی حاشیہ نشین و قرابت دار کو جاگیر نہ دینا اور اسے تم سے توقع نہ بندھنا چاہئے کسی ایسی زمین پر قبضہ کرنے کی جو آبپاشی یا کسی مشترکہ معاملہ میں اس کے آس پاس کے لوگوں کے لئے ضرر کی باعث ہو یوں کہ اس کا بوجھ دوسرے پر ڈال دے اس صورت میں اس کے خوش گوار مزے تو اس کے لئے ہوں گے نہ تمہارے لئے مگر اس کا بدنما دھبہ دنیا و اخرت میں تمہارے دامن پر رہ جائے گا۔ اور جس پر جو حق عائد ہوتا ہو اس پر اس حق کو نافذ کرنا چاہئے وہ تمہارا اپنا ہو یا بیگانہ ہو۔[1]

ان کی ان پالیسیوں کا مقصد یہ تھا کہ معاشرے میں کسی قسم کی اقتصادی عدم مساوات کو فروغ نہ دیا جائے اور ہر شخص کو برابری کا موقع ملے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے انصاف پر مبنی اصول حکومتی عہدیداران اور جاگیر داروں کو زمینوں پر غیر قانونی قبضہ کرنے سے روکتے تھے، اور یہی ان کی حکمرانی کی خاصیت تھی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تجارتی پالیسی اور تجارت کے فروغ کے لئے اقدامات

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حکومتی دور میں تجارت کی فروغ کے لئے انہوں نے مختلف اقدامات اختیار کیے۔ ان کی تجارتی پالیسی اور اقدامات نہج البلاغہ میں بھی ذکر شدہ ہیں، جو ان کی عدل و انصاف پسندی، ترقیاتی سوچ، اور انسانی حقوق کی پاسداری کی روشنی میں اہم ہیں۔

عدل وانصاف کی بنیاد پر تجارتی نظام:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تجارتی و کاروباری سرگرمیوں اور فعالیتوں کو معاشی مراعات دیکر فروغ دیا، جو کہ تجارتی سرگرمیوں کو بڑھانے میں مدد فراہم کرتا۔ نہج البلاغہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تجارت سے متعلق نصیحتیں بھی شامل ہیں، جو تجارتی اصولوں اور معاشرتی مسایل پر روشنی ڈالتی ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مالک بن اشتر کو لکھا کہ تاجروں کا خیال کیا جائے، یہ امن پسند لوگ ہوتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

تمہیں تاجروں اور صناعوں کے خیال اور ان کے ساتھ اچھے برتاؤ کی ہدایت کی جاتی ہے اور تمہیں دوسروں کو ان کے متعلق ہدایت کرنا ہے خواہ وہ ایک جگہ رہ کر بیوپار کرنے والے ہوں یا پھیری لگا کر بیچنے والے ہوں یا جسمانی مشقت (مزدوری یا دستکاری) سے کمانے والے ہوں کیونکہ یہی لوگ منافع کا سرچشمہ اور ضروریات کے مہیا کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ان ضروریات کو خشکیوں تریوں میدانی علاقوں اور پہاڑوں ایسے دور افتادہ مقامات سے درآمد کرتے ہیں اور ایسی جگہوں سے کہ جہاں لوگ پہنچ نہیں سکتے اور نہ وہاں جانے کی ہمت کر سکتے ہیں۔ یہ لوگ امن

---

(1) رضی، نہج البلاغہ، خطبہ نمبر:250، ص:878

پسند اور صلح جو ہوتے ہیں۔ ان سے کسی فساد اور شورش کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ یہ لوگ تمہارے سامنے ہوں یا جہاں جہاں دوسرے شہروں میں پھیلے ہوئے ہوں۔ تم ان کی خبر گیری کرتے رہنا۔[1]

بددیانت ولالچی تاجروں کی سرزنش

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نظر میں، ایک اچھا تاجر وہ ہوتا تھا جو اصولوں اور اخلاق کے ساتھ کاروبار کرتا، اور لوگوں کے حقوق کی پاسداری کرتا۔ اسی لئے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بددیانت اور لالچی تاجروں کو سرزنش کیا اور ان کی بدلہ لینے کی نصیحت کی۔ حضرت مالک بن اشتر کو لکھتے ہیں۔

ہاں! اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھو کہ ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو انتہائی تنگ نظر اور بڑے کنجوس ہوتے ہیں جو نفع اندوزی کے لئے مال روک رکھتے ہیں اور اُونچے نرخ معین کر لیتے ہیں یہ چیز عوام کے لئے نقصان دہ اور حکام کی بدنامی کا باعث ہوتی ہے لہذا ذخیرہ اندوزی سے منع کرنا۔ کیونکہ رسول اللہ نے اس سے ممانعت فرمائی ہے۔[2]

تجارتی فروغ کے لئے اقدامات:

1. تجارتی معاہدات: حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مختلف ذمی لوگوں / غیر مالک کاشتکاروں کے ساتھ تجارتی و کاشتکاری کے حوالہ سے معاہدات کئے، جو کہ تجارتی روابط کو بہتر بنانے میں مدد فراہم کرتے۔
2. بین المللی تجارت کے روابط: انہوں نے مختلف ممالک کے ساتھ تجارتی روابط کو بہتر بنانے کے لیے کوششیں کی، جو کہ اقتصادی ترقی کو فروغ دیتی۔
3. تجارتی سرگرمیوں کی حمایت: حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تجارتی فعالیتوں کی حمایت کی اور ان کو بڑھانے کے لیے مختلف تدابیر اختیار کیے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے گراں فروشی، مہنگائی اور ذخیرہ اندوزی کے سدباب کے لئے اقدامات

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکومت میں گراں فروشی، مہنگائی اور ذخیرہ اندوزی کے سدباب کے لئے

---

(1) رضی، نہج البلاغہ، خطبہ نمبر: 250، ص: 878

(2) ایضاً: 878

مختلف اقدامات اختیار کیے گئے۔ ان کی حکومت کیلئے عدلیہ، اقتصادی تنظیمات، اور معاشی سیاست میں عدم بے رحمی اور مفسدت کے خلاف کارروائی اہم تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے قیمتوں پر نگرانی بنائی۔ نیز عوام کی بنیادی ضروریات کی قیمتوں کو مستقر رکھنے کیلئے مختلف اقدامات اختیار کئے گئے۔ نہج البلاغہ میں آپ کا خطبہ ملاحظہ ہو۔

جو نفع اندوزی کے لئے مال روک رکھتے ہیں اور اُونچے نرخ معین کر لیتے ہیں یہ چیز عوام کے لئے نقصان دہ اور حکام کی بدنامی کا باعث ہوتی ہے لہذا ذخیرہ اندوزی سے منع کرنا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے ممانعت فرمائی ہے اور خرید و فروخت صحیح ترازوؤں اور مناسب نرخوں کے ساتھ سہولت ہونا چاہیئے کہ نہ بیچنے والے کو نقصان ہو اور نہ خریدنے والے کو خسارہ ہو اس کے بعد بھی کوئی ذخیرہ اندوزی کے جرم کا مرتکب ہو تو اسے مناسب حد تک سزا دینا۔[1]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور میں ریاستی وسائل و ذرائع میں اضافہ کی کاوشیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور میں ریاستی وسائل و ذرائع میں اضافہ کی کاوشیں مختلف شعبوں پر مبنی تھیں۔ ان کی حکومت کا مقصد عوام کی بہبود اور ترقی کو فراہم کرنا تھا، جس کے لیے وسائل و ذرائع کی موثریت اور توسیع پر زور دیا جاتا رہا۔ ذیل میں چند اہم کاشوں کا تذکرہ کریں گیں۔

فلاح و ترقی کے لیے زراعت کی ترقی کاوشیں:

1. آبادی کی زیادہ سے زیادہ تعداد کی فلاح و ترقی کے لیے: زراعتی معاونتیں بہتر کرنے کے لیے کاوشیں کی گئیں۔
2. آبپاشی کی بہترین ترقی: زراعی زمینوں کی آبپاشی کے لیے مناسب طریقے اختیار کیے گئے۔

زمینوں کی آبادی کاری:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور حکومت میں بنجر زمینوں کی آبادی کاری ایک معاشی حکمت عملی تھی۔
حضرت علی کرم اللہ وجہہ مالک بن اشتر کو لکھتے ہیں۔

خراج کی جمع آوری سے زیادہ زمین کی آبادی کا خیال رکھنا کیونکہ خراج بھی تو زمین کی آبادی ہی سے حاصل

(1) رضی، نہج البلاغہ، خطبہ نمبر:250، ص:878

ہو سکتا ہے اور جو آباد کئے بغیر خراج چاہتا ہے وہ ملک کی بربادی اور بندگان خدا کی تباہی کا سامان کرتا ہے اور اس کی حکومت تھوڑے دنوں سے زیادہ نہیں رہ سکتی۔[1]

تجارت اور بازاروں کی بناوٹ:

1. بازاروں کی ترقی :اقدامات کئے گئے تاکہ بازاروں کی ترقی ہو اور لوگوں کو آسانی سے اشیاء فراہم ہو سکیں۔
2. تجارتی روابط کی بہتری :مختلف ریاستوں اور ممالک کے ساتھ تجارتی روابط کو بہتر بنایا گیا اور تجارتی معاہدات کی منظوری کی گئی۔
3. بنیادی سہولیات کی فراہمی :اسلامی تعلیم، صحت، اور سرکاری سہولیات کی فراہمی میں اضافہ کیا گیا۔

ناجائز جائیدادوں پر قابضین کے بارے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی پالیسی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکومت کے دور میں جائیدادوں کی قابضین پر پالیسی انصاف اور امن کی بنیادوں پر مبنی تھی۔ ان کی حکومت میں، جائیدادوں کی قابضین کو انصاف کے ساتھ معاملت کرنے کی بڑی اہمیت دی گئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکومت میں مسلمانوں کو اخلاقی اصولوں اور انصاف کے اصولوں کی پاسداری کی ضرورت سمجھائی گئی۔

ان کی پالیسی کے تحت، جائیدادوں کی قابضین کو ان کے حقوق کی حفاظت اور ان کے ساتھ انصافی سلوک کی ضمانت دی گئی۔ حکومتی ادارے اور قضائی نظام کو انصاف کی نافذ کرنے کا کام سنبھالنے کی گئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکومت میں جائیدادوں کی قابضین کو ظلم اور ستم سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی گئی اور ان کے حقوق کی حفاظت کی گئی۔ جائیداد کی واپسی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے۔

واللّٰه لَوْ وَجَدْتُه قَدْ تُزُوِّجَ بِه النِّسَاءُ ومُلِكَ بِه الإِمَاءُ لَرَدَدْتُه - فَإِنَّ فِي الْعَدْلِ سَعَةً - ومَنْ ضَاقَ عَلَيْه الْعَدْلُ فَالْجَوْرُ عَلَيْه أَضْيَقُ![2]

خدا کی قسم اگر میں کسی مال کو اس حالت میں پاتا کہ اسے عورت کا مہر بنادیا گیا ہے یا کنیز کی قیمت کے طور پر

---

(1) رضی، نہج البلاغہ، خطبہ نمبر:250، ص:878

(2) ایضا، خطبہ نمبر:15، ص:33

دیدیا گیاہے تو بھی اسے واپس کرادیتااس لئے کہ انصاف میں بڑی وسعت پائی جاتی ہے اور جس کے لئے انصاف میں تنگی ہو اس کے لئے ظلم میں تو اور بھی تنگی ہو گی۔[1]

تاریخ کا مسلمہ ہے کہ امیر المومنین جب بیت المال میں داخل ہوتے تھے تو سوئی دھاگہ اور روٹی کے ٹکڑے تک تقسیم کر دیا کرتے تھے اور اس کے بعد جھاڑو دے کر دو رکعت نماز ادا کرتے تھے تاکہ یہ زمین روز قیامت علی کے عدل وانصاف کی گواہی دے اور اس بنیاد پر آپ نے عثمان کی عطاکردہ جاگیروں کو واپسی کا حکم دیدیا اور صدقہ کے اونٹ عثمان کے گھر سے واپس منگوالئے کہ عثمان کسی قیمت پر زکوٰۃ کے مستحق نہیں تھے۔

اگرچہ بعض ہواخواہان بنی امیہ نے یہ سوال اٹھادیا ہے کہ یہ انتہائی بے رحمانہ برتائو تھا جہاں یتیموں پر رحم نہیں کیا گیا اور ان کے قبضہ سے مال لے لیا گیا۔ لیکن اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ ظلم اور شقاوت کا مظاہرہ اس نے کیا ہے جس نے غرباء ومساکین کا حق اپنے گھر میں جمع کر لیا ہے اور مال مسلمین پر قبضہ کر لیا ہے۔ پھر یہ کوئی نیا حادثہ بھی نہیں ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی کا خلاصہ

دوران خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی کے بارے میں "نہج البلاغہ" کے حوالے سے جو معلومات ملیں، وہ یہ ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے معاشرتی اور معاشی انصاف پر بہت زور دیا تھا۔ ان کی پالیسیوں میں لوگوں کے درمیان مساوات اور عدل کو فروغ دینا شامل تھا۔ انہوں نے مال غنیمت اور زکوٰۃ کے درست تقسیم کا خاص خیال رکھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سرکاری خزانے کو عوام کی بھلائی کے لیے استعمال کرنے کی پالیسی اپنائی، اور رشوت وبدعنوانی کے خلاف سخت کارروائی کی۔

انہوں نے خلافت کی مدت کے دوران، خاص طور پر جنگوں اور بیرونی حملوں کے وقت، عوام کے مفاد کو مد نظر رکھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ بھی ماننا تھا کہ حکمران کو اپنے رعایا کے ساتھ ایک ماں کی طرح شفقت کا برتاؤ کرنا چاہیے، جو نہ صرف ان کی مادی ضروریات کا خیال رکھے بلکہ ان کی روحانی اور اخلاقی ترقی کی بھی فکر کرے ۔

فصل دوم

حکومتی عمال کو ہدایات اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی

نہج البلاغہ " حضرت علی کرم اللہ وجہہ بن ابی طالب علیہ السلام کے خطبات، خطوط اور اقوال کا مجموعہ ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے درج ذیل مکتوبات اس کتاب میں ہیں۔

- مدینہ سے بصرہ روانہ ہوتے وقت اہل کوفہ کے نام
- شریح ابن حارث کے مکان کی دستاویز
- اشعث ابن قیس عامل آذربائیجان کے نام
- بجواب ابو موسیٰ اشعری
- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام جوابی خطوط
- زیاد ابن نضر اور شریح ابن ہانی کے نام
- جنگ صفین چھڑنے سے پہلے فوج کو ہدایت
- زیاد ابن ابیہ رضی اللہ عنہ کے نام
- محمد ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے نام
- عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہ کے نام
- خراج کے کارندوں کے نام
- ہدایتسہل ابن حنیف عامل
- جنگ جمل کے بعد اہل کوفہ
- عثمان بن حنیف انصاری رضی اللہ عنہ کے نام
- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام
- جریر ابن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ کے نام
- عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نام
- معقل ابن قیس رضی اللہ عنہ کے نام
- عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ عامل کے نام
- زکوۃ جمع کرنے والوں کو ہدایت
- قثم بن عباس عامل رضی اللہ عنہ
- عمر ابن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ عامل بحرین
- آئین حکومت کے سلسلہ میں مالک ابن حارث کو

مدینہ کے نامذیل میں ان گورنر کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے معاشی حکمت علی کے لئے ہدایات جاری کیں تھیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی گورنر کو ہدایات

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے عہد خلافت میں مختلف گورنروں کو جو ہدایات دیں، وہ اسلامی حکومت اور عدل و

انصاف کے اصولوں کا نمونہ ہیں۔ چند مشہور گورنرز کے نام ہدایات ملاحظہ ہوں۔

گورنر مکہ: قثم بن عباس رضی اللہ عنہ

آپ کا نام قثم بن عباس ہے۔ آپ کے والد کا نام عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ ہے، جو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چچا تھے۔ آپ کی والدہ کا نام لبابہ بنت حارث ہے، جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کے بعد اسلام قبول کرنے والی دوسری خاتون ہیں۔ آپ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دور میں کم عمر تھے۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب کی اولاد سے بہت محبت تھی۔ ایک دفعہ قثم رضی اللہ عنہ، عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ کھیل رہے تھے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سواری وہاں سے گزری۔ آپ نے جعفر رضی اللہ عنہ اور قثم رضی اللہ عنہ کو اپنی سواری میں ساتھ بٹھالیا۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وفات کے وقت آپ بالغ ہو چکے تھے اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے غسل، تجہیز و تکفین میں شریک تھے۔ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ جسد اطہر کو غسل دیتے وقت کروٹ بدلنے میں مدد کرتے تھے۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تدفین کے وقت آپ بھی قبر انوار میں اترے تھے اور جسد اطہر کو لٹانے کے بعد سب سے آخر میں قبر سے نکلے تھے۔ تاہم، بعض روایتوں کے مطابق یہ شرف حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا، مگر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ آخری شرف قثم رضی اللہ عنہ کو ملا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی خلافت کے دوران آپ کو پہلے مدینہ اور پھر مکہ کا امیر مقرر کیا۔ آپ نے سمرقند کی جنگ میں شہادت پائی۔[1]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے قبل خالد بن سعید بن العاص مکہ کے گورنر تھے، مولا علی کرم اللہ وجہہ نے ان کو معزول کر کے ابا قتادہ انصاری کو مکہ کا گورنر مقرر کیا ان کو معزول کر کے قثم بن عباس رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور وہ شہادت امام علی ع تک مکہ کے گورنر رہے۔

قثم بن عباس رضی اللہ عنہ، جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانے میں مکہ کے گورنر تھے، حضرت محمد ﷺ کے چچا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چچازاد بھی تھے اور ان کے دور حکومت میں اہم کردار ادا کرتے تھے۔ قثم بن عباس رضی اللہ عنہ کی تعیناتی کے بارے میں تاریخی مواد

(1) ابن حجر، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج:2، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س، ن)، ص:458

زیادہ تر اسلامی تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے۔

فرائض منصبی پر عمل:

فرائض منصبی پر عمل کرنے سے معیشت میں بہتری آتی ہے۔ جب لوگ اپنے فرائض کو دیانت داری اور محنت سے انجام دیتے ہیں تو کام کی کارکردگی بڑھتی ہے، ادارے مضبوط ہوتے ہیں، اور ملک کی معیشت مستحکم ہوتی ہے۔ ایمانداری، وقت کی پابندی، اور پیشہ ورانہ صلاحیتیں معیشتی ترقی کے لیے اہم عوامل ہیں۔ ان اصولوں پر عمل پیرا ہو کر نہ صرف انفرادی بلکہ قومی سطح پر بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اسی اصول کی تعلیم قثم بن عباس کو دی۔

فَأَقِمْ عَلَى مَا فِي يَدَيْكَ قِيَامَ الْحَازِمِ الصَّلِيبِ والنَّاصِحِ اللَّبِيبِ - التَّابِعِ لِسُلْطَانِه الْمُطِيعِ لإِمَامِه - وإِيَّاكَ ومَا يُعْتَذَرُ مِنْه - ولَا تَكُنْ عِنْدَ النَّعْمَاءِ بَطِراً - ولَا عِنْدَ الْبَأْسَاءِ فَشِلًا-1

دیکھو اپنے منصبی فرائض کے سلسلہ میں ایک تجربہ کار' پختہ کار' مخلص' ہوشیار انسان کی طرح قیام کرنا جو اپنے حاکم کا تابع اور اپنے امام کا اطاعت گذار ہو اور خبردار کوئی ایسا کام نہ کرنا جس کی معذرت کرنا پڑے اور راحت وآرام میں مغرور نہ ہو جانا اور نہ شدت کے مواقع پر کمزوری کا مظاہرہ کرنا۔

ضرورت مندوں پر دروازے بند نہ کرنا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قثم بن عباس رضی اللہ عنہ کو ضرورت مندوں پر دروازے بند نہ کرنے کی تلقین کی۔ کہ اگر کوئی ضرورت مند تمہارے دروازے پر آئے تو اس کی مدد کرو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی یہ حکمت عملی مسلمانوں کو ایک دوسرے کی مدد کرنے اور معاشی بھلائی کے لیے کام کرنے کی ترغیب دیتی ہیں۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں میں بھائی چارے اور امداد باہمی کے جذبے کو فروغ دیا جائے تاکہ معاشرہ ایک مضبوط اور خوشحال کمیونٹی کی شکل اختیار کر سکے۔ اس سلسلہ میں لکھتے ہیں۔

ولَا حَاجِبٌ إِلَّا وَجْهُكَ - ولَا تَحْجُبَنَّ ذَا حَاجَةٍ عَنْ لِقَائِكَ بِهَا - فَإِنَّهَا إِنْ ذِيدَتْ عَنْ أَبْوَابِكَ فِي أَوَّلِ وِرْدِهَا - لَمْ تُحْمَدْ فِيمَا بَعْدُ عَلَى قَضَائِهَا.

---

(1) رضی، نہج البلاغہ، مکتوب:35، ص:535

"تیرے چہرے کے سوا کوئی حاجب نہیں ہے- اور کسی حاجت مند کو اپنی ملاقات سے محروم نہ کرنا- کیونکہ اگر وہ پہلی بار آنے پر تیرے دروازے سے رد کر دی جاتی ہے - تو بعد میں اس کی حاجت پوری کرنے پر بھی تعریف نہیں کی جائے گی۔"

یہ عبارت دعا کے مانند ہے جس میں اللہ سے درخواست کی جا رہی ہے کہ وہ حاجت مندوں کو ان کی ضروریات کی تکمیل میں مدد فراہم کرے اور انہیں اپنی رحمت سے محروم نہ کرے۔ اس دعا میں یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اگر حاجت مند کو ابتدائی کوشش میں مدد نہ ملے تو بعد میں اس کی حاجت پوری کرنے کی قدر نہیں کی جائے گی، اس لیے بروقت مدد ضروری ہے۔

سرکاری مال کی حفاظت اور ضرورت مندوں پر خرچ کرنا

خلیفہ کی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم فریضہ سرکاری مال کی حفاظت اور اسے ضرورت مندوں پر خرچ کرنا ہے۔ اسلامی خلافت میں خلیفہ کو عوامی وسائل اور بیت المال کی نگرانی اور حفاظت کا ذمہ دار سمجھا جاتا ہے۔ اس کے تحت خلیفہ کا فرض ہے کہ وہ ان وسائل کو درست اور منصفانہ طریقے سے استعمال کرے، تاکہ عوام کی فلاح و بہبود اور معاشرتی انصاف کو یقینی بنایا جا سکے۔ یہی اصول اپنانے کا حکم حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دیا ہے۔

وانْظُرْ إِلَى مَا اجْتَمَعَ عِنْدَكَ مِنْ مَالِ اللَّه - فَاصْرِفْه إِلَى مَنْ قِبَلَكَ مِنْ ذَوِي الْعِيَالِ والْمَجَاعَةِ - مُصِيباً بِه مَوَاضِعَ الْفَاقَةِ والْخَلَّاتِ ومَا فَضَلَ عَنْ ذَلِكَ فَاحْمِلْه إِلَيْنَا لِنَقْسِمَه فِيمَنْ قِبَلَنَا[1]

جو اموال تمہارے پاس جمع ہو جائیں ان پر نظر رکھو اور تمہارے یہاں جو عیال دار اور بھوکے پیاسے لوگ ہیں ان پر صرف کر دو بشرطیکہ انہیں واقعی محتاجوں اور ضرورت مندوں تک پہنچا دو اور اس کے بعد جو بچ جائے وہ میرے پاس بھیج دو تاکہ یہاں کے محتاجوں پر تقسیم کر دیا جائے۔

خلیفہ کا یہ فرض ہے کہ وہ سرکاری خزانے کی حفاظت کرے اور اس کے غلط استعمال کو روکے۔ اس میں کرپشن کے خلاف اقدامات کرنا، مالی بے ضابطگیوں کو روکنا، اور عوامی وسائل کو ضائع ہونے سے بچانا شامل ہے۔

حجاج کے لئے مالی مشکلات کم کرنا۔

حجاج کے لئے مکہ میں رہائش, کھانا ایک بہت بڑا مسئلہ تھا۔ لوگ حج کے موقع پر کرایہ بڑھا دیتے تھے۔ جس

[1] رضی، نہج البلاغہ۔ مکتوب:67، ص:667

کے لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے گورنر مکہ کو لکھا۔

ومُرْ أَهْلَ مَكَّةَ أَلَّا يَأْخُذُوا مِنْ سَاكِنٍ أَجْراً - فَإِنَّ اللَّه سُبْحَانَه يَقُولُ - (سَوَاءً الْعاكِفُ فِيه والْبادِ) - فَالْعَاكِفُ الْمُقِيمُ بِه - والْبَادِي الَّذِي يَحُجُّ إِلَيْه مِنْ غَيْرِ أَهْلِه - وَفَّقَنَا اللَّه وإِيَّاكُمْ لِمَحَابِّه[1]

اہل مکہ سے کہو کہ خبردار مکانات کا کرایہ نہ لیں کہ پروردگار نے مکہ کو مقیم اور مسافر دونوں کے لئے برابر قرار دیاہے (عاکف مقیم کو کہا جاتا ہے اور بادی جو باہر سے حج کرنے کے لئے آتا ہے) اللہ ہمیں اور تمہیں اپنے پسندیدہ اعمال کی توفیق دے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت میں حاجیوں کی فلاح و بہبود اور ان کی مالی مشکلات کو کم کرنے کے لیے خصوصی اقدامات کیے گئے تھے۔ آپ نے اپنے گورنرز کو تاکید کی کہ وہ حاجیوں کی سہولت کا خیال رکھیں اور ان کی مالی مشکلات کو کم کرنے کے لیے عملی اقدامات کریں۔ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے ایک گورنر کو ایک خط میں لکھا:

"حاجیوں کی خدمت اور ان کی مالی مشکلات کو کم کرنا تمہاری ذمہ داری ہے۔ جب حاجی تمہارے علاقے میں آئیں تو ان کا خیال رکھو اور اگر کسی کو مالی مشکلات کا سامنا ہو تو اس کی مدد کرو۔ ان کی ضروریات پوری کرو تاکہ وہ اللہ کے گھر کی زیارت آسانی سے کر سکیں۔ یاد رکھو کہ ایک حاکم کا سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے عوام اور خاص طور پر حاجیوں کی خدمت کرے۔[2]"

گورنر مدینہ: سہل بن حنیف

آپ کا مکمل نام سہل بن حنیف بن واہب بن حکیم بن ثعلبہ ہے، ابن حجر کی روایت کے مطابق، حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان کی مواخات ہوئی تھی اور وہ تمام غزوات میں شریک رہے تھے۔ غزوۂ احد میں، جب آنحضرت ﷺ چند صحابہ کے ساتھ میدان میں رہ گئے تھے، تو سہل بن حنیف بھی ثابت قدم رہے اور اسی دن موت پر بیعت بھی کی۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف جو تیر آتے تھے، وہ ان کا جواب دیتے تھے، اور آنحضرت ﷺ لوگوں سے فرماتے کہ انہیں تیر دو، یہ سہل ہیں۔ خلافتِ راشدہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد مبارک میں، وہ مدینہ کے امیر تھے۔ کوفہ سے امیر المومنین کا فرمان پہنچا کہ یہاں آجاؤ، چنانچہ وہ مدینہ سے کوفہ چلے گئے۔ جنگ جمل کے بعد، انہیں بصرہ کا والی مقرر کیا گیا اور جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے شرکت کی۔ لڑائی

(1) رضی، نہج البلاغہ، مکتوب: 67، ص: 667

(2) ایضا، مکتوب: 47، ص: 567

کے بعد، وہ کوفہ واپس چلے آئے۔ اسی دوران، انہیں فارس کا امیر بنایا گیا، لیکن اہل فارس نے بغاوت کر کے انہیں شہر سے نکال دیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کی بجائے زیاد بن ابیہ کو وہاں کا حاکم مقرر فرمایا۔[1]

مولا علی کرم اللہ وجہہ نے سہل بن حنیف انصاری کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا، ان کو معزول کر کے تمام بن عباس کو مقرر کیا اور اس کو معزول کر کے ابو ایوب انصاری کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے اور ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے۔ جنگ جمل کے موقع پر بھی حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ نہیں تھے کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے انہیں مدینہ کا قائم مقام مقرر کیا تھا۔ حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے 38 ہجری میں کوفہ میں وفات پائی، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔[2]

سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ، جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دورِ خلافت میں مدینہ کے گورنر تھے، ایک موثر اور اہم انتظامی کردار رکھتے تھے۔ ان کے دور حکومت میں کئی فلاحی اقدامات انجام پائے جو کہ مدینہ کی عوام کے لیے نہایت مفید ثابت ہوئے۔

عدل وانصاف کی فراہمی :

سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں عدل و انصاف کے قیام پر خصوصی توجہ دی۔ انہوں نے ایسے نظام کی تشکیل کی جس میں ہر شخص کو بلا امتیاز انصاف دیا جاتا، چاہے وہ کسی بھی طبقہ سے تعلق رکھتا ہو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کو لکھا کہ انصاف کے معاملہ میں سب لوگ برابر ہیں۔

فَإِنَّمَا هُمْ أَهْلُ دُنْيَا مُقْبِلُونَ عَلَيْهَا ومُهْطِعُونَ إِلَيْهَا - وقَدْ عَرَفُوا الْعَدْلَ ورَأَوْه وسَمِعُوه ووَعَوْه وعَلِمُوا أَنَّ النَّاسَ عِنْدَنَا فِي الْحَقِّ أُسْوَةٌ - فَهَرَبُوا إِلَى الأَثَرَةِ - فَبُعْداً لَهُمْ وسُحْقاً .

یہ اہل دنیا ہیں لہٰذا اس کی طرف متوجہ ہیں اور دوڑ لگا رہے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے انصاف کو پہچانا بھی ہے اور دیکھا بھی ہے۔ سنا بھی ہے اور سمجھے بھی ہیں اور انہیں معلوم ہے کہ حق کے معاملہ میں ہمارے یہاں تمام لوگ

---

(1) ابن حجر عسقلانی، ابو الفضل احمد بن علی کنانی (773۔852ھ/1372۔1449ء)۔ تہذیب التہذیب۔ (بیروت، لبنان: دار الفکر، 1404ھ)، ج:1، ص:25

(2) ابن کثیر، اسماعیل ابن کثیر الدمشقی۔ البدایہ والنہایہ فی التاریخ (کراچی: نفیس اکیڈمی، س،ن)، ج:7 ص:416

برابر کی حیثیت رکھتے ہیں اسی لئے یہ لوگ خودغرضی کی طرف بھاگ نکلے۔ خدا انہیں غارت کرے اور تباہ کر دے۔[1]

معاشرتی، معاشی وسیاسی ہم آہنگی:

سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے مختلف قبائل اور گروہوں کے درمیان ہم آہنگی اور مفاہمت کو فروغ دیا۔ ان کا یہ کردار مدینہ میں امن وامان قائم کرنے میں معاون ثابت ہوا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی دشمنی و مخالفت کے باوجود معاشرتی ہم آہنگی کا درس دیا۔ ان سے بدلہ نہ لینے کا حکم دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے فرمایا تم کو میری محبت میں تکالیف اٹھانی پڑی گی۔

وقَالَ عليه‌السلام : وقَدْ تُوُفِّيَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ الأَنْصَارِيُّ بِالْكُوفَةِ - بَعْدَ مَرْجِعِه مَعَه مِنْ صِفِّينَ - وكَانَ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْه. لَوْ أَحَبَّنِي جَبَلٌ لَتَهَافَتَ-2

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا، جب سہیل بن حنیف انصاری رضی اللہ عنہ کوفہ میں وفات پا گئے—(یہ واقعہ ان کے صفین سے واپسی کے بعد پیش آیا) اور وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سب لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔ "اگر کوئی پہاڑ بھی مجھے محبت کرتا تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا۔"

سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے شمار ہوتے تھے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور عائشہ رضی اللہ عنہ، اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین اختلافات کو ختم کرنے کی کاوش کرتے تھے، یہی وجہ ہے وہ اختلاف سے دور رہتے تھے، اور صلح کی کوشش کرتے تھے، جب وہ صفین سے واپس آئے تو ابووائل نے کہا کہ کچھ خبر بیان کیجئے، فرمایا کیا بتاؤں؟ سخت مشکل ہے، ایک سوراخ بند کرتے ہیں تو دوسرا کھل جاتا ہے۔[3]

اقتصادی ترقی:

انہوں نے مدینہ کے زراعتی اور تجارتی شعبے میں اصلاحات متعارف کرائیں، جس سے مقامی معیشت کو تقویت ملی اور لوگوں کی معاشی حالت بہتر ہوئی۔

---

(1) رضی، نہج البلاغہ، خطبہ نمبر:70، ص:613

(2) ایضا، خطبہ نمبر:111، ص:654

(3) بخاری، امام محمد بن اسماعیل. صحیح بخاری (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1407ھ). ج:2، ص:602

تعلیم وتربیت :

سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے تعلیم کی اہمیت پر زور دیا اور مدینہ میں تعلیمی اداروں کی بہتری کے لیے کوششیں کی۔ انہوں نے قرآن اور حدیث کی تعلیم کو فروغ دیا تا کہ لوگ دینی علوم میں بھی مہارت حاصل کر سکیں۔

عوامی بہبود کے پروجیکٹس: انہوں نے مدینہ کی عام آبادی کی بہبود کے لیے کئی منصوبے شروع کیے، جیسے کہ پانی کی فراہمی کے نظام کی بہتری، سڑکوں کی تعمیر اور عام مقامات کی صفائی وغیرہ۔

قاضی شریح:

قاضی شریح کا پورا نام شریح بن حارث بن منتجع کندی تھا اور اس کی کنیت ابو امیہ تھی۔ شریح نبی اکرم ﷺ کے دور میں موجود تھے اور کچھ روایات کے مطابق انہوں نے حضور ﷺ کی زیارت بھی کی تھی، لیکن یہ بیان درست نہیں ہے۔ اگرچہ وہ اسی دور میں اسلام قبول کر چکے تھے، لیکن حضور ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل نہیں کر سکے۔ حافظ ابن حجر بھی یہی کہتے ہیں کہ شریح کے حالات خلفاء اربعہ کے زمانے سے ملتے ہیں، لیکن کوئی ایسا واقعہ موجود نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ ان کی ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوئی ہو۔ خلیفہ دوم کے دور میں وہ کوفہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ وہ ایک ایسا سیاستدان تھا جسے کسی آنے والے حکمران نے تبدیل نہ کیا۔ حتیٰ کہ امیر کائنات علی کرم اللہ وجہہ نے بھی کئی بار اسے معزول کرنے کا ارادہ کیا، مگر کوفی لوگوں نے احتجاج کیا۔ شریح نے 27 ہجری میں یہ عہدہ سنبھالا اور 87 ہجری تک، یعنی اپنی موت تک، تقریباً 60 سال تک کوفہ کے قاضی رہے۔ اس دور میں اسے صرف تین سال کے لئے معزول کیا گیا، جو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا۔ بعد میں، جب حجاج بن یوسف ملعون کوفہ کا حاکم بنا، تو اس نے شریح کو دوبارہ بحال کر دیا۔[1]

بطور جج مالی فوائد حاصل کرنے پر باز پرس:

قاضی شریح نے کوفہ میں ایک شاندار مکان خریدا جس کی قیمت ان کی آمدنی سے زیادہ تھی۔ انہوں نے اس مکان کی قیمت صرف اسی دینار ظاہر کی اور دستاویز پر گواہوں کے دستخط بھی لیے۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے قاضی شریح کو بلا کر سختی سے تنبیہ کی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ موت ایک دن تمہیں آ لے گی اور یہ جھوٹی دستاویز اور جعلی گواہان کچھ کام نہیں آئیں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اگر تم یہ

---

(1) قاضی شریح کا کردار از علامہ ڈاکٹر سید مجتبیٰ حسن، (علی گڑھ، مسلم یونیورسٹی، س،ن)، ص:20 تا40

معاملہ کرنے سے پہلے میرے پاس آتے تو میں ایسی دستاویز تیار کرتا کہ تم ایک درہم کے عوض بھی یہ مکان خریدنے کی ہمت نہ کرتے۔

ورُوِيَ أَنَّ شُرَيْحَ بْنَ الْحَارِثِ قَاضِيَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه‌السلام - اشْتَرَى عَلَى عَهْدِهِ دَاراً بِثَمَانِينَ دِينَاراً - فَبَلَغَه ذَلِكَ فَاسْتَدْعَى شُرَيْحاً - وقَالَ لَه: بَلَغَنِي أَنَّكَ ابْتَعْتَ دَاراً بِثَمَانِينَ دِينَاراً - وكَتَبْتَ لَهَا كِتَاباً وأَشْهَدْتَ فِيه شُهُوداً. فَقَالَ لَه شُرَيْحٌ قَدْ كَانَ ذَلِكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ - قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْه نَظَرَ الْمُغْضَبِ ثُمَّ قَالَ لَهيَا شُرَيْحُ أَمَا إِنَّه سَيَأْتِيكَ مَنْ لَا يَنْظُرُ فِي كِتَابِكَ - ولَا يَسْأَلُكَ عَنْ بَيِّنَتِكَ - حَتَّى يُخْرِجَكَ مِنْهَا شَاخِصاً وَيُسْلِمَكَ إِلَى قَبْرِكَ خَالِصاً- فَانْظُرْ يَا شُرَيْحُ لَا تَكُونُ ابْتَعْتَ هَذِه الدَّارَ مِنْ غَيْرِ مَالِكَ - أَوْ نَقَدْتَ الثَّمَنَ مِنْ غَيْرِ حَلَالِكَ - فَإِذَا أَنْتَ قَدْ خَسِرْتَ دَارَ الدُّنْيَاودَارَ الآخِرَةِ -. أَمَا إِنَّكَ لَوْ كُنْتَ أَتَيْتَنِي عِنْدَ شِرَائِكَ مَا اشْتَرَيْتَ - لَكَتَبْتُ لَكَ كِتَاباً عَلَى هَذِه النُّسْخَةِ - فَلَمْ تَرْغَبْ فِي شِرَاءِ هَذِه الدَّارِ بِدِرْهَمٍ فَمَا فَوْقُ. 1

کہا جاتا ہے کہ امیر المومنین کے ایک قاضی شریح بن الحارث نے آپ کیدور میں اسی دینار کا ایک مکان خرید لیا تو حضرت نے خبر پاتے ہی اسے طلب کر لیااور فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ تم نے اسی دینار کا مکان خریدا ہے اور اس کے لئے بیعنامہ بھی لکھا ہے اور اس پر گواہی بھی لے لی ہے؟ شریح! عنقریب تیرے پاس وہ شخص آنے والا ہے جو نہ اس تحریر کو دیکھے گا اور نہ تجھ سے گواہوں کے بارے میں سوال کرے گا بلکہ تجھے اس گھر سے نکال کر تن تنہا قبر کے حوالہ کر دے گا۔ اگر تم نے مکان دوسرے کے مال سے خریدا ہے اور غیر حلال سے قیمت ادا کی ہے تو تمہیں دنیا اور آخرت دونوں میں خسارہ ہوا ہے۔ یاد رکھو اگر تم اس مکان کو خریدتے وقت میرے پاس آتے اور مجھ سے دستاویز لکھواتے تو ایک درہم میں بھی خریدنے کے لئے تیار نہ ہوتے اسی درہم تو بہت بڑی بات ہے۔ میں اس کی دستاویز اس طرح لکھتا۔" یہ مکان ہے جسے ایک بندۂ ذلیل نے اس مرنے والے سے خریدا ہے جسے کوچ کے لئے آمادہ کر دیا گیا ہے۔ یہ مکان دنیائے پر فریب میں واقع ہے جہاں فنا ہونے والوں کی بستی ہے اور ہلاک ہونے والوں کا علاقہ ہے۔ اس مکان کے حدود اربعہ یہ ہیں۔

یہ واقعہ قاضی شریح کی مالی بدعنوانی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے انصاف کی حکمت عملی کو ظاہر کرتا ہے۔ قاضی شریح کی جانب سے اپنی آمدنی سے مطابقت نہ رکھنے والا مکان خریدنا ان کی اخلاقی کمزوری کو ظاہر کرتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سرزنش اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ اسلامی معاشرت میں عدل و انصاف کو بہت اہمیت دی جاتی ہے اور حکمران طبقے کے لیے بھی سخت اصول و ضوابط ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ رد عمل

---

(1) رضی، نہج البلاغہ، خطبہ مکتوب نمبر:3، ص:476

انصاف کی بالادستی اور اخلاقی قدر و قیمت کو قائم رکھنے کے لیے ان کی عزم کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ واقعہ اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ اسلام میں مالی بدعنوانی اور جھوٹے دستاویزات کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور انصاف کا نظام بے لوث اور سخت ہونا چاہیئے۔

اشعث بن قیس گورنر آذربائیجان:

اشعث بن قیس کندی کا اصل نام معدیکرب تھا، لیکن اپنے بکھرے بالوں کی وجہ سے اسے اشعث کہا جانے لگا۔ اس نے فتح مکہ سے کچھ پہلے اسلام قبول کیا مگر دل سے منافق رہا۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے بعد وہ مرتد ہو گیا۔ خلیفہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں جب اسے قید کر کے مدینہ لایا گیا تو اس نے دوبارہ اسلام قبول کیا، لیکن اس وقت بھی اس کا اسلام صرف دکھاوے کا تھا۔ اس کی بیٹی جعدہ بنت اشعث نے حسن ابن علی رضی اللہ عنہ کو زہر دیا تھا۔ خود اشعث ابن قیس نے ابن ملجم کے ساتھ مل کر علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی شہادت میں حصہ لیا تھا۔ [1]

حکومتی اموال میں بددیانتی:

جنگ جمل کے بعد، امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اشعث بن قیس کو خط لکھا، جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور سے آذربائیجان کا گورنر تھا، کہ وہ اپنے صوبے کا مال خراج و صدقات بھیجے۔ اشعث کو اپنا عہدہ خطرے میں نظر آیا اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دیگر عمال کی طرح مال کو اپنے پاس رکھنا چاہتا تھا۔ اس نے اپنے خاص لوگوں سے مشورہ کیا اور کہا کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جانا چاہتا ہے، لیکن لوگوں نے اسے قبیلے کو چھوڑ کر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جانے سے منع کیا۔ اشعث نے جانے کا ارادہ تو ترک کر دیا مگر مال دینے پر راضی نہ ہوا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جب اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے حجر ابن عدی کندی کو اشعث کو کوفہ لانے کا حکم دیا۔ حجر ابن عدی اشعث کو کوفہ لے آئے، جہاں اس کے سامان کی تلاشی لی گئی اور چار لاکھ درہم برآمد ہوئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس میں سے تیس ہزار درہم اشعث کو دیے اور باقی بیت المال میں جمع کروا دیے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جنگ جمل کے بعد کوفہ واپس آئے۔ ایک خط اشعث بن قیس کے پاس کہ جب وہ عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے آذربائیجان کا گورنر تھا زیاد بن مرحب ہمدانی کے ذریعہ روانہ کیا۔

وفِي يَدَيْكَ مَالٌ مِنْ مَالِ اللَّه – عَزَّ وجَلَّ وأَنْتَ مِنْ خُزَّانِه حَتَّى تُسَلِّمَه إِلَيَّ – ولَعَلِّي أَلَّا أَكُونَ شَرَّ

[1] مسعودی، علی بن حسین بن علی المسعودی۔ تاریخ یعقوبی۔ ج:2، ص:212

وُلَاتِكَ لَكَ والسَّلَامُ۔ [1]

تمہارے ہاتھوں میں جو مال ہے۔یہ بھی پروردگار کے اموال کا ایک حصہ ہے اور تم اس کے ذمہ دار ہو جب تک میرے حوالہ نہ کردو اور شائد اس نصیحت کی بنا پر میں تمہارا برا والی نہ ہو گا۔

گورنر مصر: قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ خاندان ساعدہ (قبیلہ خزرج) کے ایک مشہور صحابی تھے۔ ان کے والد سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ مدینہ کے مشہور رئیس تھے۔ قیس رضی اللہ عنہ نے تمام غزوات میں شرکت کی، اور سخاوت و فیاضی کی وجہ سے مشہور تھے۔ جنگ جمل کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے انہیں خط لکھا کہ وہ اپنے صوبے کا مال روانہ کریں۔ اشعث بن قیس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حکم کو نظر انداز کیا، لیکن بعد میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ایک قاصد کے ذریعے کوفہ لے جایا گیا، جہاں اس کے مال کا حساب لیا گیا۔ قیس نے جنگ صفین اور نہروان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ساتھ دیا اور امام حسن کی بیعت کے بعد بھی ان کے ساتھ وفادار رہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد انہوں نے مدینہ میں تنہائی اختیار کی اور عبادت الٰہی میں مشغول رہے۔ ان کا انتقال 60ھ میں ہوا۔ [2]

قتل عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد مصر کی حالت خراب رہی ہے • قتل عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت محمد بن ابی حذیفہ مصر کا گورنر تھا پھر اس کو معزول کر کے قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو ولی مقرر کیا ہے پھر ان کو معزول کر کے مالک اشتر کو ولی مقرر کیا مگر مصر پہنچنے سے پہلے ہی ان کو شہید کر دیا گیا پھر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو والی مصر مقرر کیا مگر ان کو بھی شہید کر دیا گیا اور پھر عمرو بن عاص مصر پر غالب آگیا۔

گورنر کوفہ: ھانی بن ھوذہ النخعی

ابو موسی اشعری کے بعد قرظہ بن کعب انصاری کو والی کوفہ بنایا جب مولا علی کرم اللہ وجہہ صفین کے لئے نکلے تو ابو مسعود بدری کو گورنر مقرر کیا پھر نہروان کی طرف نکلے تو پیچھے ھانی بن ھوذہ النخعی کو والی کوفہ مقرر کیا اور شہادت علی

---

(1) رضی، نہج البلاغہ، مکتوب:5، ص:479

(2) ابن اثیر، علی بن محمد الجزری ۔ أسد الغابة فی معرفة الصحابة۔(بیروت: دار الکتب العلمیة، 1409ھ) ج:4، ص:126

کرم اللہ وجہہ تک یہ کوفہ کے گورنر مقرر رہے۔

عمال کو دنیا کی مذمت کی تلقین کرنا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعلیمات میں دنیا کی مذمت اور اس کے فریب سے بچنے کی تلقین واضح طور پر موجود ہے، خاص طور پر ان کی نصیحتوں میں جو انہوں نے اپنے عمال اور حکومتی افسروں کو دی تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے خطوط میں بارہا دنیا کی عارضی نوعیت اور اس کی دھوکہ دہی پر توجہ دلائی ہے۔ ان کی تعلیمات میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ انسان کو دنیا کی لذتوں اور مال و دولت کے پیچھے دوڑنے کے بجائے اپنی آخرت کی فکر کرنی چاہیے۔ دنیا کو ایک دھوکہ اور فریب قرار دیتے ہوئے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس بات کی تاکید کی کہ حقیقی کامیابی وہ ہے جو آخرت میں حاصل کی جائے۔ خطبہ شقشقیہ ایک مثال ہے جہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دنیا کی حقیقت اور اس کی کمزوریوں کو بیان کیا ہے، یہ خطبہ انہوں نے اپنی خلافت کے دوران دیا تھا۔ اس میں انہوں نے دنیا کو "دھوکہ" اور "مکر" سے تشبیہ دی اور فرمایا کہ دنیا ہمیشہ کے لیے کسی کی دوست نہیں ہوتی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعلیمات میں دنیا سے محبت کرنے کے خطرات پر بار بار بات کی گئی ہے، اور انہوں نے اپنے عمال کو تلقین کی کہ وہ دنیا کی محبت سے دور رہیں اور اپنے فرائض کو دیانتداری اور عدل کے ساتھ انجام دیں، تاکہ وہ آخرت میں کامیاب ہو سکیں

والدُّنْيَا دَارٌ مُنِيَ لَهَا الْفَنَاءُ - ولأَهْلِهَا مِنْهَا الْجَلَاءُ وهِيَ حُلْوَةٌ خَضْرَاءُ - وقَدْ عَجِلَتْ لِلطَّالِبِ - والْتَبَسَتْ بِقَلْبِ النَّاظِرِ - فَارْتَحِلُوا مِنْهَا بِأَحْسَنِ مَا بِحَضْرَتِكُمْ مِنَ الزَّادِ - ولَا تَسْأَلُوا فِيهَا فَوْقَ الْكَفَافِ ولَا تَطْلُبُوا مِنْهَا أَكْثَرَ مِنَ الْبَلَاغِ[1]

یہ دنیا ایک ایسا گھر ہے جس کے لئے فنا اور اس کے باشندوں کے لئے جلاوطنی مقدر ہے۔ یہ دیکھنے میں شیریں اور سر سبز ہے جو اپنے طلب گار کی طرف تیزی سے بڑھتی ہے اور اس کے دل میں سما جاتی ہے۔ لہٰذا خبردار اس سے کوچ کی تیاری کرو اور بہترین زاد راہ لے کر چلو۔ اس دنیا میں ضرورت سے زیادہ کا سوال نہ کرنا اور جتنے سے کام چل جائے اس سے زیادہ کا مطالبہ نہ کرنا۔

دنیا کی حقیقت کے بارے میں خطبہ نمبر 82 میں فرماتے ہیں۔

---

(1) رضی، نہج البلاغہ، خطبہ، ج:45، ص:79

مَا أَصِفُ مِنْ دَارٍ أَوَّلُهَا عَنَاءٌ وآخِرُهَا فَنَاءٌ - فِي حَلَالِهَا حِسَابٌ وفِي حَرَامِهَا عِقَابٌ - مَنِ اسْتَغْنَى فِيهَا فُتِنَ - ومَنِ افْتَقَرَ فِيهَا حَزِنَ ومَنْ سَاعَاهَا فَاتَتْه - ومَنْ قَعَدَ عَنْهَا وَاتَتْه ومَنْ أَبْصَرَ بِهَا بَصَّرَتْه ومَنْ أَبْصَرَ إِلَيْهَا أَعْمَتْه

میں اس دنیا کے بارے میں کیا کہوں جس کی ابتدا رنج و غم اور انتہا فنا و نیستی ہے۔ اس کے حلال میں حساب میں ہے اور حرام میں عقاب۔ جو اس میں غنی ہو جائے وہ آزمائشوں میں مبتلا ہو جائے اور جو فقیر ہو جائے وہ رنجیدہ افسردہ ہو جائے۔ جو اس کی طرف دوڑ لگائے اس کے ہاتھ سے نکل جائے اور جو منہ پھیر کر بیٹھ رہے اس کے پاس حاضر ہو جائے۔ جو اس کو ذریعہ بنا کر آگے دیکھے اسے بینا بنادے اور جو اس کو منظور نظر بنالے اسے اندھا بنادے۔[1]

حکومت کا مالی وسائل خود پیدا کرے:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک حکومت خود اپنے وسائل پیدا کرے۔ جیسے ایک خطبہ میں لکھتے ہیں کہ حکومت مال غنیمت وغیرہ جمع کرتی ہے اور اس کو خرچ بھی کرتی ہے۔

ويُجْمَعُ بِه الْفَيْءُ - ويُقَاتَلُ بِه الْعَدُوُّ وتَأْمَنُ بِه السُّبُلُ - ويُؤْخَذُ بِه لِلضَّعِيفِ مِنَ الْقَوِيِّ - حَتَّى يَسْتَرِيحَ بَرٌّ ويُسْتَرَاحَ مِنْ فَاجِرٍ[2]

مال غنیمت و خراج وغیرہ جمع کیا جاتا ہے اور دشمنوں سے جنگ کی جاتی ہے اور راستوں کا تحفظ کیا جاتا ہے اور طاقتور سے کمزور کا حق لیا جاتا ہے تا کہ نیک کردار انسان کو راحت ملے اور بدکردار انسان سے راحت ملے۔

محمد بن ابی بکر حاکم مصر:

محمد بن عبد اللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ، جو محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کے نام سے معروف ہیں، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔ ان کی والدہ کا نام اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا تھا۔ محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی پیدائش 25 ذوالقعدہ 10 ہجری کو مقام ذوالحلیفہ میں ہوئی۔[3] سنن نسائی میں ان کی ولادت کا ذکر موجود ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج

---

(1) رضی، نہج البلاغہ، خطبہ:82، ص:112

(2) رضی، نہج البلاغہ، خطبہ:40، ص:74

(3) ابن اثیر، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ (بیروت: دار الفکر، س،ن)، ج:3 ص:412

کرنے کے لیے نکلے۔ ان کے ساتھ ان کی اہلیہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہ بھی تھیں۔ جب یہ قافلہ مقام ذوالحلیفہ پہنچا تو اسماء کے بطن سے محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ خبر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسماء رضی اللہ عنہا غسل کر کے احرام باندھ لیں اور حج کی نیت کر لیں۔ پھر وہ حج کے تمام مناسک بجالائیں۔[1]

خلیفہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ نے محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مصر کا والی مقرر کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد عمرو بن العاص نے مصر پر حملہ کیا اور محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کو شکست ہوئی۔ انہوں نے ایک غار میں پناہ لی، لیکن پکڑے جانے کے بعد بے دردی سے شہید کر دیے گئے۔[2]

محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی زندگی اور شہادت اسلامی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہے۔ ان کی ولادت حجۃ الوداع کے موقع پر ہوئی اور ان کی شہادت کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا غمگین ہونا ان کے خاندان کے آپسی محبت اور تعلقات کی عکاسی کرتا ہے۔ حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے مصر کی ولایت ملنے کے بعد ان کی زندگی میں بڑی تبدیلیاں آئیں اور آخر کار انہیں ایک دردناک موت کا سامنا کرنا پڑا۔

اموال کو بقدر ضرورت استعمال کرنا:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اموال بقدر ضرورت استعمال کرنے کی ہدایت ان کے عدل و انصاف اور عوامی فلاح و بہبود کے عزم کا مظہر ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی یہ ہدایت حکومت کی مالی پالیسیوں کے حوالے سے ایک اہم سبق فراہم کرتی ہے۔ اس ہدایت کا مقصد یہ تھا کہ حکومتی وسائل کا درست اور منصفانہ استعمال یقینی بنایا جائے۔

واعْلَمُوا عِبَادَ اللَّه – أَنَّ الْمُتَّقِينَ ذَهَبُوا بِعَاجِلِ الدُّنْيَا وآجِلِ الآخِرَةِ – فَشَارَكُوا أَهْلَ الدُّنْيَا فِي دُنْيَاهُمْ – ولَمْ يُشَارِكُوا أَهْلَ الدُّنْيَا فِي آخِرَتِهِمْ – سَكَنُوا الدُّنْيَا بِأَفْضَلِ مَا سُكِنَتْ وأَكَلُوهَا بِأَفْضَلِ مَا أُكِلَتْ – فَحَظُوا مِنَ الدُّنْيَا بِمَا حَظِيَ بِه الْمُتْرَفُونَ – وأَخَذُوا مِنْهَا مَا أَخَذَه الْجَبَابِرَةُ ۔[3]

(1) نسائی، احمد بن شعیب بن علی۔ سنن النسائی (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1411ھ)2، 123، 575

(2) شوشتری، قاضی نور اللہ۔ مجالس المومنین (تہران: کتاب فروشی اسلامی، 1375ھ)، ج:1، ص:277۔

(3) رضی، نہج البلاغہ، نہج البلاغہ، مکتوب نمبر:27، ص:503

"اے اللہ کے بندو! جان لو کہ متقین نے دنیا کی فوری خوشیاں اور آخرت کی دائمی نعمتیں حاصل کیں۔ انہوں نے دنیادار لوگوں کے ساتھ دنیا میں شرکت کی، مگر آخرت میں ان کے ساتھ شریک نہ ہوئے۔ انہوں نے دنیا میں بہترین طریقے سے قیام کیا جیسے پہلے کبھی نہیں کیا گیا اور دنیا کو بہترین طریقے سے استعمال کیا جیسے پہلے کبھی استعمال نہیں کیا گیا۔ انہوں نے دنیا سے وہ حصہ حاصل کیا جو عیش و عشرت والے حاصل کرتے ہیں، اور دنیا سے وہ حصہ اٹھایا جو طاقتور بادشاہ اٹھاتے ہیں۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہدایت تھی کہ اموال کو بقدر ضرورت خرچ کیا جائے، یعنی صرف اتنا خرچ کیا جائے جتنی واقعی ضرورت ہو۔ اضافی خرچ سے بچنے کی ہدایت دی گئی تاکہ خزانے میں کمی نہ آئے اور مستقبل کے لیے بھی وسائل دستیاب رہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکمت عملی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مالی حکمت عملی ان کے عدل و انصاف اور فلاحی اصولوں پر مبنی تھی۔ انہوں نے ہمیشہ کوشش کی کہ:

- حکومتی وسائل کا درست اور منصفانہ استعمال ہو۔
- ضرورت مندوں کی ضروریات پوری ہوں۔
- بدعنوانی اور غیر ضروری خرچ سے بچا جائے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی یہ ہدایت ان کی اصولی حکمت عملی کا حصہ تھی جو آج کے دور میں بھی معاشی انصاف اور شفافیت کے لیے ایک مثالی نمونہ ہے۔ ان کی حکمت عملی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ حکومتی وسائل کا درست اور منصفانہ استعمال معاشرتی فلاح و بہبود کے لیے ضروری ہے۔

مصقلہ بن ہبیرہ گورنر اردشیر خرہ کا احتساب:

مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اردشیر خرہ، جو فارس کے شہروں میں سے ایک تھا، کا گورنر مقرر کیا۔ بعض تاریخی روایات کے مطابق، مصقلہ کو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی جانب سے، جو بصرہ کے گورنر تھے، منطقہ فارس، کرمان، اہواز، اور بصرہ کے حفاظتی علاقے کی ذمہ داری بھی دی گئی تھی۔

مالی بے ضابطگیاں

مصقلہ بن ہبیرہ نے اپنی گورنری کے دوران بیت المال (حکومتی خزانے) سے اپنی مرضی کے مطابق رقم خرچ کی۔ انہوں نے حکومتی اموال کو ذاتی اور شخصی کاموں میں بھی استعمال کیا اور اپنے قبیلے اور عزیزوں کو عطا کیا۔ یہ عمل عدل وانصاف کے اصولوں کے خلاف تھا اور عوام کے حقوق کی پامالی تھی۔

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مصقلہ کی ان بے ضابطگیوں کی خبر ملی، تو انہوں نے فوراً اس معاملے کا نوٹس لیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مصقلہ کو ایک خط لکھا، جس میں انہوں نے کہا کہ:

- ❖ مصقلہ نے خدا کو ناراض کیا ہے اور اپنے امام (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کو غضبناک کیا ہے۔
- ❖ انہوں نے مسلمانوں کے مال کو، جو جنگوں کے ذریعے حاصل ہوا تھا، اپنے قبیلے کے درمیان تقسیم کیا ہے۔
- ❖ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مصقلہ کو قسم دے کر کہا کہ وہ اپنی دنیا کو دین کے بدلے نہ خراب کرے اور اسے تنبیہ کی کہ مسلمانوں کا حق برابر ہے۔
- ❖ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مصقلہ کو حکم دیا کہ وہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو اموال سے مخصوص نہ کرے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا خط ملاحظہ ہو۔

بَلَغَنِي عَنْكَ أَمْرٌ إِنْ كُنْتَ فَعَلْتَه فَقَدْ أَسْخَطْتَ إِلَهَكَ - وعَصَيْتَ إِمَامَكَ - أَنَّكَ تَقْسِمُ فَيْءَ الْمُسْلِمِينَ - الَّذِي حَازَتْه رِمَاحُهُمْ وخُيُولُهُمْ وأُرِيقَتْ عَلَيْه دِمَاؤُهُمْ - فِيمَنِ اعْتَامَكَ مِنْ أَعْرَابِ قَوْمِكَ - فَوَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وبَرَأَ النَّسَمَةَ - لَئِنْ كَانَ ذَلِكَ حَقّاً - لَتَجِدَنَّ لَكَ عَلَيَّ هَوَاناً ولَتَخِفَّنَّ عِنْدِي مِيزَاناً - فَلَا تَسْتَهِنْ بِحَقِّ رَبِّكَ - ولَا تُصْلِحْ دُنْيَاكَ بِمَحْقِ دِينِكَ - فَتَكُونَ مِنَ الأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا. أَلَا وإِنَّ حَقَّ مَنْ قِبَلَكَ وقِبَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ - فِي قِسْمَةِ هَذَا الْفَيْءِ سَوَاءٌ - يَرِدُونَ عِنْدِي عَلَيْه ويَصْدُرُونَ عَنْه.1

مجھے تمہارے بارے میں ایک خبر ملی جو اگر واقعاً صحیح ہے تو تم نے اپنے پروردگار کو ناراض کیا ہے اور اپنے امام کی نافرمانی کی ہے۔ خیر یہ ہے کہ تم مسلمانوں کے مال غنیمت کو جسے ان کے نیزوں اور گھوڑوں نے جمع کیا ہے اور جس کی راہ میں ان کا خون بہایا گیا ہے۔ اپنی قوم کے ان بدوں میں تقسیم کر رہے ہو جو تمہارے ہوا خواہ ہیں۔ قسم اس ذات کی جسنے دانہ کو شگافتہ کیا ہے اور جانداروں کو پیدا کیا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو تم میری نظروں میں انتہائی ذلیل ہوگے اور تمہارے اعمال کا پلہ ہلکا ہو جائے گا لہٰذا خبردار اپنے رب کے حقوق کو معمولی مت سمجھنا اور اپنے دین کو برباد کرکے دنیا آراستہ کرنے کی فکر نہ کرنا کہ تمہارا شمار ان لوگوں میں ہو جائے جن کے اعمال میں خسارہ کے علاوہ

(1) رضی، نہج البلاغۃ، مکتوب نمبر: 43، ص: 546

کچھ نہیں ہے۔ یاد رکھو! جو مسلمان تمہارے پاس یا میرے پاس ہیں ان سب کا حصہ اس مال غنیمت ایک ہی جیسا ہے اور اسی اعتبار سے وہ میرے پاس وارد ہوتے ہیں اور اپنا حق لے کر چلے جاتے ہیں۔

مصقلہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خط کا جواب دیا اور ان الزامات کو بے بنیاد قرار دیا۔ مگر جلد ہی ایک اور واقعہ پیش آیا، جہاں معقل بن قیس نے 500 نصاریٰ قیدیوں کو مصقلہ کو 5 لاکھ درہم میں فروخت کیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مصقلہ کو یہ مال جلد بھیجنے کا حکم دیا۔ کچھ دنوں بعد معلوم ہوا کہ مصقلہ نے ان قیدیوں کو آزاد کر دیا ہے اور مال وصول نہیں کیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مصقلہ کو ایک اور خط لکھا، جس میں کہا: سب سے بڑی خیانت قوم اور ملت کے ساتھ خیانت ہے، اور سب سے بڑا دھوکہ امام اور رہبر کے ساتھ دھوکہ ہے۔

مصقلہ کے پاس مسلمانوں کے 5 لاکھ درہم واجب الادا ہیں۔ جس کے بعد وہ شام بھاگ گیا۔

لَمَّا هَرَبَ مَصْقَلَةُ بْنُ هُبَيْرَةَ الشَّيْبَانِيُّ اِلٰی مُعَاوِيَةَ وَ كَانَ قَدِ ابْتَاعَ سَبْيَ بَنِيْ نَاجِيَةَ مِنْ عَامِلِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ـ وَ اَعْتَقَهُمْ، فَلَمَّا طَالَبَهٗ بِالْمَالِ خَاسَ بِهٖ وَ هَرَبَ اِلَى الشَّامِ قَبَّحَ اللّٰهُ مَصْقَلَةَ! فَعَلَ فِعْلَ السَّادَةِ، وَ فَرَّ فِرَارَ الْعَبِيْدِ! فَمَاۤ اَنْطَقَ مَادِحَهٗ حَتّٰى اَسْكَتَهٗ، وَ لَا صَدَّقَ وَاصِفَهٗ حَتّٰى بَكَّتَهٗ، وَ لَو اَقَامَ لَاَخَذْنَا مَيْسُوْرَهٗ، وَ انْتَظَرْنَا بِمَالِهٖ وُفُوْرَهٗ[1].

جب مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی معاویہ کے پاس بھاگ گیا۔ چونکہ اس نے حضرت کے ایک عامل سے بنی ناجیہ کے کچھ اسیر خریدے تھے۔ جب امیر المومنین کرم اللہ وجہہ نے اس سے قیمت کا مطالبہ کیا تو وہ بددیانتی کرتے ہوئے شام چلا گیا، جس پر آپ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: خدا مصقلہ کا بُرا کرے! کام تو اس نے شریفوں کا سا کیا، لیکن غلاموں کی طرح بھاگ نکلا۔ اس نے مدح کرنے والے کا منہ بولنے سے پہلے ہی بند کر دیا اور توصیف کرنے والے کے قول کے مطابق اپنا عمل پیش کرنے سے پہلے ہی اسے خاموش کر دیا۔ اگر وہ ٹھہرا رہتا تو ہم اس سے اتنا لے لیتے جتنا اس کیلئے ممکن ہوتا اور بقیہ کیلئے اس کے مال کے زیادہ ہونے کا انتظار کرتے۔

بصرہ کے عامل عثمان بن حنیف کی پر تعیش کھانے کا احتساب:

عثمان بن حنیف انصار کے قبیلہ اوس کی ایک نمایاں شخصیت تھے۔ عثمان بن حنیف، جن کی کنیت ابو عمرو تھی، قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا نسب نامہ یہ ہے: عثمان بن حنیف بن واہب بن العکیم بن ثعلبہ۔ جب

---

[1] رضی، نہج البلاغۃ، خطبہ نمبر: 44، ص: 156

عراق اور کوفہ فتح ہو گئے تو 16 ہجری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خراج کے نظام کو منظم کرنے کی طرف توجہ دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمومی اصول یہ تھا کہ ہر ملک کا انتظام وہاں کے قدیم رسم و رواج کے مطابق رکھا جائے، لیکن کچھ اصلاحات کے ساتھ۔ عراق میں اس وقت جو مالگذاری کا طریقہ رائج تھا، اس میں مختلف تبدیلیاں ہو چکی تھیں، جو قدیم دستور کے خلاف تھیں۔ اس بنا پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عراق کی پیمائش کا فیصلہ کیا تاکہ مزید تحقیقات کی جا سکیں۔[1]

اس کام کے لیے دیانت، امانت، پیمائش اور حساب کا جاننا ضروری تھا۔ اس زمانے میں عرب عموماً ان چیزوں سے ناواقف تھے، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لیے مناسب شخص کا انتخاب کرنے میں دقت پیش آئی۔ انہوں نے مجلس شوریٰ قائم کی اور انتخاب کا مسئلہ اس کے سامنے پیش کیا۔ تمام اصحاب رضی اللہ عنہ نے بالاتفاق عثمان بن حنیف کی حمایت کی اور کہا کہ وہ اس سے بھی زیادہ اہم کام انجام دینے کی قابلیت رکھتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے دور حکومت میں انہیں بصرہ کا والی بنا دیا تھا اور وہ طلحہ و زبیر کے وارد ہونے تک برابر مصروف عمل رہے اور اس کے بعد ان لوگوں نے سارے حالات خراب کر دیئے اور بالآخر حضرت کی شہادت کے بعد کوفہ منتقل ہو گئے اور وہیں انتقال فرمایا۔

عثمان بن حنیف، جو بصرہ کے عامل (گورنر) تھے، ایک مرتبہ ایک دعوت میں شریک ہوئے جہاں پر تعیش کھانے پیش کیے گئے تھے۔ اس دعوت میں شرکت اور پر تعیش کھانے کی خبر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس خبر پر فوراً ردعمل ظاہر کیا اور عثمان بن حنیف کو ایک خط لکھا، جس میں انہوں نے کہا:

أَمَّا بَعْدُ يَا ابْنَ حُنَيْفٍ – فَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ رَجُلًا مِنْ فِتْيَةِ أَهْلِ الْبَصْرَةِ – دَعَاكَ إِلَى مَأْدُبَةٍ فَأَسْرَعْتَ إِلَيْهَا – تُسْتَطَابُ لَكَ الأَلْوَانُ وتُنْقَلُ إِلَيْكَ الْجِفَانُ – ومَا ظَنَنْتُ أَنَّكَ تُجِيبُ إِلَى طَعَامِ قَوْمٍ – عَائِلُهُمْ مَجْفُوٌّ وغَنِيُّهُمْ مَدْعُوٌّ – فَانْظُرْ إِلَى مَا تَقْضَمُه مِنْ هَذَا الْمَقْضَمِ فَمَا اشْتَبَه عَلَيْكَ عِلْمُه فَالْفِظْه – ومَا أَيْقَنْتَ بِطِيبِ وُجُوهِه فَنَلْ مِنْه2

امابعد! ابن حنیف! مجھے یہ خبر ملی ہے کہ بصرہ کے بعض جوانوں نے تم کو ایک دعوت میں مدعو کیا تھا جس میں طرح طرح کے خوشگوار کھانے تھے اور تمہاری طرف بڑے بڑے پیالے بڑھائے جا رہے تھے اور تم تیزی سے وہاں پہنچ گئے تھے۔ مجھے تو یہ گمان بھی نہیں تھا کہ تم ایسی قوم کی دعوت میں شرکت کرو گے جس کے غریبوں پر ظلم ہو رہا ہو اور

(1) ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ بن محمد۔ الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب۔ (بیروت: دار الجیل، س۔ن)۔ ج:2، ص:495

(2) رضی، نہج البلاغۃ، مکتوب نمبر:45، ص:548

جس کے دولت مند مدعو کئے جاتے ہوں۔ دیکھو جو لقمے چباتے ہو اسے دیکھ لیا کرو اور اگر اس کی حقیقت مشتبہ ہو تو اسے پھینک دیا کرو اور جس کے بارے میں یقین ہو کہ پاکیزہ ہے اسی کو استعمال کیا کرو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے خط میں عثمان بن حنیف کو یاد دلایا کہ:

سادگی اور تقویٰ : گورنر کو چاہیے کہ وہ سادہ زندگی گزارے، تاکہ عوام کے دلوں میں اس کے لیے احترام اور اعتماد پیدا ہو۔

ذمہ داری کا احساس : عثمان بن حنیف کو اپنے عہدے کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا اور کہا کہ ایسے پر تعیش کھانے ان کی ذمہ داریوں کے خلاف ہیں۔[1]

احتساب کا مقصد اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ حکمت عملی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ احتساب اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ انہوں نے اپنی حکومت میں عدل و انصاف اور تقویٰ کو سب سے زیادہ اہمیت دی۔ انہوں نے اس بات کو یقینی بنایا کہ ان کے گورنر اور عہدیدار سادہ زندگی گزاریں اور عوام کے ساتھ یکجہتی کا مظاہرہ کریں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا عثمان بن حنیف کا احتساب ان کے اصولی حکمرانی اور عدل و انصاف کی بہترین مثال ہے۔ اس واقعے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ عوامی خدمت کے منصب پر فائز افراد کو سادگی اور تقویٰ کی زندگی گزارنی چاہیے اور عوام کے ساتھ یکجہتی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی یہ حکمت عملی آج کے دور میں بھی قیادت کے لیے ایک مثالی نمونہ ہے۔

مالک بن اشتر کو لالچی اشخاص مجلس شوری میں شامل نہ کرنے کی ہدایت:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ مشاورتی کونسل کا مقصد عدل و انصاف کے اصولوں کو فروغ دینا ہے۔ لالچی افراد اپنی ذاتی خواہشات اور مفادات کے تحت فیصلے کریں گے، جو عدل و انصاف کے خلاف ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مالک بن اشتر کو ہدایت دی کہ وہ ایسے افراد کو مجلس شوریٰ میں شامل کریں جو امانت دار اور دیانت دار ہوں۔ یہ صفات حکومتی معاملات میں شفافیت اور اعتماد کو بڑھاتی ہیں۔ لکھتے ہیں۔

وَلَا تُدْخِلَنَّ فِي مَشُورَتِكَ بَخِيلًا يَعْدِلُ بِكَ عَنِ الْفَضْلِ - وَيَعِدُكَ الْفَقْرَ - وَلَا جَبَاناً يُضْعِفُكَ عَنِ الْأُمُورِ - وَلَا حَرِيصاً يُزَيِّنُ لَكَ الشَّرَه بِالْجَوْرِ - فَإِنَّ الْبُخْلَ والْجُبْنَ والْحِرْصَ غَرَائِزُ شَتَّى - يَجْمَعُهَا سُوءُ

[1] رضی، نهج البلاغة ،مکتوب نمبر :45 ،ص: 548

الظَّنِّ بِاللّٰه.[1]

دیکھو اپنے مشورہ میں کسی بخیل کو شامل نہ کرنا کہ وہ تم کو فضل و کرم کے راستہ سے ہٹا دے گا اور فقر و فاقہ کا خوف دلاتا رہے گا اور اسی طرح بزدل سے مشورہ کرنا کہ وہ ہر معاملہ میں کمزور بنا دے گا۔ اور حریص سے بھی مشورہ نہ کرنا کہ وہ ظالمانہ طریقہ سے مال جمع کرنے کو بھی تمہارے نگاہوں میں آراستہ کر دے گا۔ یہ بخل بزدلی اور طمع اگرچہ الگ الگ جذبات و خصائل ہیں لیکن ان سب کا قدر مشترک پروردگار سے سوء ظن ہے جس کے بعد ان خصلتوں کا ظہور ہوتا ہے۔[2]

احتساب اور اصولی حکمرانی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی یہ ہدایت ان کی اصولی حکمرانی اور احتساب کی بہترین مثال ہے۔ انہوں نے اس بات کو یقینی بنایا کہ ان کے عہدیدار اور گورنر ایسے افراد کے ساتھ کام کریں جو عدل و انصاف، دیانت داری، اور عوامی خدمت کے جذبے سے سرشار ہوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مالک بن اشتر کو یہ ہدایت ان کی اصولی قیادت اور عدل و انصاف پر مبنی حکمرانی کی عکاسی کرتی ہے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ حکومتی معاملات میں شفافیت، دیانت داری، اور عوامی خدمت کو فروغ دیا جائے اور لالچی افراد کو دور رکھا جائے۔ یہ ہدایت آج کے دور میں بھی قیادت کے لیے ایک مثالی نمونہ ہے اور ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ اصولی اور دیانت دار افراد کو حکومتی اور مشاورتی اداروں میں شامل کرنا چاہیے تاکہ عوامی مفادات کا تحفظ کیا جا سکے۔

عمال / حکام / صاحب منصب کے لئے شرائط:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کے دوران انہوں نے اپنے عمال، حکام، اور صاحب منصب افراد کے لئے مختلف شرائط اور اصول مقرر کئے تاکہ معاشی خوشحالی، عدل و انصاف، اور عوامی فلاح و بہبود کو یقینی بنایا جا سکے۔ ان شرائط کا مقصد یہ تھا کہ حکومتی عہدیدار اپنی ذمہ داریوں کو دیانت داری، انصاف اور ایمانداری سے نبھائیں۔ یہاں کچھ اہم شرائط کا ذکر کیا جاتا ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے عمال اور حکام کے لئے مقرر کی تھیں:

---

(1) رضی، نہج البلاغۃ، مکتوب نمبر:53، ص:571

(2) رضی، نہج البلاغۃ، مکتوب نمبر:45، ص:548

ثمَّ انْظُرْ فِي أُمُورِ عُمَّالِكَ فَاسْتَعْمِلْهُمُ اخْتِبَاراً - ولَا تُوَلِّهِمْ مُحَابَاةً وأَثَرَةً - فَإِنَّهُمَا جِمَاعٌ مِنْ شُعَبِ الْجَوْرِ والْخِيَانَةِ - وتَوَخَّ مِنْهُمْ أَهْلَ التَّجْرِبَةِ والْحَيَاءِ - مِنْ أَهْلِ الْبُيُوتَاتِ الصَّالِحَةِ والْقَدَمِ فِي الإِسْلَامِ الْمُتَقَدِّمَةِ - فَإِنَّهُمْ أَكْرَمُ أَخْلَاقاً وأَصَحُّ أَعْرَاضاً - وأَقَلُّ فِي الْمَطَامِعِ إِشْرَاقاً - وأَبْلَغُ فِي عَوَاقِبِ الأُمُورِ نَظَراً - ثُمَّ أَسْبِغْ عَلَيْهِمُ الأَرْزَاقَ - فَإِنَّ ذَلِكَ قُوَّةٌ لَهُمْ عَلَى اسْتِصْلَاحِ أَنْفُسِهِمْ - وغِنًى لَهُمْ عَنْ تَنَاوُلِ مَا تَحْتَ أَيْدِيهِمْ - وحُجَّةٌ عَلَيْهِمْ إِنْ خَالَفُوا أَمْرَكَ أَوْ ثَلَمُوا أَمَانَتَكَ - ثُمَّ تَفَقَّدْ أَعْمَالَهُمْ - وابْعَثِ الْعُيُونَ مِنْ أَهْلِ الصِّدْقِ والْوَفَاءِ عَلَيْهِمْ - فَإِنَّ تَعَاهُدَكَ فِي السِّرِّ لأُمُورِهِمْ - حَدْوَةٌ لَهُمْ عَلَى اسْتِعْمَالِ الأَمَانَةِ والرِّفْقِ بِالرَّعِيَّةِ - وتَحَفَّظْ مِنَ الأَعْوَانِ - فَإِنْ أَحَدٌ مِنْهُمْ بَسَطَ يَدَه إِلَى خِيَانَةٍ - اجْتَمَعَتْ بِهَا عَلَيْه عِنْدَكَ أَخْبَارُ عُيُونِكَ - اكْتَفَيْتَ بِذَلِكَ شَاهِداً - فَبَسَطْتَ عَلَيْه الْعُقُوبَةَ فِي بَدَنِه - وأَخَذْتَه بِمَا أَصَابَ مِنْ عَمَلِه - ثُمَّ نَصَبْتَه بِمَقَامِ الْمَذَلَّةِ ووَسَمْتَه بِالْخِيَانَةِ - وقَلَّدْتَه عَارَ التُّهَمَةِ.[1]

اس کے بعد اپنے عاملوں کے معاملات پر بھی نگاہ رکھنا اور انہیں امتحان کے بعد کام سپرد کرنا اور خبر دار تعلقات یا جانبداری کی بنا پر عہدہ نہ دے دینا کہ یہ باتیں ظلم اور خیانت کے اثرات میں شامل ہیں۔اور دیکھو ان میں بھی جو مخلص اور غیرت مند ہوں ان کو تلاش کرنا جو اچھے گھرانے کے افراد ہوں اور ان کے اسلام میں سابق خدمات رہ چکے ہوں کہ ایسے لوگ خوش اخلاق اور بے داغ عزت والے ہوتے ہیں۔ان ے اندر فضول خرچی کی لالچ کم ہوتی ہے اور یہ انجام کار پر زیادہ نزر رکھتے ہیں۔اس کے بعد ان کے بھی تمام اخراجات کا انتظام کر دینا کہ اس سے انہیں اپنے نفس کی اصلاح کا بھی موقع ملتاے اوردوسروں کے اموال پر قبضہ کرنے سے بھی بے نیاز ہو جاتے ہیں اور پھر تمہارے امر کی مخالفت کریں یا امانت میں رخنہ پیدا کریں تو ان پر حجت بھی تمام ہو جاتی ہے۔
اس کے بعد ان عمال کے اعمال کی بھی تفتیش کرتے رہنا اور نہایت معتبر قسم کے اہل صدق وصفا کو ان پر جاسوسی کے لئے مقرر کر دینا کہ یہ طرز عمل انہیں امانت داری کے استعمال پر اور رعایا کے ساتھ نرمی کے برتائو پر آمادہ کرے گا۔اور دیکھو اپنے مددگاروں سے بھی اپنے کو بچا کر رکھنا کہ اگر ان میں کوئی ایک بھی خیانت کی طرف ہاتھ بڑھائے اور تمہارے جاسوس متفقہ طور پر یہ خبر دیں تو اس شبہات کو کافی سمجھ لینا اور اسے جسمانی اعتبار سے بھی سزا دینا اور جو مال حاصل کیا ہے اسے چھین بھی لینا اور سماج میں ذلت کے مقام پر رکھ کر خیانت کاری کے مجرم کی حیثیت سے روشناس کرانا اور ننگ ورسوائی کا طوق اس کے گلے میں ڈال دینا۔

(1) رضی، نہج البلاغۃ، مکتوب نمبر:53، ص:576

کمزور طبقات کی معاشی کفالت:

وتَعَهَّدْ أَهْلَ الْيُتْمِ وذَوِي الرِّقَّةِ فِي السِّنِّ مِمَّنْ لَا حِيلَةَ لَه ولَا يَنْصِبُ لِلْمَسْأَلَةِ نَفْسَه - وذَلِكَ عَلَى الْوُلَاةِ ثَقِيلٌ - والْحَقُّ كُلُّه ثَقِيلٌ وقَدْ يُخَفِّفُه اللَّه عَلَى أَقْوَامٍ - طَلَبُوا الْعَاقِبَةَ فَصَبَّرُوا أَنْفُسَهُمْ - ووَثِقُوا بِصِدْقِ مَوْعُودِ اللَّه لَهُمْ.-[1]

اور یتیموں اور کبیر السن بوڑھوں کے حالات کی بھی نگرانی کرتے رہنا کہ ان کا کوئی وسیلہ نہیں ہے اور یہ سوال کرنے کے لئے کھڑے بھی نہیں ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ ان کا خیال رکھنا حکام کے لئے بڑا سنگین مسئلہ ہوتا ہے لیکن کیا کیا جائے حق تو سب کا سب ثقیل ہی ہے۔ البتہ کبھی کبھی پروردگار اسے ہلکا قرار دے دیتا ہے ان اقوام کے لئے جو عاقبت کی طلب گار ہوتی ہیں اور اس راہمیں اپنے نفس کو صبر کا خوگر بناتی ہیں اور خدا کے وعدہ پر اعتماد کا مظاہرہ کرتی ہیں۔

مطلقاً گورنر کے لئے فرموادت:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خراج وصول کرنے کے عمل کے بارے میں مختلف ہدایات جاری کیں تاکہ عوام کے حقوق محفوظ رہیں اور عمال انصاف کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیں۔ ان ہدایات میں دیانتداری، انصاف، عوامی خدمت، اور خراج کے استعمال کے بارے میں تفصیلی نصیحتیں شامل تھیں۔

دیانتداری اور شفافیت:

- حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عمال کو خراج وصول کرنے میں دیانتداری اور شفافیت برتنے کی تاکید کی۔
- انہوں نے کہا کہ خراج کو عوامی امانت سمجھا جائے اور اس میں خیانت نہ کی جائے۔

انصاف:

- حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عمال کو نصیحت کی کہ خراج وصول کرتے وقت انصاف سے کام لیں۔
- انہوں نے کہا کہ عوام پر زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے اور خراج کی مقدار مناسب اور منصفانہ ہو۔

---

(1) ایضاً:580

عوامی خدمت:

- حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ خراج کو عوامی فلاح وبہبود کے کاموں میں استعمال کیا جائے۔
- انہوں نے ہدایت کی کہ خراج سے حاصل شدہ رقم کو عوام کی ضروریات پوری کرنے، بنیادی سہولتیں فراہم کرنے اور ان کی زندگی بہتر بنانے کے لئے استعمال کیا جائے۔

عوامی رائے کا احترام:

- حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عمال کو عوامی رائے کا احترام کرنے کی تاکید کی۔
- انہوں نے کہا کہ خراج وصول کرتے وقت عوام کی مشکلات اور مسائل کو سمجھا جائے اور ان کے حل کے لئے اقدامات کیے جائیں۔

فراخدلی اور سخاوت:

- حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عمال کو نصیحت کی کہ خراج وصول کرنے کے بعد عوام کے ساتھ فراخدلی اور سخاوت سے پیش آئیں۔
- انہوں نے کہا کہ عوام کی فلاح وبہبود کو ہمیشہ اولیت دی جائے اور ان کی مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔

زمینداروں کا معاشی استحصال روکنا:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کے دوران، انہوں نے اپنے گورنروں اور عمال کو انصاف پر مبنی حکمرانی کی ہدایت دی۔ ان کی ہدایات میں زمینداروں کا معاشی استحصال روکنے پر بھی زور دیا گیا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی یہ ہدایات ان کی اصولی حکمت عملی، عدل وانصاف اور عوامی فلاح وبہبود کے اصولوں پر مبنی تھیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

فَإِنَّ دَهَاقِينَ أَهْلِ بَلَدِكَ شَكَوْا مِنْكَ غِلْظَةً وقَسْوَةً - واحْتِقَاراً وجَفْوَةً - ونَظَرْتُ فَلَمْ أَرَهُمْ أَهْلًا لأَنْ يُدْنَوْا لِشِرْكِهِمْ - ولَا أَنْ يُقْصَوْا ويُجْفَوْا لِعَهْدِهِمْ - فَالْبَسْ لَهُمْ جِلْبَاباً مِنَ اللِّينِ تَشُوبُه بِطَرَفٍ مِنَ

الشِّدَّةِ – وداوِلْ لَهُمْ بَيْنَ الْقَسْوَةِ والرَّأْفَةِ – وامْزُجْ لَهُمْ بَيْنَ التَّقْرِيبِ والإِدْنَاءِ – والإِبْعَادِ والإِقْصَاءِ۔ [1]

تمہارے شہر کے زمینداروں نے تمہارے بارے میں سختی۔ سنگدلی۔ تحقیر و تذلیل اور تشدد کی شکایت کی ہے اور میں نے ان کے بارے میں غور کر لیا ہے۔ وہ اپنے شرک کی بنا پر قریب کرنے کے قابل تو نہیں ہیں لیکن عہد و پیمان کی بنا پر انہیں دور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے اور ان پر زیادتی بھی نہیں کی جا سکتی ہے لہٰذا تم ان کے بارے میں ایسی نرمی کا شعار اختیار کرو جس میں قدرے سختی بھی شامل ہو اور ان کے ساتھ سختی اور نرمی کے درمیان کا برتائو کرو کہ کبھی قریب کر لو۔ کبھی دور کر دو کبھی نزدیک بلا لو اور کبھی الگ رکھو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سختی سے ہدایت دی کہ زمینداروں کا کسی بھی قسم کا استحصال نہ کیا جائے۔ ان کی محنت کی کمائی ان سے چھینی نہ جائے اور ان کے ساتھ کسی بھی قسم کی زیادتی نہ کی جائے۔

جنگی حالات میں خرچ کرنے میں احتیاط:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کے دوران، انہوں نے اپنے گورنروں کو جنگی حالات میں خرچ کرنے میں احتیاط برتنے کی سخت ہدایات دیں۔ ان ہدایات کا مقصد یہ تھا کہ حکومتی وسائل کو ضائع ہونے سے بچایا جائے اور انہیں عوام کی فلاح و بہبود کے لیے صحیح طور پر استعمال کیا جائے۔ یہی وجہ ہے جنگ صفین کے اموال کی نگرانی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی لگائی تاکہ اخراجات زیادہ نہ ہوں۔

فِي مَالِه ابْتِغَاءَ وَجْه اللَّه – لِيُولِجَه بِه الْجَنَّةَ ويُعْطِيَه بِه الأَمَنَةَ مِنْهَا فَإِنَّه يَقُومُ بِذَلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ – يَأْكُلُ مِنْه بِالْمَعْرُوفِ – ويُنْفِقُ مِنْه بِالْمَعْرُوفِ – فَإِنْ حَدَثَ بِحَسَنٍ حَدَثٌ وحُسَيْنٌ حَيٌّ – قَامَ بِالأَمْرِ بَعْدَه وأَصْدَرَه مَصْدَرَه۔[2]

اپنے اموال کے بارے میں جس کا مقصد رضائے پروردگار ہے تاکہ اس کے ذریعہ جنت میں داخل ہو سکے اور روز محشر کے ہول سے امان پا سکے۔

---

(1) رضی، نہج البلاغۃ، مکتوب نمبر:10، ص:493

(2) رضی، نہج البلاغہ، مکتوب نمبر:24، ص:497

ان اموال کی نگرانی حسن بن علی رضی اللہ عنہ کریں گے بقدر ضرورت استعمال کریں گے اور بقدر مناسب انفاق کریں گے۔ اس کے بعد اگر انہیں کوئی حادثہ پیش آگیا اور جبیں باقی رہ گئے تو ذمہ دار وہ ہوں گے اور اسی انداز پر کام کریں گے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی مشاورت اور منصوبہ بندی :

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ جنگی اخراجات میں احتیاط برتنے کے لیے مشاورت اور حکمت عملی ضروری ہے۔ گورنروں کو چاہیے کہ وہ اپنے مشیران کے ساتھ مشاورت کریں اور بہترین حکمت عملی کے ساتھ خرچ کریں۔

زیاد بن ابیہ نائب گورنر بصرہ:

زیاد ابن ابیہ، جن کا پورا نام زیاد بن عبید تھا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور میں فارس کے گورنر تھے۔ ان کی ماں کا نام سمیہ تھا، جو عرب کی بدنام عورتوں میں شمار ہوتی تھی۔ شروع میں ان کا نام زیاد بن عبید یا زیادہ بن سمیہ تھا، لیکن بعد میں جب وہ معاویہ کے ساتھ مل گئے تو انہیں زیاد بن ابوسفیان بھی کہا جانے لگا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سن 39 ہجری میں زیاد کو کرمان اور فارس کا گورنر مقرر کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ بصرہ میں ابن حضرمی کے قتل کے بعد وہاں کے لوگ اختلافات اور کشمکش میں مبتلا تھے۔[1] فارس اور کرمان کے لوگ بھی حکومتی مالیات اور ٹیکس کی ادائیگی سے انکاری تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مشاورت کے بعد فیصلہ کیا کہ زیاد کو اس مشکل وقت میں فارس کا گورنر بنایا جائے کیونکہ وہ سیاست، حکمت اور عقل میں ماہر تھے۔

زیاد نے اپنی تقرری کے بعد علاقے کے سرداروں اور بزرگوں کو پیغامات بھیجے اور ان کو حکومت کی اطاعت اور تسلیم کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے مخالفین کو ڈرایا اور بعض کو آپسی جنگوں میں الجھا کر اپنی حکومت مضبوط کی۔ انہوں نے کرمان کو بھی اپنے قبضے میں لے لیا اور فارس میں امن وسکون بحال کیا۔

مال غنیمت کا مال کھانے کی شکایت:

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے اپنے دورِ خلافت میں عمال اور گورنروں کو اسلامی اصولوں کے

---

(1) ابراہیم بن محمد ثقفی، الغارات، ترجمہ عبدالمحمد آیتی (قم، دار الکتاب، س،ن)، ص:49

مطابق حکمرانی کرنے کی سختی سے تلقین کی تھی۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پتا چلا کہ زیاد بن ابیہ، جو بصرہ کے گورنر تھے، نے مالِ غنیمت کا مال اپنے ذاتی استعمال میں لایا ہے، تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسے سرزنش کی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے زیاد بن ابیہ کو ایک خط لکھا جس میں انہوں نے اسے سختی سے ملامت کی اور اسے یاد دلایا کہ وہ ایک امانت دار ہیں اور اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ امانتداری سے کام کرے۔ انہوں نے اسے خبردار کیا کہ مالِ غنیمت اللہ کا حق ہے اور اسے ناجائز طور پر استعمال کرنا خیانت ہے۔ جیسا کہ ملاحظہ ہو۔

وإِنِّي أُقْسِمُ بِاللَّه قَسَماً صَادِقاً - لَئِنْ بَلَغَنِي أَنَّكَ خُنْتَ مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ شَيْئاً صَغِيراً أَوْ كَبِيراً - لأَشُدَّنَّ عَلَيْكَ شَدَّةً تَدَعُكَ قَلِيلَ الْوَفْرِ - ثَقِيلَ الظَّهْرِ ضَئِيلَ الأَمْرِ 1

میں اللہ کی سچی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر مجھے خبر مل گئی کہ تم نے مسلمانوں کے مال غنیمت میں چھوٹی یا بڑی قسم کی خیانت کی ہے تو میں تم پر ایسی سختی کروں گا کہ تم نادار۔ بوجھل پیٹھ والے اور بے ننگ و نام ہو کر رہ جاؤ گے۔

کمزور طبقہ کی کفالت:

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے اپنے دورِ خلافت میں ہمیشہ کمزور اور پسماندہ طبقوں کی فلاح و بہبود کو اپنی ترجیحات میں شامل رکھا۔ ان کی حکمرانی کے اصولوں میں سے ایک اہم اصول کمزور طبقے کی کفالت اور ان کے حقوق کا تحفظ تھا۔ جب زیاد بن ابیہ کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا گیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسے ایک خط لکھا جس میں انہوں نے کمزور طبقے کی کفالت کے حوالے سے حکمت عملی بیان کی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے خط میں زیاد بن ابیہ کو ہدایت دی کہ:

وتَطْمَعُ وأَنْتَ مُتَمَرِّغٌ فِي النَّعِيمِ تَمْنَعُه الضَّعِيفَ والأَرْمَلَةَ - أَنْ يُوجِبَ لَكَ ثَوَابَ الْمُتَصَدِّقِينَ - وإِنَّمَا الْمَرْءُ مَجْزِيٌّ بِمَا أَسْلَفَ وقَادِمٌ عَلَى مَا قَدَّمَ-

اور تم نعمتوں میں کروٹیں بدلتے رہو گے نہ کسی کمزور کا خیال کرو گے اور نہ کسی بیوہ کا جب کہ انسان کو اسی کا اجر ملتا ہے جو اس نے انجام دیا ہے اور وہ اسی پر وارد ہوتا ہے جو اس نے پہلے بھیج دیا ہے۔[2]

---

(1) رضی، نہج البلاغہ، مکتوب نمبر:21، ص:493

(2) رضی، نہج البلاغہ، مکتوب نمبر:22، ص:494

زرعی حکمت عملی: نخلستان کو نہ کاٹنا:

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی زرعی حکمت عملی میں نخلستانوں (کھجور کے باغات) کی حفاظت اور ان کی بقا پر خصوصی توجہ دی گئی تھی۔ انہوں نے اپنی حکمرانی کے دوران مختلف اقدامات کیے تاکہ زراعت کو فروغ دیا جا سکے اور کھجور کے باغات کو نقصان سے بچایا جا سکے۔ نخلستانوں کو نہ کاٹنے کی پالیسی اسی حکمت عملی کا ایک حصہ تھی۔ یہاں چند اہم نکات بیان کیے گئے ہیں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زرعی حکمت عملی کی عکاسی کرتے ہیں۔

زراعت کی اہمیت:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے زراعت کو معیشت کی بنیاد قرار دیا اور اس کی ترقی کو اہمیت دی۔ وہ جانتے تھے کہ زراعت نہ صرف خوراک کی فراہمی کا ذریعہ ہے بلکہ معاشی استحکام کا بھی ضامن ہے۔

نخلستانوں کی حفاظت: حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سختی سے حکم دیا کہ نخلستانوں کو نہ کاٹا جائے۔ انہوں نے کھجور کے درختوں کی کاٹنے پر پابندی عائد کی کیونکہ کھجوریں عرب کی معیشت اور خوراک کا ایک اہم حصہ تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ہدایت جاری کی۔

لا يَبِيعَ مِنْ أَوْلَادِ نَخِيلِ هَذِهِ الْقُرَى وَدِيَّةً - حَتَّى تُشْكِلَ أَرْضُهَا غِرَاساً.[1]

نخلستان میں سے ایک پودا بھی فروخت نہ کرے یہاں تک کہ زمین دوبارہ بونے کے لائق نہ رہ جائے۔

کسی زمین میں جبراً قبضہ نہ کرنا:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سختی سے حکم دیا کہ کسی بھی شخص کی زمین پر جبراً قبضہ نہ کیا جائے۔ وہ حق ملکیت کا احترام کرتے تھے اور لوگوں کو ان کی زمینوں سے محروم کرنے کو ظلم اور ناانصافی سمجھتے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے زمینوں کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنایا۔ انہوں نے کوشش کی کہ زمینیں ان لوگوں کو دی جائیں جو واقعی زراعت سے وابستہ ہیں اور اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

---

(1) رضی، نہج البلاغہ، ص:497

وَلَا تُرَوِّعَنَّ مُسْلِماً وَلَا تَجْتَازَنَّ عَلَيْه كَارِهاً – وَلَا تَأْخُذَنَّ مِنْه أَكْثَرَ مِنْ حَقِّ اللَّه فِي مَالِه – فَإِذَا قَدِمْتَ عَلَى الْحَيِّ فَانْزِلْ بِمَائِهِمْ – مِنْ غَيْرِ أَنْ تُخَالِطَ أَبْيَاتَهُمْ – ثُمَّ امْضِ إِلَيْهِمْ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ[1]

اور خبر دار نہ کسی مسلمان کو خوفزدہ کرنا اور نہ کسی کی زمین پر جبراً اپنا گزر کرنا۔ مال میں سے حق خدا سے ذرہ برابر زیادہ مت لینا اور جب کسی قبیلہ پر وارد ہونا تو ان کے گھروں میں گھسنے کے بجائے چشمہ اور کنویں پر وارد ہونا۔ اس کے بعد سکون و وقار کے ساتھ ان کی طرف جانا اور ان کے درمیان کھڑے ہو کر سلام کرنا اور سلام کرنے میں بخل سے کام نہ لینا۔

سرکاری واجبات کی وصولی میں دھمکی آمیز رویہ نہ اختیار کرنا:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی وصیت میں ہدایت دی ہے کہ سرکاری واجبات کی وصولی میں دھمکی آمیز رویہ نہ اختیار کیا جائے۔ ان کے حکم کے مطابق، جب کوئی شخص سرکاری واجبات وصول کرنے جائے تو وہ نرمی اور احترام کے ساتھ پیش آئے۔ اس شخص کو لوگوں کو بتانا چاہئے کہ وہ اللہ کے حق کی وصولی کے لئے آیا ہے اور ان سے پوچھنا چاہئے کہ کیا ان کے مال میں اللہ کا کوئی حق ہے جو انہوں نے ادا کرنا ہے۔ اگر کوئی انکار کرے تو اسے زبردستی نہ کی جائے، اور اگر کوئی خوش دلی سے کچھ دینا چاہے تو اسے قبول کیا جائے بغیر اس کے کہ اسے خوفزدہ یا دھمکایا جائے۔

جب جانوروں یا اموال کی وصولی کی جائے تو مالک کی اجازت کے بغیر ان میں داخل نہ ہو اور جانوروں کو پریشان نہ کرے۔ وصولی کے وقت مال کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے اور مالک کو انتخاب کا حق دیا جائے۔ یہ عمل جاری رکھا جائے جب تک کہ اللہ کا حق پورا نہ ہو جائے۔ اس طرح وصولی کا عمل بغیر زور زبردستی اور دھمکی کے پورا کیا جائے۔

آپ نے لکھا ہے۔

وَلَا تُخْدِجْ بِالتَّحِيَّةِ لَهُمْ ثُمَّ تَقُولَ عِبَادَ اللَّه – أَرْسَلَنِي إِلَيْكُمْ وَلِيُّ اللَّه وخَلِيفَتُه – لِآخُذَ مِنْكُمْ حَقَّ اللَّه فِي أَمْوَالِكُمْ – فَهَلْ لِلَّه فِي أَمْوَالِكُمْ مِنْ حَقٍّ فَتُؤَدُّوه إِلَى وَلِيِّه – فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ لَا فَلَا تُرَاجِعْه – وإِنْ أَنْعَمَ لَكَ مُنْعِمٌ فَانْطَلِقْ مَعَه – مِنْ غَيْرِ أَنْ تُخِيفَه أَوْ تُوعِدَه – أَوْتَعْسِفَه أَوْ تُرْهِقَه فَخُذْ مَا أَعْطَاكَ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ – فَإِنْ كَانَ لَه مَاشِيَةٌ أَوْ إِبِلٌ فَلَا تَدْخُلْهَا إِلَّا بِإِذْنِه – فَإِنَّ أَكْثَرَهَا لَه – فَإِذَا أَتَيْتَهَا فَلَا تَدْخُلْ عَلَيْهَا دُخُولَ مُتَسَلِّطٍ عَلَيْه – وَلَا عَنِيفٍ بِه – وَلَا تُنَفِّرَنَّ بَهِيمَةً وَلَا تُفْزِعَنَّهَا – وَلَا تَسُوأَنَّ صَاحِبَهَا فِيهَا –

(1) ایضاً، مکتوب نمبر:25، ص:499

واصْدَعِ الْمَالَ صَدْعَيْنِ ثُمَّ خَيِّرْه - فَإِذَا اخْتَارَ فَلَا تَعْرِضَنَّ لِمَا اخْتَارَه - ثُمَّ اصْدَعِ الْبَاقِيَ صَدْعَيْنِ ثُمَّ خَيِّرْه - فَإِذَا اخْتَارَ فَلَا تَعْرِضَنَّ لِمَا اخْتَارَه - فَلَا تَزَالُ كَذَلِكَ حَتَّى يَبْقَى مَا فِيه - وَفَاءٌ لِحَقِّ اللَّه فِي مَالِه - فَاقْبِضْ حَقَّ اللَّه مِنْه [1]

بندگان خدا مجھے تمہاری طرف پروردگار کے ولی اور جانشین نے بھیجا ہے تاکہ میں تمہارے اموال میں سے پروردگار کا حق لے لوں تو کیا تمہارے اموال میں کوئی حق اللہ ہے جسے میرے حوالے کر سکو؟ اگر کوئی شخص انکار کر دے تو اس سے دوبارہ تکرار نہ کرنا اور اگر کوئی شخص اقرار کرے تو اس کے ساتھ اس انداز سے جانا کہ نہ کسی کو خوفزدہ کرنا نہ دھمکی دینا۔ نہ سختی کا برتاؤ کرنا اور نہ بیجا دباؤ ڈالنا جو سونا یا چاندی دے دیں وہ لے لینا اور اگر چوپایہ کے مرکز تک پہنچ جانا تو کسی ظالم و جابر کی طرح داخل نہ ہو نا نہ کسی جانور کو بھڑکا دینا اور نہ کسی کو خوفزدہ کر دینا اور مالک کے ساتھ بھی غلط برتاؤ نہ کرنا بلکہ مال کو دو حصہ میں تقسیم کر کے مالک کو اختیار دینا اور وہ جس حصہ کو اختیار کرلے اس پر کوئی اعتراض نہ کرنا۔ پھر باقی کو دو حصوں میں تقسیم کرنا اور اسے اختیار دینا اور پھر اس کے اختیار پر اعتراض نہ کرنا۔ یہاں تک کہ اتنا ہی مال باقی رہ جائے جس سے حقخدا ادا ہو سکتا ہے تو اسی کو لے لینا۔

تقسیم مال میں نظر ثانی کی اپیل کا حق:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تقسیم مال میں نظر ثانی کی اپیل کے حق کو تسلیم کیا. حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ہمیشہ عدل و انصاف کو ترجیح دی۔ انہوں نے حکم دیا کہ مال کی تقسیم میں اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو اسے اپیل کرنے کا حق دیا جائے تاکہ اس کی شکایت کو سنا جاسکے اور انصاف کے تقاضے پورے کیے جاسکیں۔

فَإِنِ اسْتَقَالَكَ فَأَقِلْه - ثُمَّ اخْلِطْهُمَا ثُمَّ اصْنَعْ مِثْلَ الَّذِي صَنَعْتَ أَوَّلًا - حَتَّى تَأْخُذَ حَقَّ اللَّه فِي مَالِه[2]

بلکہ اگر کوئی شخص تقسیم پر نظر ثانی کی درخواست کرے تو اسے بھی منظور کر لینا اور سارے مال کو ملا کر پھر پہلے کی طرح تقسیم کرنا اور آخر میں اسے بچے مال میں سے حق اللہ لے لینا۔

---

(1) رضی، نہج البلاغہ، مکتوب نمبر:25، ص:500

(2) رضی، نہج البلاغہ، مکتوب نمبر:25، ص:500

صدقات کے مال میں مستحق لوگوں کے حقوق کا خیال رکھنا:

وإِنَّ لَكَ فِي هَذِه الصَّدَقَةِ نَصِيباً مَفْرُوضاً وحَقّاً مَعْلُوماً - وشُرَكَاءَ أَهْلَ مَسْكَنَةٍ وضُعَفَاءَ ذَوِي فَاقَةٍ - وإِنَّا مُوَفُّوكَ حَقَّكَ فَوَفِّهِمْ حُقُوقَهُمْ - وإِلَّا تَفْعَلْ فَإِنَّكَ مِنْ أَكْثَرِ النَّاسِ خُصُوماً يَوْمَ الْقِيَامَةِ،وبُؤْسَى لِمَنْ خَصْمُه عِنْدَ اللَّه الْفُقَرَاءُ والْمَسَاكِينُ - والسَّائِلُونَ والْمَدْفُوعُونَ والْغَارِمُونَ وابْنُ السَّبِيلِ - ومَنِ اسْتَهَانَ بِالأَمَانَةِ ورَتَعَ فِي الْخِيَانَةِ - ولَمْ يُنَزِّه نَفْسَه ودِينَه عَنْهَا - فَقَدْ أَحَلَّ بِنَفْسِه الذُّلَّ والْخِزْيَ فِي الدُّنْيَا - وهُوَ فِي الآخِرَةِ أَذَلُّ وأَخْزَى - وإِنَّ أَعْظَمَ الْخِيَانَةِ خِيَانَةُ الأُمَّةِ - وأَفْظَعَ الْغِشِّ غِشُّ الأَئِمَّةِ۔[1]

دیکھو ان صدقات میں تمہارا حصہ معین ہے اور تمہارا حق معلوم ہے۔ لیکن فقراء و مساکین اور فاقہ کش افراد بھی اس حق میں تمہارے شریک ہیں۔ ہم تمہیں تمہارا پورا حق دینے والے ہیں۔ لہٰذا تمہیں بھی ان کا پورا حق دینا ہو گا کہ اگر ایسا نہیں کرو گے تو قیامت کے دن سب سے زیادہ دشمن تمہارے ہوں گے اور سب سے زیادہ بدبختی اسی کے لئے ہے جس کے دشمن بارگاہ الٰہی میں فقرار مساکین(1)، سائلین، محرومین، مقروض اور غربت زدہ مسافر ہوں اور جس شخص نے بھی امانت کو معمولی تصور کیا اور خیانت کی چراگاہ میں داخل ہو گیا اور اپنے نفس اور دین کی خیانت کاری سے نہیں بچایا۔ اس نے دنیا میں بھی اپنے کو ذلت اور رسوائی کی منزل میں اتار دیا اور آخرت میں تو ذلت و رسوائی اس سے بھی زیادہ ہے اور یاد رکھو کہ بدترین خیانت امت کے ساتھ خیانت ہے اور بدترین فریب کاری سربراہ دین کے ساتھ فریب کاری کا برتاؤ ہے۔

اصل سرمایہ کی حفاظت کی جائے:

أَنْ يَتْرُكَ الْمَالَ عَلَى أُصُولِه - ويُنْفِقَ مِنْ ثَمَرِه حَيْثُ أُمِرَ بِه وهُدِيَ لَه۔[2]

مال کی اصل کو باقی رکھے اور صرف اس کے ثمرات کو خرچ کرے۔ وہ بھی ان راہوں میں جن کا حکم دیا گیا ہے اور جن کی ہدایت دی گئی ہے۔

سرکاری اموال کی بابت گورنروں کا احتساب:

---

(1) ایضاً:502

(2) رضی، نہج البلاغہ، مکتوب نمبر:24، ص:497

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے اپنے وصیت میں حکم دیا کہ سرکاری واجبات کی وصولی میں نرمی اور انصاف کو مد نظر رکھا جائے۔ سرکاری مال وصول کرنے والے کو لوگوں کے ساتھ نرمی اور احترام کے ساتھ پیش آنا چاہیے اور انہیں اللہ کے حق کی یاد دہانی کرانی چاہیے، نہ کہ دھمکی آمیز رویہ اختیار کرنا۔ اگر کوئی شخص انکار کرے تو اسے مجبور نہ کیا جائے اور اگر کوئی خوش دلی سے مال دے تو اسے قبول کیا جائے بغیر کسی خوف یا دھمکی کے۔ جانوروں یا اموال کی وصولی میں مالک کی اجازت کے بغیر ان میں داخل نہ ہوا جائے اور جانوروں کو پریشان نہ کیا جائے۔ مال کی تقسیم میں مالک کو انتخاب کا حق دیا جائے اور اس کے انتخاب کا احترام کیا جائے۔

أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ بَلَغَنِي عَنْكَ أَمْرٌ – إِنْ كُنْتَ فَعَلْتَه فَقَدْ أَسْخَطْتَ رَبَّكَ – وعَصَيْتَ إِمَامَكَ وأَخْزَيْتَ أَمَانَتَكَ .بَلَغَنِي أَنَّكَ جَرَّدْتَ الأَرْضَ فَأَخَذْتَ مَا تَحْتَ قَدَمَيْكَ – وأَكَلْتَ مَا تَحْتَ يَدَيْكَ فَارْفَعْ إِلَيَّ حِسَابَكَ – واعْلَمْ أَنَّ حِسَابَ اللَّه أَعْظَمُ مِنْ حِسَابِ النَّاسِ والسَّلَامُ۔[1]

امابعد! مجھے تمہارے بارے میں ایک بات کی اطلاع ملی ہے۔ اگر تم نے ایسا کیا ہے تو اپنے پروردگار کو ناراض کیا ہے۔ اپنے امام کی نافرمانی کی ہے اور اپنی امانتداری کو بھی رسوا کیا ہے۔ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم نے بیت المال کی زمین کو صاف کر دیا ہے اور جو کچھ زیر قدم تھا اس پر قبضہ کر لیا ہے اور جو کچھ ہاتھوں میں تھا اسے کھا گئے ہو لہٰذا فوراً اپنا حساب بھیج دو اور یہ یاد رکھو کہ اللہ کا حساب لوگوں کے حساب سے زیادہ سخت تر ہے۔ والسلام

ایک اور مکتوب میں لکھتے ہیں۔

فَلَمَّا أَمْكَنَتْكَ الشِّدَّةُ فِي خِيَانَةِ الأُمَّةِ أَسْرَعْتَ الْكَرَّةَ – وعَاجَلْتَ الْوَثْبَةَ واخْتَطَفْتَ مَا قَدَرْتَ عَلَيْه مِنْ أَمْوَالِهِمُ – الْمَصُونَةِ لأَرَامِلِهِمْ وأَيْتَامِهِمُ – اخْتِطَافَ الذِّئْبِ الأَزَلِّ دَامِيَةَ الْمِعْزَى الْكَسِيرَةَ – فَحَمَلْتَه إِلَى الْحِجَازِ رَحِيبَ الصَّدْرِ بِحَمْلِه – غَيْرَ مُتَأَثِّمٍ مِنْ أَخْذِه – كَأَنَّكَ لَا أَبَا لِغَيْرِكَ – حَدَرْتَ إِلَى أَهْلِكَ تُرَاثَكَ مِنْ أَبِيكَ وأُمِّكَ وأَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّكَ تَأْكُلُ حَرَاماً وتَشْرَبُ حَرَاماً – وتَبْتَاعُ الإِمَاءَ وتَنْكِحُ النِّسَاءَ – مِنْ أَمْوَالِ الْيَتَامَى والْمَسَاكِينِ والْمُؤْمِنِينَ والْمُجَاهِدِينَ – الَّذِينَ أَفَاءَ اللَّه عَلَيْهِمْ هَذِه الأَمْوَالَ – وأَحْرَزَ بِهِمْ هَذِه الْبِلَادَ – فَاتَّقِ اللَّه وارْدُدْ إِلَى هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ أَمْوَالَهُمْ – فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ ثُمَّ أَمْكَنَنِي اللَّه مِنْكَ – لأُعْذِرَنَّ إِلَى اللَّه فِيكَ – ولأَضْرِبَنَّكَ بِسَيْفِي الَّذِي مَا ضَرَبْتُ بِه أَحَداً – إِلَّا دَخَلَ النَّارَ – ووَ اللَّه لَوْ

---
(1) ایضاً:502

أَنَّ الْحَسَنَ والْحُسَيْنَ فَعَلَا مِثْلَ الَّذِي فَعَلْتَ - مَا كَانَتْ لَهُمَا عِنْدِي هَوَادَةٌ ولَا ظَفِرَا مِنِّي بِإِرَادَةٍ - حَتَّى آخُذَ الْحَقَّ مِنْهُمَا وأُزِيحَ الْبَاطِلَ عَنْ مَظْلَمَتِهِمَا –[1]

چنانچہ جیسے ہی امت سے خیانت کرنے کی طاقت پیدا ہو گئی تم نے تیزی سے حملہ کر دیا اور فوراً کود پڑے اور ان تمام اموال کو اچک لیا جو یتیموں اور بیوائوں کے لئے محفوظ کئے گئے تھے جیسے کوئی تیز رفتار بھیڑیا شکستہ یا زخمی بکریوں پر حملہ کر دیتا ہے۔ پھر تم ان اموال کو حجاز کی طرف اٹھالے گئے اور اس حرکت سے بے حد مطمئن اور خوش تھے اور اس کے لینے میں کسی گناہ کا احساس بھی نہ تھا جیسے (خدا تمہارے دشمنوں کا برا کرے) اپنے گھر کی طرف اپنے ماں باپ کی میراث کا مال لا رہے ہو۔ جب کہ تمہیں معلوم ہے کہ تم مال حرام کھا رہے ہو اور حرام ہی پی رہے ہو اور پھر ایتام، مساکین، مومنین اور مجاہدین جنہیں اللہ نے یہ مال دیا ہے اور جن کے ذریعہ ان شہروں کا تحفظ کیا ہے۔ ان کے اموال سے کنیزیں خرید رہے ہو اور شادیاں رچا رہے ہو۔ خدارا۔ خدا سے ڈرو اور ان لوگوں کے اموال واپس کر دو کہ اگر ایسا نہ کروگے اور خدا نے کبھی تم پر اختیار دے دیا تو تمہارے بارے میں وہ فیصلہ کروں گا جو مجھے معذور بنا سکے اور تمہارا خاتمہ اسی تلوار سے کروں گا جس کے مارے (1) ہوئے کا کوئی ٹھکانہ جہنم کے علاوہ نہیں ہے۔

خراج وصول کرنے کے بارے میں عمومی ہدایات:

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ مَنْ لَمْ يَحْذَرْ مَا هُوَ صَائِرٌ إِلَيْه - لَمْ يُقَدِّمْ لِنَفْسِه مَا يُحْرِزُهَا - واعْلَمُوا أَنَّ مَا كُلِّفْتُمْ بِه يَسِيرٌ وأَنَّ ثَوَابَه كَثِيرٌ - ولَوْ لَمْ يَكُنْ فِيمَا نَهَى اللَّه عَنْه - مِنَ الْبَغْيِ والْعُدْوَانِ عِقَابٌ يُخَافُ - لَكَانَ فِي ثَوَابِ اجْتِنَابِه مَا لَا عُذْرَ فِي تَرْكِ طَلَبِه - فَأَنْصِفُوا النَّاسَ مِنْ أَنْفُسِكُمْ واصْبِرُوا لِحَوَائِجِهِمْ - فَإِنَّكُمْ خُزَّانُ الرَّعِيَّةِ - ووُكَلَاءُ الأُمَّةِ وسُفَرَاءُ الأَئِمَّةِ - ولَا تُحْشِمُوا أَحَداً عَنْ حَاجَتِه ولَا تَحْبِسُوه عَنْ طَلِبَتِه - ولَا تَبِيعُنَّ لِلنَّاسِ فِي الْخَرَاجِ كِسْوَةَ شِتَاءٍ ولَا صَيْفٍ - ولَا دَابَّةً يَعْتَمِلُونَ عَلَيْهَا ولَا عَبْداً - ولَا تَضْرِبُنَّ أَحَداً سَوْطاً لِمَكَانِ دِرْهَمٍ - ولَا تَمَسُّنَّ مَالَ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ مُصَلٍّ ولَا مُعَاهَدٍ - إِلَّا أَنْ تَجِدُوا فَرَساً أَوْ سِلَاحاً - يُعْدَى بِه عَلَى أَهْلِ الإِسْلَامِ - فَإِنَّه لَا يَنْبَغِي لِلْمُسْلِمِ أَنْ يَدَعَ ذَلِكَ فِي أَيْدِي أَعْدَاءِ الإِسْلَامِ - فَيَكُونَ شَوْكَةً عَلَيْه - ولَا تَدَّخِرُوا أَنْفُسَكُمْ نَصِيحَةً ولَا الْجُنْدَ حُسْنَ سِيرَةٍ - ولَا الرَّعِيَّةَ مَعُونَةً ولَا دِينَ اللَّه قُوَّةً - وأَبْلُوا فِي سَبِيلِ اللَّه مَا اسْتَوْجَبَ عَلَيْكُمْ - فَإِنَّ اللَّه سُبْحَانَه قَدِ اصْطَنَعَ عِنْدَنَا وعِنْدَكُمْ - أَنْ نَشْكُرَه بِجُهْدِنَا - وأَنْ نَنْصُرَه بِمَا بَلَغَتْ قُوَّتُنَا[2]

(1) رضی، نہج البلاغہ، مکتوب نمبر: 41، ص: 543

(2) رضی، نہج البلاغہ، مکتوب نمبر: 51، ص: 561

"اب بات کی جائے تو وہ شخص جو اس چیز سے خبر دار نہیں ہو تا جس کی طرف وہ جا رہا ہے، وہ اپنے لئے وہ چیزیں پیش نہیں کر تا جو اسے محفوظ رکھیں۔ اور جان لو کہ جس کام کے لئے تمہیں مکلف کیا گیا ہے وہ آسان ہے اور اس کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ اگر چہ اللہ نے جن چیزوں سے منع کیا ہے، اگر ان میں سے ظلم اور دشمنی کی وجہ سے کوئی سزا نہ ہوتی، تب بھی ان سے بچنے کا ثواب ایسا ہو تا جس کا ترک کرنے کا کوئی عذر نہ ہو تا۔ لوگوں کے ساتھ انصاف کرو اپنی ذات سے اور ان کی ضروریات پر صبر کرو۔ کیونکہ تم لوگ عوام کے امین، امت کے وکیل اور ائمہ کے سفیر ہو۔ کسی کو اس کی ضرورت سے محروم نہ کرو اور نہ ہی اسے اپنی مانگ سے روکو۔ اور لوگوں کو محصول میں سردیوں یا گرمیوں کے کپڑے، نہ کوئی سواری جس پر وہ سوار ہوتے ہیں، نہ کوئی غلام فروخت کرو۔ اور کسی کو ایک درہم کی جگہ پر کوڑا نہ مارو۔ اور نہ ہی کسی کی مال کو چھوؤ، خواہ وہ نماز پڑھنے والا ہو یا معاہد۔ سوائے اس کے کہ تمہیں کوئی گھوڑا یا ہتھیار ملے جو اہل اسلام پر حملہ کرنے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہو۔ کیونکہ مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ اسے اسلام کے دشمنوں کے ہاتھوں میں چھوڑ دے کہ وہ اس پر غلبہ پائیں۔ اور اپنے آپ کو نصیحت، فوج کو اچھے برتاؤ، عوام کو مدد اور اللہ کے دین کو طاقت دینے سے محروم نہ کرو۔ اور اللہ کی راہ میں وہ کوشش کرو جو تم پر واجب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اور تمہارے درمیان یہ تقاضا کیا ہے کہ ہم اپنی طاقت کے مطابق اس کا شکر ادا کریں اور اس کی مدد کریں۔"

- حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے عمال کو خطوط میں دنیا کی عارضی حیثیت اور اس کے فریب سے بچنے کی نصیحت کی۔
- انہوں نے دنیاوی مال و دولت کی حرص اور لالچ کو سختی سے منع کیا اور انہیں آخرت کی تیاری کی تلقین کی۔

دیانتداری اور انصاف:

- حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عمال کو ان کی ذمہ داریوں کے بارے میں یاد دہانی کرائی اور انہیں دیانتداری اور انصاف کے ساتھ حکومت کرنے کی تاکید کی۔
- انہوں نے کہا کہ عمال کو اپنے ماتحتوں کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آنا چاہیے اور ان کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیے۔

ذاتی مفادات سے بچاؤ:

- ❖ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عمال کو ذاتی مفادات کے حصول سے بچنے کی تلقین کی اور انہیں عوامی مال کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھنے سے منع کیا۔
- ❖ انہوں نے کہا کہ عمال کو عوام کے مال کو امانت سمجھ کر استعمال کرنا چاہیے اور اس میں خیانت نہیں کرنی چاہیے۔

عوامی خدمت:

- ❖ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عمال کو عوام کی خدمت کرنے کی نصیحت کی اور انہیں اپنے عہدے کو عوامی خدمت کا ذریعہ بنانے کی تاکید کی۔
- ❖ انہوں نے کہا کہ عمال کو عوام کے مسائل حل کرنے اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنا چاہیے۔

خلاصۃ البحث

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے یہ خطوط ان کے حکومتی اصولوں اور عوامی خدمت کے نظریات کی عکاسی کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے عمال کو دنیا کی مذمت، دیانتداری، انصاف، اور عوامی خدمت کی تلقین کی، جو آج بھی ایک مثالی حکمرانی کے اصول سمجھے جاتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے یہ نصیحتیں ہمیں ایک بہترین حکمران اور عوامی خادم کے طور پر ان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں سے روشناس کراتی ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی نہج البلاغہ میں نمایاں اور وسیع ہے، جس میں انہوں نے معیشت کو عدل و انصاف کے اصولوں پر استوار کیا۔ اس خلاصے میں ہم نہج البلاغہ کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیں گے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی پالیسیوں اور حکمت عملیوں کی وضاحت کرتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے معاشرتی اصولوں میں اہمیت دی اور مال و دولت کی محبت کو انسان کی اصل فطرت کے خلاف قرار دیا۔ انہوں نے دنیاوی مال و متاع کو عارضی اور فانی سمجھا، اور اس کی محبت سے بچنے کی تاکید کی تاکہ انسان اپنی معاشرتی ذمہ داریوں کو بہتر طریقے سے نبھا سکے۔ ان کے نزدیک دنیاوی مال و دولت پر نفسانی مائل ہونے کے بجائے، اس کا صحیح استعمال ضروری ہے تاکہ معاشرت کی بھلائی کے لیے کام آ سکے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے معاشرتی طبقات کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا، جن میں اہل صنعت و حرفت، کسان، اور دوسرے طبقات شامل ہیں۔ انہوں نے ہر طبقے کے حقوق و فرائض کی وضاحت کی اور ان کے معاشی مفادات کی حفاظت پر زور دیا۔ ان کی پالیسیوں نے تمام طبقات کی فلاح و بہبود پر توجہ دی تاکہ معاشرت میں ہر فرد کی

ضروریات پوری کی جاسکیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اہل صنعت و حرفت کی اہمیت کو تسلیم کیا اور انہیں معاشی ترقی کے لیے اہم قرار دیا۔ انہوں نے ہنرمندوں اور صنعتکاروں کی حوصلہ افزائی کی اور ان کی محنت کی قدر کی، تاکہ وہ معاشرت میں اپنی خدمات بہتر طریقے سے فراہم کرسکیں۔ نہج البلاغہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کمزور اور غریب طبقات کی کفالت کی اہمیت پر زور دیا۔ انہوں نے ان افراد کی مدد کے لیے خصوصی اقدامات کیے اور ان کے معاشی حالات کو بہتر بنانے کے لیے مختلف سکیمات متعارف کروائیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ٹیکس کی وصولی میں انصاف وبرابری کو مدنظر رکھا۔ انہوں نے ٹیکس کی عادلانہ وصولی پر زور دیا اور محاصل کے صحیح استعمال کی تاکید کی۔ ان کے دور حکومت میں، قدرتی آفات کی صورت میں کسانوں کو ٹیکس میں چھوٹ دی گئی، تاکہ ان کی معاشی حالت بہتر ہوسکے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے زراعت کو معاشرت کی معیشت میں بنیادی حیثیت دی۔ انہوں نے کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی کی اور انہیں بہتر وسائل فراہم کرنے کی کوشش کی تاکہ زراعت کی ترقی ممکن ہو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے زمینوں پر ناجائز قبضہ کو روکا اور ایسی پالیسیوں کو فروغ دیا جو ملکیت کے حقوق کی حفاظت کرتی تھیں۔ انہوں نے عدل و انصاف کے اصولوں کے مطابق زمین کی ملکیت کو یقینی بنایا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تجارت کی ترقی کے لیے مختلف اقدامات کیے۔ انہوں نے تجارتی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لیے سہولتیں فراہم کیں اور تجارتی راستوں کی حفاظت پر توجہ دی۔ زراعت کی ترقی کے لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مختلف اقدامات کیے، جیسے کہ زراعتی مشینری اور تکنیکی ترقی کی ترویج، تاکہ فصل کی پیداوار میں اضافہ ہوسکے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے گورنروں کے کردار کو اہمیت دی اور انہیں عوام کی فلاح و بہبود کے لیے ذمہ داریوں کی ادائیگی پر زور دیا۔ ان کے دور میں گورنر عوامی مسائل کو حل کرنے اور معیشت کی بہتری کے لیے کام کرتے تھے۔ اس خلاصے سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی نہج البلاغہ میں انصاف، عدل، اور فلاح وبہبود پر مبنی ہے، جو آج بھی معاشرتی اور معاشی پالیسیوں کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

باب سوم

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی صحیحین اور بحار الانوار کی روشنی میں

فصل اول: صحیحین کی روشنی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی

فصل دوم: بحار الانوار کی روشنی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی

فصل اول

صحیحین کی روشنی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی

صحیحین، یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم، اسلامی شریعت کی دو سب سے معتبر اور مستند کتب ہیں، جو اسلامی علوم اور فقہ کے بنیادی ماخذ کے طور پر جانی جاتی ہیں۔ ان دونوں کتب کو اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک حدیث کے مستند ترین ذخائر کا درجہ حاصل ہے، اور یہ قرآن کے بعد اسلامی احکام و اصول کی تشریح و توضیح کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ نے صحیح بخاری کو سولہ سال کی محنت و مشقت کے بعد مرتب کیا، جس میں انہوں نے چھ لاکھ احادیث میں سے انتہائی کڑی جانچ پڑتال کے بعد منتخب احادیث کو شامل کیا۔ ان احادیث کی سند کی تصدیق کے لیے امام بخاریؒ نے انتہائی سخت معیارات مقرر کیے، تاکہ صرف وہی روایات اس مجموعے کا حصہ بنیں جن کی صحت پر کوئی شک نہ کیا جا سکے۔ دوسری جانب، امام مسلم بن حجاج نیشاپوریؒ نے صحیح مسلم کو انہی معیارات کی روشنی میں مرتب کیا، اور اس میں بھی حدیث کی صحت اور اسناد کی تحقیق کے لیے انتہائی سختی سے کام لیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو "صحیحین" کا لقب دیا گیا، جو ان کی صداقت اور مستند حیثیت کی گواہی دیتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شخصیت، ان کے علمی و عملی مقام، اور ان کی خلافت کے دور کے معاشی اصولوں کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے صحیحین کا انتخاب اس تحقیقی مقالے کے لیے نہایت موزوں اور اہم ہے۔ صحیحین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرمودات، ان کی حکمرانی کے دوران پیش آنے والے واقعات، اور ان کے اجتہادی فیصلوں کو انتہائی جامع اور معتبر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ ان احادیث کے ذریعے ہمیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی علمی بصیرت، ان کے اجتہادی کمالات، اور ان کی حکمرانی کے عدل و انصاف پر مبنی اصولوں کی گہری تفہیم حاصل ہوتی ہے۔ یہ احادیث نہ صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دورِ خلافت کی تاریخی تفصیلات فراہم کرتی ہیں بلکہ ان کے اجتہادی فیصلوں کی فکری بنیادوں اور ان کے عملی اقدامات کی روشنی میں موجودہ دور کے معاشرتی و اقتصادی مسائل کے حل کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہیں۔

صحیحین کی احادیث کی صحت اور ان کی مستند حیثیت اس تحقیقی مقالے کے لیے ایک انتہائی قیمتی ذریعہ ثابت ہوتی ہیں، جن کی روشنی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دورِ خلافت کے معاشی پہلوؤں کا گہرا تجزیہ کیا جا سکتا ہے۔ ان کتب میں موجود روایات ہمیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور کے اسلامی معاشی نظام، ان کے حکومتی اقدامات، اور ان کے سیاسی و سماجی اصلاحات کے پس منظر کو سمجھنے کا موقع فراہم کرتی ہیں۔ اس تحقیق کا مقصد صحیحین کی روشنی

میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زندگی، ان کی حکمرانی کے اصول، اور ان کے اجتہادی فیصلوں کا تجزیہ کرنا ہے، تاکہ ان کی بصیرت سے آج کے دور کے معاشرتی واقتصادی چیلنجز کے حل کے لیے رہنمائی حاصل کی جاسکے۔ اس مقالے میں صحیحین کی احادیث کا تفصیلی مطالعہ کیا جائے گا، تاکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دورِ خلافت کی خصوصیات اور ان کے اجتہادی فیصلوں کی فکری بنیادوں کو واضح کیا جاسکے اور ان کی روشنی میں موجودہ دور کے مسائل کا قابل عمل حل پیش کیا جاسکے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احادیث شامل ہیں جو معاشی مسائل اور اصولوں کو بیان کرتی ہیں۔ ان دونوں کتب کی روشنی میں یہاں کچھ معاشی حکمت عملی کے مختصر خلاصے شامل ہیں:

زکوۃ کی اہمیت : صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں زکوۃ کی اہمیت اور اس کی فرضیت پر باتیں شامل ہیں۔ زکوۃ کو ایک معاشی اصول کے طور پر بیان کیا گیا ہے جو غنیمت کو معیشت میں عدلیہ و نیکی کے ساتھ تقسیم کرتا ہے۔

مالی احسان اور انفاق : حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایات میں مالی احسان اور انفاق کی بہترین مثالیں شامل ہیں۔ ان کی سنت پر عمل کر کے مالی امور میں احسان وانفاق کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔

محنت اور رزق : حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محنت اور رزق کی معاشی حکمت کو بھی بیان کیا۔ ان کی روایات میں محنت کی فضیلت اور روزی کی پیداوار کی دعا کی باتیں شامل ہیں۔

عدل وانصاف : عدل وانصاف کے اصول معاشی زندگی میں بھی بہت اہم ہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں انصاف کی اہمیت اور عدلیہ کی باتیں بھی شامل ہیں۔

توکل علی اللہ : معاشی زندگی میں توکل بر اللہ کا اہم کردار ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایات میں روزی کے لئے اللہ کی طرف رجوع اور اس پر بھروسہ کی دعا کی باتیں شامل ہیں۔

غنیمت کا حکم : غنیمت کے مسائل اور اس کی حکمت عملی بھی ان روایات میں شامل ہیں۔ مسلمانوں کو غنیمت کا حسن استعمال کرنے کی سکھائی گئی ہے۔

یہاں بتائے گئے معاشی حکمت عملی کے خلاصے انسان کو اسلامی اصولوں کے مطابق مالی امور میں راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

ذیل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مرویات جو کہ صحیحین میں معیشت سے متعلق ہیں۔ ان کو ذکر کیا جارہا ہے۔

جہاد کے مصارف بمقابلہ وقف کے اخراجات:

حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک جہاد کے مصارف اور وقف کے اخراجات سے زیادہ اہم ہیں، لیکن ان کے لئے اہمیت کی درجہ بعض اوقات مختلف ممکن ہے۔

جہاد کے مصارف کی اہمیت:

جہاد اسلامی عقیدے کا ایک اہم حصہ ہے اور مسلمانوں کے لئے ان کی دینی ذمہ داریوں میں سے ایک ہے۔ جہاد کے مصارف شامل ہوتے ہیں جیسے فوجی سامان، فوجی تربیت، دفاعی اخراجات اور دیگر مشتملات۔ اسلامی حکومتیں جہاد کے لئے مخصوص خزانہ فراہم کرتی ہیں جس کی اہمیت ان کی مصروفیات کی سلامتی اور دینی مقاصد کے لئے بہت اہم ہے۔

وقف کے اخراجات کی اہمیت:

وقف اسلامی تربیتی اور معاشی نظام کا اہم حصہ ہے جو عام طور پر علمی اور دینی مدارس، بیماری خانے، مساجد، اور دیگر عوام کے فوائد کے لئے مخصوص کیا جاتا ہے۔ وقف کے اخراجات شامل ہوتے ہیں جیسے تعلیمی مراکز کی تربیتی سرگرمیاں، ہسپتال اور علاج کی سہولتوں کا فراہم کرنا، مساجد، اوقاف کی نگرانی، اور غریبوں کی مدد۔ ان اخراجات کی اہمیت انسانی خدمات، اسلامی تربیت، اور معاشی ترقی کی ترویج میں ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کی ایک روایت صحیح مسلم میں ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اسلام لانے کے بعد میرے نزدیک سب سے بڑا عمل مسجد حرام کو آباد کرنا ہے، تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا جہاد فی سبیل اللہ ان تمام کاموں سے افضل ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ تکرار سنی تو کہا، منبر رسول کے پاس آوازیں بلند نہ کرو، جب نماز ختم ہو جائے گی تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھ لوں گا، چنانچہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں استفسار کیا تو یہ آیت نازل ہوئی[1]:

(1) مسلم، ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد قشیری نیشاپوری (206-261ھ / 821-875ء)۔ الصحیح۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، س،ن). 189.

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّـهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّـهِ ۚ لَا يَسْتَوُونَ عِندَ اللَّـهِ ۗ وَاللَّـهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٩﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّـهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّـهِ ۚ وَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٢٠﴾ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ﴿٢١﴾ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ إِنَّ اللَّـهَ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿٢٢﴾[1]

''کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کو آباد کرنا اس جیسا بنا دیا جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لایا اور اس نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا۔ یہ اللہ کے ہاں برابر نہیں ہیں اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا، اللہ کے ہاں درجہ میں زیادہ بڑے ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہیں۔ ان کا رب انھیں اپنی طرف سے بڑی رحمت اور عظیم رضامندی اور ایسے باغوں کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لیے ہمیشہ رہنے والی نعمت ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں ہمیشہ۔ بے شک اللہ ہی ہے جس کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔''

سود اور یتیم کا مال کھانا:

حضرت علی بن اَبی طالب کرم اللہ وجہہ کی نظریات اور احادیث میں سود اور یتیم کا مال کھانے کے اثرات بہت اہم ہیں۔ سود خوری اور یتیم کا مال کھانا دونوں اسلامی معیشت کے لئے بہت بڑا اثر رکھتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان دونوں کو بڑے بڑے گناہوں میں شامل کیا ہے۔ اس سلسلہ حدیث نبوی ہے۔ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ۔

''سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو۔'' صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا:

اَلشِّرْکُ بِاللهِ وَ السِّحْرُ وَ قَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللهُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَ أَکْلُ الرِّبٰوا وَ أَکْلُ مَالَ الْیَتِیْمِ وَ التَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ وَ قَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ۔[2]

---

(1) التوبۃ:19-22

(2) بخاری، صحیح البخاری، الوصایا، الحدیث:2766

"اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، ناحق کسی کو قتل کر دینا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدانِ جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا، مومنہ بھولی بھالی اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔"

سود اور یتیم کھانے کی معیشت پر بہت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

سود (ربا) کا اثر:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دیگر اسلامی علماء کی روایات میں ربا یا سود کا حرام ہونا اور اس کے برے اثرات کا زور دیا گیا ہے۔ سود خوری معیشت کو نقصان پہنچاتی ہے، عدل و انصاف کو خراب کرتی ہے، اور معاشی بحران کا باعث بنتی ہے۔ سود خوری سے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فہم اور احادیث میں ان کی سختیاں واضح طور پر ظاہر ہیں۔

یتیم کا مال کھانا:

اسلامی تعلیمات میں یتیم کا مال کھانا ایک بڑا گناہ ہے اور اس پر بہت سختیوں کی بات کی گئی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اس معاملہ پر زور دیا اور یتیم کے مال کو ہرگز حقیر نہیں سمجھا۔ ان کی روایات میں یتیموں کے حقوق کی حفاظت اور ان کے مال کا دفاع کرنے کی باتیں شامل ہیں۔

سود خوری اور یتیم کا مال کھانا دونوں ایک معاشی جائزہ کو منحرف کرتے ہیں اور معاشی بحران کا سبب بنتے ہیں۔ ان افسوسناک عواقب سے بچنے کے لئے ان احکام کی پیروی اور ان کی سختیوں کو انجام دینا ضروری ہے۔

زمین کی اشتمال (حد بندی) کو توڑنا:

حضرت علی بن اَبي طالب کرم اللہ وجہہ کی فکر و فہم میں زمین کی اشتمال یا حد بندی کو توڑنا ایک بڑا گناہ ہے۔ ان کی تعلیمات میں زمین کی حد بندی کو احترام دینے اور اس کی حفاظت کرنے کی باتیں شامل ہیں۔ زمین کی اشتمال یا حد بندی کو توڑنا مختلف اشکال میں ہو سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت ہے۔

ابو الطفیل سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہا، ایسی رازداری کی بات بتائیے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف آپ ہی کو بتایا ہو، آپ نے فرمایا: مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رازداری کی کوئی ایسی بات نہیں بتائی، جسے دوسرے لوگوں سے پوشیدہ رکھا ہو، البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے فرماتے ہوئے سنا:

لَعَنَ اللهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللهِ، وَ لَعَنَ اللهُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا، وَ لَعَنَ اللهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْہِ، وَلَعَنَ اللهُ مَنْ غَيَّرَ تُخُوْمَ الْأَرْضِ۔[1]

"اللہ کی لعنت ہے اس شخص پر جس نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا اور اللہ کی لعنت ہے اس شخص پر جس نے کسی بدعتی کو پناہ دی، اور اللہ کی لعنت ہے اس شخص پر جس نے اپنے والدین پر لعنت بھیجی اور اللہ کی لعنت ہے اس شخص پر جس نے زمین کے نشانات کو بدلا۔"

زمین کی حد بندی کو توڑنا منع ہے۔ اس کو فقہی زبان میں ناجائز قبضہ کہا جاتا ہے۔

غیر مشروع قبضہ:

زمین کی حد بندی کو توڑنا معمولاً غیر مشروع قبضہ کی صورت میں ہوتا ہے، جب کسی شخص یا جماعت نے غیر قانونی طریقے سے کسی زمین کو قبضہ کر لیا ہو۔ اس طرح کا عمل اخلاقی اور قانونی طور پر بھی غلط ہوتا ہے۔

معاشی اثرات:

زمین کی حد بندی کو توڑنے کے عواقب معاشی اور سماجی ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ سے ملکی ترقی کو نقصان پہنچتا ہے، اور زمینی وسائل کا غیر قانونی قبضہ معاشی بحران کی جذباتی اور معاشرتی مسائل کو بھی پیدا کرتا ہے۔ زمین کی حد بندی کو توڑنے سے زمینی حقوق کی خرابی ہوتی ہے، جیسے قانونی حقوق، مالکیت کے حقوق، اور مستقبلی ترقی کے منصوبوں کو نقصان پہنچتا ہے۔

اقرباء کی کفالت پر مستحقین کو ترجیح دینا:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اقرباء کی کفالت اور مدد کو اہمیت دی ہے۔ ان کی روایات میں اقرباء کے حقوق اور ان کی مدد کرنے کی باتوں کا زور دیا گیا ہے۔ ان کی تعلیمات میں اقرباء کی کفالت پر مستحقین کو ترجیح دینے کی باتوں کا زور دیا گیا ہے۔ ان کی روایات اور فہم میں اقرباء کی کفالت کی اہمیت اور ان کی مدد کرنے کی ضرورت کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔

[1] قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، الحدیث:1280

ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: میں پانی لاتے لاتے تھک گیا ہوں، یہاں تک کہ اب میرے سینہ میں تکلیف ہوتی ہے، اللہ نے تمھارے والد کو جنگی قیدی عطا کیے ہیں، جاؤ اور ان میں سے ایک خادم مانگ لاؤ، وہ کہنے لگیں: واللہ چکی چلاتے چلاتے میرے بھی ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں، چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، آپ نے کہا)) :ناجَاءَ بِکَ ای بنیۃ" ((اے میری عزیزہ! تمھارا آنا کیسے ہوا؟" انھوں نے جواب دیا: بس سلام کرنے اور خیریت دریافت کرنے کے بعد، وہ شرما گئیں، کچھ کہہ نہ سکیں اور واپس لوٹ آئیں، علی نے کہا: کیا ہوا؟ انھوں نے کہا: میں کچھ مانگنے سے شرما گئی، پھر وہ دونوں ایک ساتھ آئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہنے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم میں پانی لاتے لاتے تھک جاتا ہوں، یہاں تک کہ میرے سینہ میں تکلیف ہونے لگتی ہے۔ اور فاطمہ کہنے لگیں: میں مسلسل چکی چلاتی ہوں، یہاں تک کہ میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ چکے ہیں، اللہ نے آپ کو بہت سے جنگی قیدی عطا کیے ہیں ان میں سے ہمیں خادم دے دیجئے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَاللهِ لَا أُعْطِيْكُمَا وَ اَدَعُ أَہْلَ الصُّفَّةِ تَطْوِيْ بُطُوْنُہُمْ، لَا اَجِدُ مَا اُنْفِقُ عَلَيْہِمْ، وَ لٰكِنِّيْ اَبِيْعُہُمْ وَ اُنْفِقُ عَلَيْہِمْ اَثْمَانَہُمْ۔'

میں اہل صفہ کو چھوڑ کر کہ بھوک سے جن کے پیٹ میں بل پڑ رہے ہیں، تمھیں نہیں دوں گا، میرے پاس ان کے اخراجات کے لیے کچھ نہیں ہے، ان غلاموں کو فروخت کرکے ان کی قیمت اہل صفہ پر خرچ کروں گا۔" چنانچہ دونوں واپس آ گئے، پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے، دونوں چادر سے بدن ڈھانپ چکے تھے، جب سر ڈھانپتے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھانپتے تو سر کھل جاتے۔ (آپ کی آمد کی آہٹ پا کر) دونوں اٹھنے لگے، آپ نے فرمایا: ٹھہرو، پھر فرمایا:

اَ لَا اُخبِرُكُمَا بِخَيْرٍ مِمَّا سَاَلْتُمَانِي؟

کیا تمھیں تمھارے مطالبہ سے بہتر چیز نہ بتادوں" انھوں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا :

(كَلِمَاتٍ عَلَّمْنِيْہِنَّ جِبْرِيْلُ (علیہ السلام)

چند کلمات ہیں، جنھیں مجھے جبریل علیہ السلام نے سکھایا تھا، پھر فرمایا:

تُسَبِّحَانِ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاة عَشْرًا وَ تَحْمِدَانِ عَشْرًا وَ تُكَبِّرَانِ عَشْرًا، وَإِذَا اَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا فَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَ ثَلَاثِيْنَ، وَ احْمِدَا ثَلَاثًا وَ ثَلَاثِيْنَ وَ كَبِّرَا ا ْرَبَعًا وَ ثَلَاثِيْنَ۔[1]

ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ اور دس مرتبہ الحمد للہ، دس مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو، اور جب اپنے بستر پر آؤ تو تینتیس (33) مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس (33) مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس (34) مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔

وقف کے مال کا حکم:

ذیل کی حدیث ویسے مختلف آراء کی حامل ہے۔ مگر اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وقف کے مال کی حیثیت تبدیل نہیں ہو سکتی ہے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فاطمہ اور عباس رضی اللہ عنہما ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور رسول اللہ کی میراث کا مطالبہ کرنے لگے، وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فدک کی زمین اور خیبر کا حصہ طلب کر رہے تھے۔ ان دونوں سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا ہے:

لَا نُوْرِثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ۔[2]

"ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو کچھ ہم چھوڑیں وہ سب صدقہ ہے۔ بلا شبہ آل محمد اسی مال میں سے اپنا خرچ پورا کرے گی۔"

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِىْ دِيْنَارًا، مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِىْ وَمُؤْنَةِ عَامِلِىْ فَهُوَ صَدَقَةٌ۔[3]

میرا ورثہ دینار کی شکل میں تقسیم نہ ہو گا، میں نے اپنی بیویوں کے اخراجات اور اپنے عاملوں کی اجرت کے بعد جو کچھ چھوڑا ہے

(1) بخاری، امام محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، 3705

(2) بخاری، امام محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، 6726

(3) ایضاً، 3096

وہ سب صدقہ ہے۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک دنیا کی حیثیت:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک دنیا کی حیثیت کو ان کے مختلف خطبوں اور اقوال میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ دنیا کو ایک عارضی اور فانی مقام کے طور پر دیکھتے تھے اور آخرت کو اس کا اصل مقصد سمجھتے تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ دنیا کو دھوکہ دینے والی اور فریب نظر آنے والی چیز سمجھتے تھے۔ ان کے نزدیک دنیا ایک ایسی جگہ ہے جہاں انسانوں کو آزمائش میں ڈالا جاتا ہے اور اصل کامیابی آخرت کی تیاری میں ہے۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہداشت میں تربیت پائی تھی، جو دنیا اور اس کی حقیقت کے سب سے زیادہ جانکار تھے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے فرمایا:

مَا الدُّنْيَا فِيْ الْآخِرَةِ اِلَّا مِثْلَ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَا تَرْجَعُ۔[1]

آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی حیثیت اسی طرح ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی آدمی سمندر میں انگلی ڈال کر باہر نکالے، پھر دیکھے کہ انگلی کتنا پانی ساتھ لاتی ہے۔" اور فرمایا:

اَلدُّنْيَا سِجْنٌ لِلْمُؤْمِنِ وَجَنَّةٌ لِلْكَافِرِ۔[2]

دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔"

آپ قرآنی تعلیمات اور تربیت نبوی سے بے انتہا متاثر تھے، اسی لیے اس تربیت نبوی کے مثالی نمونہ بنے جس کا تزکیہ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا ہے:

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۔[3]

(1) مسلم، امام مسلم بن حجاج . صحیح مسلم، 2858.

(2) ایضاً، 2856

(3) البقرہ: 151

"جس طرح ہم نے تم میں ایک رسول تمہی سے بھیجا ہے، جو تم پر ہماری آیات پڑھتا اور تمھیں پاک کرتا اور تمھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور تمھیں وہ کچھ سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔"

علی بن ربیعہ الوالبی کا بیان ہے کہ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے پاس ابن النباح آئے، اور بتایا کہ اے امیر المومنین! مسلمانوں کا بیت المال سونے اور چاندی سے بھر گیا ہے۔ آپ نے کہا: اللہ اکبر، اور پھر ابن النباح کے سہارے اٹھ کھڑے ہوئے، بیت المال پہنچے اور یہ شعر پڑھا

: ہٰذَا جَنَایَ وَخِیَارُہٗ فِیْہِ وَکُلُّ جَانٍ یَدُہٗ اِلٰی فِیْہِ[1]

یہ میرا جمع کردہ قیمتی مال ہے اور ہر مال جمع کرنے والے کا ہاتھ اس کے منہ میں ہے"

اے ابن النباح! کوفہ کے لوگوں کو بلاؤ، چنانچہ اعلان عام ہوا، پھر بیت المال میں جو کچھ تھا یہ کہتے ہوئے اسے تقسیم کرنے لگے: اے سیم وزر! جاؤ میرے علاوہ کسی دوسرے کو ورغلاؤ۔ فلاں تم لو، فلاں تم لو یہاں تک کہ اس میں ایک بھی درہم و دینار باقی نہ بچا، پھر آپ نے اس جگہ کو صاف کرنے کا حکم دیا، اور وہاں دو رکعت نماز پڑھی۔

دھوکہ دہی کی ممانعت:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک دھوکہ دہی کی سخت ممانعت کی گئی ہے۔ ان کے اقوال اور خطبات میں دھوکہ دہی کو ایک بڑا گناہ اور اخلاقی برائی قرار دیا گیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعلیمات میں دیانت، امانت داری اور صداقت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے اور دھوکہ دہی کو سختی سے منع کیا گیا ہے۔

حدثنا آدم قال: حدثنا شعبة قال: حدثنا سلمة بن كهيل قال: سمعت عليا يقول: ما عندنا شيء إلا كتاب الله وهذه الصحيفة عن النبي صلى الله عليه وسلم: "المدينة حرام ما بين عائر إلى كذا، من أحدث حدثا فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين، لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا، ذمة المسلمين واحدة، فمن أخفر مسلما فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين، لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا، ومن تولى قوما بغير إذن مواليه فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين، لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا[2]".

(1) مجلسی، محمد باقر .بحار الانوار، ج:4، ص:234

(2) بخاری، امام محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ج:2، الحدیث:1870

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ہمارے پاس اللہ کی کتاب اور اس صحیفہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے: "مدینہ حرم ہے عائر سے فلاں تک، جو کوئی اس میں نیا جرم کرے، اس پر اللہ، فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ اس سے کوئی فدیہ اور انصاف قبول نہیں کرے گا۔

مسلمانوں کی ذمہ داری ایک ہے، جس نے کسی مسلمان کو دھوکہ دیا، اس پر اللہ، فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ اس سے کوئی فدیہ اور انصاف قبول نہیں کرے گا۔ اور جو کسی قوم کو بغیر ان کے موالی کی اجازت کے اپنا لیڈر بنائے، اس پر اللہ، فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ اس سے کوئی فدیہ اور انصاف قبول نہیں کرے گا۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعلیمات میں دھوکہ دہی کی سخت ممانعت کی گئی ہے۔ انہوں نے ہمیشہ دیانت، امانت داری اور سچائی کی تلقین کی اور دھوکہ دہی کو ایک بڑا گناہ اور اخلاقی برائی قرار دیا۔ ان کے نزدیک دھوکہ دہی نہ صرف فردی بلکہ معاشرتی طور پر بھی نقصاندہ ہے اور اس سے اللہ کی ناراضگی اور آخرت میں نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی یہ تعلیمات آج بھی ہمارے لئے رہنمائی کا ذریعہ ہیں اور ہمیں اپنے معاملات میں دیانت داری اور سچائی کو اپنانے کی ترغیب دیتی ہیں تاکہ ہم دنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب ہو سکیں۔

خلیفہ کے مالی اختیارات:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک خلیفہ کے مالی اختیارات کو اسلامی شریعت کے مطابق استعمال کرنا ضروری ہے۔ خلیفہ یا امام کو مالی معاملات میں انصاف، دیانتداری اور احتیاط سے کام لینے کی ذمہ داری دی گئی ہے۔
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی خلافت کے دوران مالی امور میں ان اصولوں کی پیروی کی اور ان کی تعلیمات اور اقوال میں ان کی اہمیت واضح کی۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُرَيْرٍ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَسَنٌ يَوْمَ الْأَضْحَى فَقَرَّبَ إِلَيْنَا خَزِيرَةً فَقُلْتُ أَصْلَحَكَ اللَّهُ لَوْ قَرَّبْتَ إِلَيْنَا مِنْ هَذَا الْبَطِّ يَعْنِي الْوَزَّ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَكْثَرَ الْخَيْرَ فَقَالَ يَا ابْنَ زُرَيْرٍ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِلْخَلِيفَةِ مِنْ مَالِ اللَّهِ إِلَّا قَصْعَتَانِ قَصْعَةٌ يَأْكُلُهَا هُوَ وَأَهْلُهُ وَقَصْعَةٌ يَضَعُهَا بَيْنَ يَدَيْ النَّاسِ۔[1]

---

(1) احمد بن حنبل . مسند امام احمد، الحدیث:545

عبداللہ بن زریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے ہمارے سامنے خزیرہ (سالن مع گوشت وروٹی) پیش کیا، میں نے بے تکلفی سے عرض کیا کہ اللہ آپ کا بھلا کرے، اگر آپ یہ بطخ ہمارے سامنے پیش کرتے تو کیا ہو جاتا، اب تو اللہ نے مال غنیمت کی بھی فراوانی فرمار کھی ہے؟ فرمایا ابن زریر! میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلیفہ کے لئے اللہ کے مال میں سے صرف دو پیالے ہی حلال ہیں ایک وہ پیالہ جس میں سے وہ خود اور اس کے اہل خانہ کھا سکیں اور دوسرا پیالہ وہ جسے وہ لوگوں کے سامنے پیش کر دے۔

خلیفہ کے مالی اختیارات کے اہم اصول

انصاف اور عدل:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک خلیفہ کو مالی معاملات میں انصاف اور عدل کا مکمل خیال رکھنا چاہیے۔ مالی وسائل کی تقسیم میں عدل کا ہونا ضروری ہے تاکہ کسی بھی طبقے کے ساتھ ناانصافی نہ ہو۔

امانت داری:

خلیفہ کو مالی وسائل کو امانت سمجھ کر استعمال کرنا چاہیے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خود بھی مالی معاملات میں انتہائی امانتدار تھے اور ان کا قول ہے:

"الخائن خائن" (خائن ہمیشہ خائن ہی رہتا ہے)۔

عوامی فلاح و بہبود:

خلیفہ کے مالی اختیارات کا مقصد عوامی فلاح و بہبود ہونا چاہیے۔ بیت المال کے وسائل کو عوام کے فائدے کے لئے استعمال کرنا چاہیے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

"الناس شركاء في ثلاثة: الماء والكلأ والنار"

(لوگ تین چیزوں میں شریک ہیں: پانی، چراگاہ اور آگ)۔

ذاتی مفاد سے اجتناب:

خلیفہ کو مالی اختیارات کو اپنے ذاتی مفاد کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے ذاتی مفاد کو کبھی بیت المال سے وابستہ نہیں کیا۔ ان کا قول ہے:

إنما جعل الإمام ليؤخذ له وعليه"

(امام کو مقرر کیا گیا ہے تاکہ اس کے حق میں اور اس کے خلاف انصاف ہو)۔

شفافیت اور حساب دہی:

مالی معاملات میں شفافیت اور حساب دہی ضروری ہے۔ خلیفہ کو عوام کے سامنے جوابدہ ہونا چاہئے اور مالی امور کی تفصیلات پیش کرنی چاہئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے:

"من نصب نفسه للناس إماماً، فعليه أن يبدأ بتعليم نفسه قبل تعليم غيره"[1]

(جو شخص لوگوں کے لئے امام بنتا ہے، اس پر لازم ہے کہ وہ دوسروں کو تعلیم دینے سے پہلے خود کو تعلیم دے)۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عملی مثالیں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی خلافت کے دوران ان اصولوں کو عملی طور پر نافذ کیا:

بیت المال کی حفاظت:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بیت المال کی حفاظت اور اس کے منصفانہ استعمال کو یقینی بنایا۔ انہوں نے اپنے گورنروں کو بھی اس بارے میں سخت ہدایات دیں۔

(1) مجلسی، بحار الانوار ج:6، ص:234

مساوی تقسیم:

انہوں نے بیت المال کے وسائل کو مساوی طور پر تقسیم کیا اور کسی بھی قسم کی اقربا پروری سے اجتناب کیا۔ ان کے دور میں مالی وسائل کی تقسیم میں مساوات کا خاص خیال رکھا گیا۔

احتساب:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے گورنروں کے مالی معاملات کا احتساب کیا اور اگر کسی کے خلاف شکایات ملیں تو ان کے خلاف کارروائی کی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک خلیفہ کے مالی اختیارات کو اسلامی اصولوں کے مطابق استعمال کرنا ضروری ہے۔ ان کے نزدیک انصاف، امانت داری، عوامی فلاح و بہبود، ذاتی مفاد سے اجتناب، اور شفافیت مالی اختیارات کے اہم اصول ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کے دوران ان اصولوں کی پاسداری کی گئی اور ان کی عملی مثالیں ہمیں آج بھی مالی معاملات میں رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

مال غنیمت کے مال کا حکم:

عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَنَّهُ قَالَ أَصَبْتُ شَارِفًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَغْنَمٍ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ وَأَعْطَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَارِفًا أُخْرَى فَأَنَخْتُهُمَا يَوْمًا عِنْدَ بَابِ رَجُلٍ مِنْ الْأَنْصَارِ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَحْمِلَ عَلَيْهِمَا إِذْخِرًا لِأَبِيعَهُ وَمَعِي صَائِغٌ مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ فَأَسْتَعِينَ بِهِ عَلَى وَلِيمَةِ فَاطِمَةَ۔[1]

علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر کی لڑائی کے موقع پر مجھے ایک جوان اونٹنی غنیمت میں ملی تھی۔ ایک دن ایک انصاری صحابی کے دروازے پر میں ان دونوں کو اس خیال سے باندھے ہوئے تھا کہ ان کی پیٹھ پر اذخر (عرب کی ایک خوشبودار گھاس جسے سنار وغیرہ استعمال کرتے تھے) رکھ کر بیچنے لے جاؤں گا۔ بنی قینقاع کا ایک سنار بھی میرے ساتھ تھا۔ اس طرح (خیال یہ تھا کہ) اس کی آمدنی سے فاطمہ رضی اللہ عنہا (جن سے میں نکاح کرنے والا تھا ان) کا ولیمہ کروں گا۔

[1] بخاری، صحیح بخاری، باب بَابُ بَيْعِ الحَطَبِ وَالكَلَإِ، 7523

مال غنیمت کی تقسیم کا اختیار:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک مالِ غنیمت کی تقسیم کا اختیار اسلامی ریاست کے سربراہ، یعنی خلیفہ یا امام کو ہے۔ اسلامی قانون اور شریعت کی رو سے، مالِ غنیمت کو منصفانہ اور شرعی اصولوں کے مطابق تقسیم کرنا ہوتا ہے، اور اس کی ذمہ داری ریاست کے سربراہ پر عائد ہوتی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي نُعْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الخُدْرِيَّ، يَقُولُ: بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اليَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِي أَدِيمٍ مَقْرُوظٍ، لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا، قَالَ: فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ، بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ، وَأَقْرَعَ بْنِ حابِسٍ، وَزَيْدِ الخَيْلِ، وَالرَّابِعُ: إِمَّا عَلْقَمَةُ وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهَذَا مِنْ هَؤُلاَءِ، قَالَ: فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «أَلاَ تَأْمَنُونِي وَأَنَا أَمِينُ مَنْ فِي السَّمَاءِ، يَأْتِينِي خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً-[1]

عبد الرحمن بن ابی نعیم نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ یمن سے علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیری کے پتوں سے دباغت دئے ہوئے چمڑے کے ایک تھیلے میں سونے کے چند ڈلے بھیجے۔ ان سے (کان کی) مٹی بھی ابھی صاف نہیں کی گئی تھی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سونا چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا۔ عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید بن خیل اور چوتھے علقمہ رضی اللہ عنہم تھے یا عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ کے اصحاب میں سے ایک صاحب نے اس پر کہا کہ ان لوگوں سے زیادہ ہم اس سونے کے مستحق تھے۔

مالِ غنیمت کی تقسیم کے اصول

اسلامی فقہ کے مطابق، مالِ غنیمت کو مندرجہ ذیل اصولوں کے تحت تقسیم کیا جاتا ہے:

خمس (1/5 حصہ)

مالِ غنیمت کا ایک پانچواں حصہ (خمس) اللہ، اس کے رسول، رسول کے قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے مخصوص ہوتا ہے۔ یہ قرآن میں سورۃ الانفال کی آیت 41 میں بیان کیا گیا ہے:

---

(1) بخاری، صحیح بخاری، بَابُ بَعْثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، 4351

"وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ"۔

باقی چار حصے:

باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کیے جاتے ہیں جو جنگ میں شریک ہوئے ہوں۔
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کے دوران، مالِ غنیمت کی تقسیم کے متعلق ان کے فیصلے اور عملی اقدامات شریعت کے عین مطابق تھے۔ ان کے نزدیک مالِ غنیمت کی تقسیم کا اختیار خلیفہ یا امام کے پاس ہے، جو کہ اسلامی ریاست کا سربراہ ہوتا ہے، اور وہ اس ذمہ داری کو شرعی اصولوں کے تحت ادا کرتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اصول:

انصاف اور عدل:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ہمیشہ انصاف اور عدل پر زور دیا۔ ان کے نزدیک مالِ غنیمت کی تقسیم میں عدل کا ہونا ضروری تھا تاکہ کسی بھی فریق کے ساتھ ناانصافی نہ ہو۔

ذاتی مفاد سے اجتناب:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے ذاتی مفاد یا قرابت داروں کی ترجیح کو کبھی مالِ غنیمت کی تقسیم میں شامل نہیں کیا۔ وہ اس معاملے میں انتہائی محتاط اور دیانتدار تھے۔

امانت داری:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کے دوران مالِ غنیمت کی تقسیم میں امانت داری اور دیانتداری کو بنیادی اصول کے طور پر اپنایا گیا۔
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک مالِ غنیمت کی تقسیم کا اختیار اسلامی ریاست کے سربراہ کے پاس ہے، اور یہ ذمہ داری شرعی اصولوں کے تحت ادا کی جاتی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زندگی اور ان کے اقدامات ہمیں اسلامی اصولوں کی پاسداری، انصاف، عدل اور امانت داری کی تعلیم دیتے ہیں۔ ان کی خلافت کے دوران انہوں نے ان

اصولوں کو بہترین طریقے سے نافذ کیا اور ایک مثالی اسلامی حکومت قائم کی۔

ممنوعہ اشیاء کا استعمال

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک ممنوعہ اشیاء کا استعمال، جیسے کہ ریشمی کپڑے اور سونا، مردوں کے لئے حرام ہے۔ اسلامی تعلیمات اور احادیث کے مطابق، ان چیزوں کا استعمال مردوں کے لئے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زندگی اور ان کے اقوال اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ وہ شریعت کے اصولوں کی پاسداری کرتے تھے اور لوگوں کو بھی ان اصولوں کی پیروی کرنے کی تلقین کرتے تھے۔

عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ كَسَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةَ سِيَرَاءَ فَخَرَجْتُ فِيهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ قَالَ فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کی، کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک ریشمی حلہ دیا، میں اسے پہنکر نکلا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر غصہ دیکھا، کہا: پھر میں نے اس کو پھاڑ کر اپنے گھر کی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔

فصل دوم

بحارالانوار کی روشنی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی

"بحارالانوارالجامعۃ لدرر اخبار الائمہ الاطہار" ایک بہت اہم کتاب ہے جس کا مطلب ہے "نور کے دریا"۔ یہ کتاب ائمہ اطہار (علیہم السلام) کی روشن احادیث پر مشتمل ہے اور علامہ محمد باقر مجلسی کی سب سے اہم تصنیف ہے۔ یہ کتاب شیعہ احادیث کی ایک جامع انسائیکلوپیڈیا ہے اور اس میں مختلف دینی موضوعات جیسے تفسیر قرآن، تاریخ، فقہ، کلام وغیرہ شامل ہیں۔ یہ کتاب دینی علوم میں ایک خاص مقام رکھتی ہے اور اہل علم کے لئے ایک قیمتی خزانہ ہے۔

بحار الانوار کی بعض اہم خصوصیات درج ذیل ہیں :ا۔ ابواب اور تنظیم: بحار الانوار شیعہ احادیث کی سب سے عمدہ اور وسیع کتاب ہے۔ اس کی سب سے نمایاں خصوصیت اس کی منظم ترتیب ہے۔ علامہ محمد باقر مجلسی نے اس کتاب میں احادیث کو مختلف ابواب میں ترتیب دیا ہے۔ ہر باب کو موضوع کے لحاظ سے منظم کیا گیا ہے تاکہ قارئین کو مطلوبہ مواد تک پہنچنے میں آسانی ہو۔ مثلاً، عقائد، احکام، اخلاق، تاریخ اور دیگر موضوعات پر مشتمل ابواب بنائے گئے ہیں۔ یہ ترتیب قارئین کو مختلف موضوعات کی احادیث تک منظم طریقے سے رسائی فراہم کرتی ہے۔

قرآنی آیات کا ذکر:

علامہ محمد باقر مجلسی نے اس عظیم مجموعے کے ہر باب کے آغاز میں متعلقہ قرآنی آیات کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد ضرورت کے مطابق ان آیات کی وضاحت کے لیے مفسروں کے اقوال درج کیے ہیں۔ یہ قرآنی آیات اور ان کی تفسیریں اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ ہر باب میں موجود احادیث قرآن کی روشنی میں پیش کی گئی ہیں۔ اس طریقے سے قارئین کو موضوع کی گہرائی میں جانے اور قرآن کی روشنی میں احادیث کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ یہ خصوصیت بحار الانوار کو ایک منفرد مقام عطا کرتی ہے، کیونکہ یہ کتاب نہ صرف احادیث کو پیش کرتی ہے بلکہ انہیں قرآنی تناظر میں بھی پیش کرتی ہے۔

جامع کتاب:

بحارالانوار کی ایک اور اہم خصوصیت اس کی جامعیت ہے۔ اس کتاب میں مختلف دینی مسائل پر مشتمل

روایات شامل ہیں۔ مولف کے زمانے میں اسلامی موضوعات میں سے کوئی بھی موضوع ایسا نہیں تھا جس پر علامہ مجلسی نے بحث نہ کی ہو اور اس موضوع کی روایات کو جمع نہ کیا ہو۔ بحار الانوار میں تفسیر، تاریخ، فقہ، کلام، اور دیگر کئی موضوعات شامل ہیں، جو اس کتاب کو ایک جامع انسائیکلوپیڈیا بناتے ہیں۔ اس جامعیت کی بنا پر بحار الانوار نہ صرف علماء اور محققین کے لیے بلکہ عام قارئین کے لیے بھی ایک قیمتی خزانہ ہے، جو انہیں مختلف دینی موضوعات پر مستند معلومات فراہم کرتی ہے۔

مستقل کتب کا ذکر:

علامہ محمد باقر مجلسی نے بحار الانوار میں اپنے مختلف ابحاث کے دوران کچھ خاص کتابوں یا رسالوں کا ملاحظہ کیا ہے۔ ان رسالوں میں سے بعض کو مختصر ہونے اور بحار الانوار کے موضوع کے ساتھ متعلق ہونے کے پیش نظر مکمل طور پر اپنی کتاب میں شامل کیا ہے۔ مثال کے طور پر، امام ہادیؑ کا رسالہ جو جبر و تفویض کے جواب میں ہے، رسالۃ الحقوق حضرت امام سجادؑ اور کتاب توحید مفضل وغیرہ۔ یہ رسالے بحار الانوار میں شامل کرنے سے قارئین کو ان اہم دینی مسائل پر تفصیلی اور مستند مواد فراہم کیا گیا ہے۔

تصحیح شدہ نسخہ کا استعمال:

بحار الانوار کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ علامہ محمد باقر مجلسی نے بہت سی ایسی کتابوں سے احادیث نقل کی ہیں جو ان کے دور میں موجود تھیں مگر بعد میں مفقود ہو چکی ہیں۔ انہوں نے بحار الانوار کی تالیف کے دوران بہترین اور سب سے معتبر نسخوں کا استعمال کیا تاکہ احادیث کو صحیح طریقے سے پیش کیا جا سکے۔ اگر علامہ محمد باقر مجلسی ان روایات کو اپنے مجموعے میں شامل نہ کرتے تو یہ روایات آج ہمارے پاس موجود نہ ہوتیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بحار الانوار نے نہ صرف موجودہ احادیث کو محفوظ کیا بلکہ ان احادیث کو بھی بچا لیا جو بعد میں کھو گئی تھیں۔

احادیث کی تشریح:

علامہ محمد باقر مجلسی نے بحار الانوار میں بہت سی مواقع پر روایات نقل کرنے کے بعد ان کی تشریح بھی کی ہے۔ انہوں نے مشکل الفاظ کی وضاحت، اور احادیث کی تفسیر میں لغت، تفسیر، کلام، تاریخ اور اخلاق وغیرہ کے

مختلف منابع سے استفادہ کیا ہے۔ یہ تشریحات اس مجمع حدیثی کی خصوصیات میں سے ہیں اور قارئین کو احادیث کی بہتر سمجھنے میں مدد دیتی ہیں۔

متون اور اسناد کا ذکر :

بحار الانوار کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ ہر موضوع کے تحت متعدد احادیث کو ایک ہی جگہ پر جمع کیا گیا ہے۔ اس سے محققین کو یہ جانچنے میں آسانی ہوتی ہے کہ اس موضوع پر مختلف احادیث کی سند اور متن میں کیا فرق ہے اور کون سی حدیث زیادہ معتبر ہے۔ یہ جامعیت قارئین کے لیے ایک قیمتی وسیلہ ہے۔

مکرر روایات:

علامہ محمد باقر مجلسی نے مکرر احادیث کے ایک یا ایک سے زیادہ منابع کا حوالہ دیا ہے اور مشابہہ روایات کی سند اور متن کے اختلاف کو مختلف کتابوں سے بیان کیا ہے۔ یہ خصوصیت بحار الانوار کو ایک جامع اور معتبر ماخذ بناتی ہے، کیونکہ یہ مختلف حوالوں سے روایات کی تصدیق اور وضاحت فراہم کرتی ہے۔
بحار الانوار متعدد کتابوں پر مشتمل ہے جن میں سے ہر کتاب ایک کلی موضوع کے تحت تالیف کی گئی ہے اور ہر کتاب بہت سے کلی ابواب پر مشتمل ہے اور پھر ہر باب کے تحت کچھ جزئی ابواب منعقد کیے گئے ہیں۔ بعض جزئی ابواب کی بھی کئی فصلیں ہیں۔ بحار الانوار کا یہ اسلوب شیخ کلینی کی کتاب "الکافی" سے لیا گیا ہے، البتہ ان دونوں کتابوں میں کچھ فرق بھی ہیں۔
علامہ محمد باقر مجلسی نے "بحار الانوار" میں بعض ابواب ایسے بھی منعقد کیے ہیں جو ان سے پہلے کسی اور کتاب میں نہیں ملتے۔ مثلاً "کتاب السماء والعالم" اور "تاریخ انبیاء" جیسے ابواب کسی دوسری کتاب میں نہیں ملتے۔ اس کی بناپر بحار الانوار میں کئی منفرد موضوعات شامل ہیں جنہیں پہلے کبھی تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا۔

ہر موضوع کے تحت سب سے پہلے اُس موضوع سے متعلق آیات قرآن ذکر کی گئی ہیں۔ اگر علامہ محمد باقر مجلسی نے ان آیات کی تفسیر کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے تو انہوں نے ان کی تفسیر بھی پیش کی ہے۔ آیات کی تفسیر میں علامہ محمد باقر مجلسی نے اکثر علامہ طبرسی کی تفسیر "مجمع البیان" اور فخر رازی کی تفسیر "مفاتیح الغیب" سے استفادہ کیا ہے۔ اس کے بعد ہر باب کی روایات کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، اور ہر روایت پوری سند اور مکمل

ماخذ کے ساتھ ذکر ہوئی ہے۔ اگر کوئی روایت مکرر ذکر ہوئی ہے تو اس کے حوالہ کے طور پر ایک یا چند منابع ذکر کیے گئے ہیں اور سند اور متن کے اختلاف کی صورت میں مختلف کتابوں کے حوالے دیے گئے ہیں۔

بہت سے مقامات پر علامہ محمد باقر مجلسی نے "بیان" کے عنوان سے روایات کے بارے میں کچھ توضیحات اور شرحیں بھی ذکر کی ہیں، جنہوں نے موضوع اور مطالب کے لحاظ سے بحار الانوار کو بہت ہی متنوع بنا دیا ہے۔ اگر خود انہی توضیحات اور شرحوں کو جمع کیا جائے تو شاید چند جلدوں پر مشتمل ایک الگ کتاب تیار ہو جائے۔

بحار الانوار میں اپنے اسلوب اور روش کے بارے میں علامہ محمد باقر مجلسی بحار الانوار کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"میں نے آغاز کار میں معروف و رائج کتب کا مطالعہ کیا۔ اس کے بعد دوسری وہ کتابیں جو زمانے کے گزارے یا دیگر مختلف اسباب سے متروک و مہجور ہو گئی تھیں، ان کو ڈھونڈ نکالا۔ جہاں بھی حدیث کی کتاب کا سراغ ملتا، اسے ہر قیمت پر حاصل کرتا تھا۔ مشرق و مغرب ہر جگہ تلاش کرتا رہا یہاں تک کہ بہت سے نسخے جمع کر لیے۔ اس دینی فہم میں دینی برادری کی ایک جماعت نے میری مدد کی، اور وہ ہر شہر، ہر قریہ نیز دور دراز کے مقامات تک پہنچے۔ خدا کے فضل سے لازم و ضروری مصادر و مآخذ ہمارے پاس آ گئے۔

اس کے بعد میں نسخوں کی تصحیح میں مشغول ہو گیا، پھر اس کی نقول تیار کی گئیں۔ اسی تصحیح و تنقیح کتب کے دوران ان کے مواد و مطلب سے آشنا ہوا، مگر کتب کی ترتیب و تنظیم کو مناسب پایا نہ تحقیق کرنے والوں کے لیے احادیث کی فصل و مختلف ابواب میں تقسیم ہی پائی۔ اس لیے میں نے ترتیب فہرست پر کمر ہمت باندھی جو ایسی ہو کہ ہر طرح سے دلچسپ و قابل توجہ ہو، مگر ۱۰۷۰ھ میں اس فہرست کو ناتمام چھوڑ دیا بلکہ تمام کتابوں کی فہرست سازی سے ہاتھ کھینچ لیا، کیونکہ مقبولیت عامہ بھی نظر آئی نہ ہی معاشرہ کے سربراہوں کو درست پایا۔ مجھے خوف ہوا کہ کہیں میرے بعد تکثیر شدہ نسخے متروک و مہجور نہ ہو جائیں یا غارت گروں کی لائی ہوئی مصیبت میری محنت و زحمت پر پانی نہ پھیر دے، اس لیے میں نے اپنا راستہ بدل دیا، خدا سے مدد مانگی اور کتاب بحار الانوار کو مرتب کیا۔

بحار الانوار میں روایات احادیث کا جائزہ:

بحار الانوار میں معیشت سے متعلق روایات اور احادیث کا جائزہ لیتے وقت چند اہم نکات پر غور کیا جا سکتا ہے۔ یہ نکات درج ذیل ہیں:

رزق / معیشت کے بارے میں اسلام کا بنیادی عقیدہ:

اسلامی تعلیمات میں رزق دینے والا اللہ تعالی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعلیمات میں رزق کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور عنایت کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ انہوں نے بارہا اس بات کی وضاحت کی ہے کہ رزق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور وہی ہر مخلوق کا رازق ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک رزق کی تقسیم اللہ کے ہاتھ میں ہے، انسان کو صرف اس بات کا یقین ہونا چاہیے کہ جو کچھ اسے مل رہا ہے، وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اس ضمن میں ائمہ کرام جہاں کہیں بھی رزق کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس کا معنی ایسا رزق جو من جانب اللہ ہو۔ جیسا کہ بحار الانوار میں روایت ہے۔ جس میں امام باقر سے کسی نے سوال کیا۔

عمرو بن عید بصری امام محمد باقر علی السلام کی خدمت میں سوال کے ذریعہ آپ کے امتحان کی عرض سے حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ میں آپ پر قربان جاؤں خداوند عالم کے اس ارشاد کا مطلب تو ارشاد فرمایئے کہ

" أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُ واان السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمار۔[1]

جو لوگ کافر ہو بچھے کیا ان لوگوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ آسمان وزمین دونوں بستہ بند تھے تو ہم نے دونوں کو شگافتہ کیا کھولیں دیا۔

اس آیہ مبارکہ میں رتق وفتق سے کیا مراد ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ رتق سے یہ مراد ہے کہ آسمان سے بارش نہیں ہوتی تھی اور زمین سے نباتات رگھاس وغیرہ نہیں اگتی تھی تو خدا نے آسمان وزمین کو بارش ونباتات سے کھول دیا بئی بارش بھی ہونے لگی اور زمین پر پھل پھول پودے وغیرہ بھی اُگنے لگے یہ سن کر عمرو چلے گئے اور حضرت کے جواب پر کوئی اعتراض یا اس کی تردید نہ کرسکے اس کے بعد پھر حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ میں آپ کے قربان جاؤں خدائے تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں وضاحت فرمائیں

" وَمَن يُخلل عَلَيْهِ عَضَى فَقَدْ هَوَى -[2]

رادر یاد رکھو جس پر میر اعذاب نازل ہوا تو وہ یقینا گاہ بلکہ ہوا

(1) الانبیاء:3

(2) طہ:8

تو یہ فرمایئے غضب الٰہی کیا ہے تو جناب امام نے ارشاد فرمایا کہ خدا کا غضب اس کا عذاب ہے۔ اے عمرو جو یہ گمان رکھے کہ کوئی شے خدا کو متغیر و تبدل کر دیتی ہے اور وہ اس چیز کا اثر قبول کر لیتا ہے تو ایسا گمان رکھنے والا کافر ہے۔[1]

دنیاودولت سے تعلق بقدر ضرورت:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک دنیا اور دولت سے تعلق بقدر ضرورت ہونا چاہئے اور اس سلسلے میں ان کے متعدد ارشادات موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے دولت اور غربت من جانب اللہ ہے۔ جیسا کہ بحار الانوار میں ایک روایت ہے کہ۔

علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ جو اہل بیت کی محبت رکھتا ہو اسے فقیری کے لیے تیار رہنا چاہیئے ایسا شخص دنیا کی آسائشوں سے علیحدہ رہے گا اور فقر و فاقہ پر صبر کرے گا محبت اہل بیت اور جب دنیا کبھی یکجا جمع نہیں ہو سکتیں مال و تونگری اہل دنیا کا حصہ ہے اور دولت عقبی آل رسول سے تمسک رکھنے والوں کا اسی لیے تو آل محمد علیہم السلام اور ان کے دوستوں نے ہمیشہ دنیا سے کنارہ کشی اختیار فرمائی اور دنیا سے جو کچھ تعلق رہا وہ بقدر واجب۔[2]

مومن کے نزدیک آخرت کو دولت پر برتری:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک بندہ مومن کو آخرت کی فکر ہونی چاہیے، اور اس دنیا کی زندگی کو آخرت کی تیاری کے طور پر گزارنا چاہیے۔ انہوں نے اپنی تعلیمات اور اقوال میں بارہا اس بات پر زور دیا ہے کہ مومن کو دنیاوی زندگی میں اپنے اعمال اور کردار کو اس انداز میں ترتیب دینا چاہیے کہ وہ آخرت میں کامیاب ہو سکے۔

ایک دفعہ امام محمد باقر علی السلام مدینہ کے ایک صحرا کی طرف نکل گئے اور ایک دیوار کا سہارا لے کر کھڑے ہو گئے یہ ایک فکر مند کا سا انداز تھا اتنے میں ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ایسے ابو جعفر علیہ اللہ تام، آپ فکر مند کیوں ہیں اگر دنیا کے لیے متفکر ہیں تو خدا کا دیا ہوا رزق سب کے لیے ہے جس کے لیے نیک و بد کا کوئی

---

(1) مجلسی، بحار الانوار، اردو، ج4، ص:130

(2) مجلسی، بحار الانوار، اردو، ج:4ص:138

فرق نہیں سب کو رزق پہنچتا ہے اگر آپ آخرت کے لیے فکر مند ہیں تو اس کے لیے سچا وعدہ ہے کہ اس دن خدائے تعالیٰ عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا۔[1]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: "دنیا کی زندگی ایک عارضی قیام گاہ ہے، اور آخرت کا سفر طویل اور دائمی ہے۔ اس لیے اس عارضی دنیا کو آخرت کی تیاری کے لیے استعمال کرو۔"[2]

نجی زندگی میں معاشی خوشحالی وسادگی:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعلیمات میں نجی زندگی میں معاشی خوشحالی اور سادگی کو ایک توازن کے ساتھ اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ان کی زندگی اور اقوال میں یہ بات واضح ہے کہ انسان کو اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے محنت کرنی چاہیے، لیکن دنیاوی مال و دولت کی حرص سے بچنا چاہیے اور سادہ زندگی گزارنی چاہیے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نکاح اسلامی تاریخ میں سادگی اور قناعت کی اعلیٰ مثال ہے۔ اس نکاح کی سادگی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نجی معاشی حالت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کے عین مطابق تھی۔ یہ شادی اس بات کی عکاس ہے کہ اسلام میں شادی کے اخراجات اور جہیز کی سادگی پر زور دیا گیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا۔ نبی کریم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اجازت طلب کی، فرمانے لگے:

"اللہ اکبر، سکوتھا اقرارھا[3]

فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خاموشی ان کی رضایت کی دلیل ہے۔

پانچ سو درہم آپ کا مہر طے ہوا۔ اور بہت مختصر سا اثاثہ جہیز کے طور پر آمادہ کیا کہ جن میں سے اکثر چیزیں مٹی کی بنی ہوئی تھیں۔ پیغمبر اسلام آپ کے جہیز پر ہاتھ پھیر کے فرماتے تھے: خدایا: زندگی کو اس خاندان پر جن کی زندگی کے اکثر ظروف مٹی کے ہیں مبارک قرار دے۔ نہایت سادگی کے ساتھ جناب فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی شادی انجام پائی۔ عقد کے ایک سال بعد رخصتی انجام پائی پیغمبر اسلام ﷺ کی بیویوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہا: کیوں فاطمہ رضی اللہ عنہ کو اپنے گھر نہیں لے جا رہے ہو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی آمادگی کا اظہار

---

(1) ایضا، ج:4ص:138

(2) رضی، نہج البلاغہ، خطبہ نمبر:131، ص:204

(3) مجلسی، بحار الانوار ج4، ص:145

کیا۔ام ایمن پیغمبر اسلام ﷺ کی خدمت میں گئیں اور کہا: اگر خدیجہ ہوتی تو فاطمہ رضی اللہ عنہ کی شادی سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتیں۔ جب پیغمبر اکرم ﷺ نے جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نام سنا آپ کی آنکھوں میں آنسوں آ گئے۔ اور کہا: جب سب مجھے جھٹلا رہے تھے اس نے میری تصدیق کی اور دین خدا کی پیشرفت میں میری مدد کی اور اپنا سارا مال اسلام کی راہ میں خرچ کیا۔

ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی رچا کر ہمیں خوشی کا موقع عنایت کیجیے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے حکم دیا کہ ایک کمرہ جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے سجائیں۔ اس کے بعد رخصتی کا پروگرام طے ہوا جب رخصتی کا وقت آیا جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پاس بلایا جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا شرم کی وجہ سے پسینے میں غرق تھیں سر کو جھکائے ہوئے پیغمبر کی خدمت میں پہنچیں پیغمبر اسلام ﷺ نے ان کے حق میں دعا کی، اور فرمایا:

اقا لک اللہ العثرۃ فی الدنیا و الاخرۃ۔[1]

خدا تمہیں دنیا اور آخرت میں محفوظ رکھے۔

اس کے بعد جناب زہرا رضی اللہ عنہا کا ہاتھ علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ میں دیا اور مبارک باد پیش کی اور فرمایا:

بارک لک فی ابنۃ رسول اللہ یا علی نعمت الزوجۃ فاطمہ[2]

خدا نے اپنے رسول کی بیٹی میں تمہارے لیے برکت قرار دی اے علی فاطمہ کتنی اچھی زوجہ ہے۔

اس کے بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف رخ کیا اور فرمایا: نعم البعل علی،[3]

علی بھی کتنے اچھے شوہر ہیں۔ اس کے بعد دونوں کو حکم دیا کہ اپنے گھر کی طرف حرکت کریں۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی تقریب بھی نہایت سادہ تھی۔ ا، اس موقع پر چند کھجوریں اور جو کے آٹے سے تیار کی گئی روٹیاں تقسیم کی گئیں۔ اس سادگی نے اسلامی معاشرت میں شادی کی تقریب کو بوجھل خرچوں سے بچنے اور سادگی اختیار کرنے کی تعلیم دی۔

---

(1) ایضا، ج4، ص:145

(2) مجلسی، بحار الانوار ج:4، ص:145

(3) ایضا، ج:4، ص:145

حق مہر و جہیز میں سادگی:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شادی اسلامی تاریخ میں سادگی اور قناعت کی ایک مثالی مثال ہے۔ ان کی شادی کے واقعے میں جو سادگی اور کم خرچ اختیار کیا گیا، وہ آج کے مسلمانوں کے لئے ایک اہم سبق ہے۔ یہ نکاح اس بات کی یاد دہانی ہے کہ اسلام میں شادی کو آسان بنانے اور اس میں غیر ضروری اخراجات سے بچنے پر زور دیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک روایت ملاحظہ ہو۔

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا مہر 40 مثقال چاندی قرار پایا اور اصحاب کے ایک مجمع میں خطبہ نکاح پڑھا دیا گیا۔ قابل غور بات یہ ہے کہ شادی کے وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس ایک تلوار، ایک ذرہ اور پانی بھرنے کے لیے ایک اونٹ کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا،[1]

رسول اکرم ﷺ نے جناب سلمان فارسی سے کہا: اس زرہ کو بیچ دو جناب سلمان نے اس زرہ کو پانچ سو درہم میں بیچا۔ پھر ایک بھیڑ ذبح کی گئی اور اس شادی کا ولیمہ ہوا۔ جہیز کا وہ سامان جو دختر رسول اکرم ﷺ کے گھر لایا گیا تھا ، اس میں چودہ چیزیں تھی۔[2] شہزادی عالم، زوجہ علی کرم اللہ وجہہ، فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کا بس یہی مختصر سا جہیز تھا۔

اس سادگی نے اسلامی معاشرت میں شادی کی تقریب کو بوجھل خرچوں سے بچنے اور سادگی اختیار کرنے کی تعلیم دی۔

توازن:

اس نکاح کی سادگی اس بات کی علامت ہے کہ شادی کو آسان اور سادہ بنایا جانا چاہئے تاکہ معاشرتی بوجھ اور غیر ضروری اخراجات سے بچا جاسکے۔

---

(1) ایضا،ج4،175

(2) مجلسی، بحار الانوار اردو، ج:4، ص:175

سادگی اور آسانی:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کا واقعہ اس بات کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے کہ شادی میں سادگی اور آسانی ہونی چاہیئے۔

قناعت اور توکل:

ان کی شادی میں جو سادگی اور قناعت نظر آتی ہے، وہ مسلمانوں کو توکل علی اللہ اور قناعت اختیار کرنے کی تعلیم دیتی ہے۔

اخلاقی سبق:

اس نکاح سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ شادی کو ایک سادہ اور بابرکت تقریب بنانا چاہیئے، نہ کہ ایک مالی بوجھ۔

جہیز کی ملکیت کا مسئلہ:

اسلامی شریعت کے مطابق، جو بھی جہیز عورت کو دیا جاتا ہے، وہ عورت کی ملکیت ہوتا ہے۔ یعنی جہیز میں شامل تمام اشیاء حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ملکیت تھیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس اصول کا احترام کیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جہیز کو ان کی ذاتی ملکیت سمجھا۔ اس سلسلہ میں ایک روایت ملاحظہ ہو۔

ابو الجارود سے مروی ہے کہ ایک بار میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت سے میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرت ایک بہترین فرنیچر پر رونق افروزہ ہیں میں نے اسے ہاتھ سے سے چھوا تو لو حضرت فرمانے فرمانے گے کہ یہ فرنیچر جو تم نے چھوا ہے ارمنی ساخت کا ہے میں نے عرض کیا کہ کہاں حضور کی شخصیت اور کہاں یہ رانی اور اعلی سامان؟ تو حضرت نے فرمایا کہ یہ ام علی کے جہیز کا سامان ہے جو وہ اپنے میکے سے لائی ہے دوسرے ور وہ میکے۔ وقت میں پھر حاضر ہوا اور اس فرنیچر کو چھونے لگا تو حضرت نے فرمایا کہ تم اس سامان کو بغور دیکھنا چاہتے ہو میں نے عرض کیا کہ حضور یہ بات نہیں ہے نابینا آدم تو ٹولا ہی کرتا ہے تو حضرت نے یہی فرمایا کہ سازوسامان ام علی کا ہے۔[1]

---

(1) مجلسی، بحار الانوار اردو، ج:4، ص:142

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک جہیز عورت کی ملکیت ہے اور اسے عورت کی ذاتی جائیداد سمجھا جانا چاہیئے۔ یہ اصول اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے عمل سے ہمیں اس کی بہترین مثال ملتی ہے۔ اس تعلیم پر عمل پیرا ہو کر ہم اسلامی معاشرت میں عدل و انصاف اور حقوق کی پاسداری کو فروغ دے سکتے ہیں۔

بیت المال کی تقسیم کار:

امام علی کرم اللہ وجہہ نے مال کی برابر تقسیم کا اصول اپنایا۔ ان کی حکومت میں مال بیت المال میں جمع کیا جاتا اور اسے فقرا و محتاجین کے لئے استعمال کیا جاتا۔ انہوں نے فرمایا کہ مال کو برابری اور انصاف کے ساتھ تقسیم کیا جائے گا، اور کسی کو کسی پر فوقیت نہیں ہو گی۔ امام علی کرم اللہ وجہہ کا یہ بیان میں ایک اہم اصول بیان کیا گیا ہے جو ان کی سیاسی، اجتماعی، اور اقتصادی پالیسی کا حصہ تھا۔

امام علی کرم اللہ وجہہ نے خلافت قبول کرنے کے بعد بیت المال کی تقسیم کے بارے میں آپ اپنی پالیسی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"تم اللہ کے بندے ہو اور مال بھی اللہ کا مال ہے' جو تمہارے درمیان برابر تقسیم ہو گا' اور کسی کو کسی پر فوقیت حاصل نہیں ہو گی۔ آپ پرہیز گاروں کے لیے خدا کے یہاں بہترین اجر موجود ہے"۔ اگلے دن آپ نے عبدا بن ابی رافع کو حکم دیا کہ آزاد ہونے والے کو تین دینار دینا۔ اس موقع پر سہل بن حنیف نے کہا کہ "یہ شخص میرا غلام تھا' جسے میں نے کل ہی آزاد کیا ہے۔ امام نے فرمایا: سب کو تین دینار ملیں گے اور ہم کسی کو کسی آپ پر ترجیح نہیں دیں گے"۔[1]

امام علی کرم اللہ وجہہ کی اس پالیسی کا مقصد اجتماعی انصاف اور معاشرتی بنیادوں پر مبنی اقتصادی نظام کو فراہم کرنا تھا۔

مرنے کے بعد مال رہن / گروی کا حقدار:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک مرنے کے بعد مال رہن یا گروی کا سب سے پہلا حق اس شخص کا ہے جس کے پاس وہ مال گروی رکھا گیا ہے۔ مرنے والے کی جائیداد سب سے پہلے اس کے قرضوں کی ادائیگی اور رہن یا

---

(1) رسول، جعفریان، ائمہ اہل بیت فکری وسیاسی زندگی (کراچی: دار الثقلین، 2004ء) ص:74

گروی کے حقوق پورے کرنے کے لیے استعمال کی جائے گی۔ اس کے بعد جو مال بچ جاتا ہے، وہ وراثت کے شرعی اصولوں کے مطابق ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا۔ مگر نیچے واقعہ میں رہن و گروی نہیں ہے بلکہ یہ امانت ہے جس کی خبر ابوابراہیم نے اپنے بیٹے کو دے دی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مال تقسیم نہیں کیا گیا تھا۔

جیسا کہ بحار الانوار میں ہے۔ داود بن زربی کا بیان ہے کہ میں حضرت ابوابراہیم کی خدمت میں کچھ مال لے کر حاضر ہوا، تو آپ نے اس میں سے کچھ لے لیا، اور کچھ چھوڑ دیا۔ میں نے عرض کیا، خدا آپ کو سلامت. رکھے یہ آپ نے میرے پاس کیوں چھوڑ دیا؟ آپ نے فرمایا" کوئی شخص اس کو طلب کرے گا جب آپ کے وفات کی خبر آئی تو حضرت ابوالحسن علی الرضا علی السلام نے میرے پاس ایک پیغام بھیجا؟ اور وہ مال مجھ سے طلب فرمایا جو میں نے انھیں دے دیا۔[1]

مزدوروں کا عدم استحصال:

کوئی بھی ریاست اس وقت تک کامیاب نہیں بن سکتی جب تک مزدوں اور عام آدمی کو مکمل مزدوری دی جائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکومت کی پالیسی میں مزدوروں کا عدم استحصال اہم جزو تھا۔ اس سلسہ میں بحار الانوار میں ہے۔

سلیمان جعفری کا بیان ہے کہ میں حضرت امام رضاعلیہ سلام کے بعض کاموں میں آپ کے ساتھ ساتھ تھا۔ جب میں نے اپنے گھر واپسی کا ارادہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے ساتھ ہی چلنا۔ لہذا میں شب کو وہیں مقیم ہو گیا۔ اور آپ کے ساتھ ہی رہا۔ آپ شام کے وقت اپنے بیت الشرف میں داخل ہوئے تو اپنے غلاموں پر ایک نظر ڈالی جن میں کوئی مٹی کا کام کر رہا تھا، کوئی جانوروں کو باندھ رہا تھا، کوئی اس کے علاوہ دوسرا کام کر رہا تھا اور ان ہی کے ساتھ سلوک ایک جیسا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون شخص ہے ساتھ کام کر رہا ہے: غلاموں نے عرض کیا کہ یہ ہماری مدد کرتا ہے اور اسے کچھ مزدوری دے دیتے ہیں؟: آپ نے فرمایا کیا اس کی مزدوری طے کر لی ہے؟ غلاموں نے عرض کیا نہیں۔ بس ہم جو کچھ اسے دے دیتے ہیں اسی پر راضی ہو جاتا ہے۔ یہ سن کر آپ ان غلاموں کی طرف بڑھے اور انھیں کوڑے رسید کیے۔ آپ غیظ میں بھرے ہوتے تھے: میں نے عرض کیا، میں آپ پر قربان یہ آپ کو غصہ کیوں آگیا؟ آپ نے فرمایا، میں نے انھیں بارہا منع کیا ہے کہ کسی مزدور کو اپنے ساتھ کام میں اس وقت تک نہ لے جاو جبتک کہ اس سے اُس کی مزدوری طے نہ کرلو۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی مزدور کو بغیر مزدوری طے کیے ہوئے کام پر لگاؤ گے اور اس کو اس کی مزدوری کا تین گنا بھی دے دو گے تو بھی اُسے یہی خیال ہو گا کہ تم نے اس

---

(1) مجلسی، بحار الانوار اردو، ج:5، ص:22

کو مزدوری کم دی ہے۔ اور جب مزدوری طے کر لو گے تو اس کو فخر اس کی طے شدہ مزدوری دو گے تو وہ مزدوری پوری دینے پر تمھاری تعریف کرے گا اور اگر تم نے اس مقرر کردہ مزدوری سے کچھ بھی زیادہ دے دیا تو وہ مزید خوش ہو گا اور جان لے گا کہ یہ مزدوری سے زیادہ دیا گیا ہے۔[1]

حضرت امام رضا علیہ سلام کی عدلیہ اور انصاف کی پالیسی کا مظاہرہ اس واقعے کے ذریعے واضح ہوتا ہے۔ ان کی حکومت میں مزدوروں کے حقوق اور معاملات کی اہمیت تھی۔ انہوں نے انصاف کے ساتھ مزدوروں کے حقوق کی حفاظت کی، اور مزدوروں کی محنت کی قدر کی۔ واقعہ میں ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امام رضا علیہ سلام نے مزدوروں کے حقوق کی حفاظت کیلئے ایک سخت پالیسی اپنائی۔ انہوں نے اپنی حکومت کے مزدوروں کے حقوق کی حفاظت کیلئے بہترین ممکنہ اقدامات اٹھائے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکومت میں مزدوروں کے حقوق کی حفاظت اور ان کا عدم استحصال اہم پالیسی کا حصہ تھے۔ ان کی حکومت نے درج ذیل اصولوں پر عمل پیرا ہو کر مزدوروں کی فلاح و بہبود کو یقینی بنایا:

مزدوروں کے حقوق کی حفاظت: مزدوروں کی مکمل اور بروقت مزدوری کی ادائیگی کو یقینی بنایا گیا۔

انصاف کی فراہمی: مزدوروں کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کیا گیا اور ان کے استحصال کو روکا گیا۔

عزت اور احترام: مزدوروں کی عزت اور احترام کو برقرار رکھا گیا۔

معاشرتی فلاح: مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لئے مناسب اقدامات کیے گئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکومت میں مزدوروں کے حقوق کی پاسداری اور ان کا عدم استحصال ایک اہم پالیسی تھی۔ ان کے نزدیک کسی بھی ریاست کی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہے کہ وہ اپنے مزدوروں اور عام آدمی کو ان کے حقوق فراہم کرے اور ان کا احترام کرے۔ اس طرح کی پالیسیوں سے معاشرتی انصاف اور استحکام کو یقینی بنایا جا سکتا ہے۔

ادائیگی قرض کے لئے مکان کے فروخت کی ممانعت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک، قرض کی ادائیگی میں ڈھیل دینا ایک ایماندار اور انسانی فطرت کی بات ہے۔ ان کی تعلیمات میں معاشرتی انصاف اور احسان کی باتیں آتی ہیں۔

---

(1) مجلسی، بحار الانوار ج:5، ص:103

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے معاشرتی انصاف کے اصولوں کو پاس بھیجا اور محنت کرنے والوں کی مدد کی ضرورت کی بات کی۔ ان کا فرمان ہے" :جو لوگ قرض دینے کے موقع پر ہوں، ان کی ادائیگی میں چھوٹ دینا چاہئے، اور جو لوگ کمزوری میں ہوں، ان کو اور بھی ڈھیل دینا چاہئے۔"[1]

اس سلسلہ میں بحار الانوار میں ایک روایت ہے۔

ابن ولید نے علی سے اور انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ابن ابی عمیر ایک مرد براز تھا اس کا ایک شخص پر دس ہزار درہم قرض تھا۔ اس کا سارا مال جاتا رہا، وہ خالی جاتا ہاتھ ہو گیا مگر قرض کی ادائیگی کے لئے اس شخص کو اپنا رہائشی مکان دس ہزار درہم میں فروخت کر دیا اور رقم لیکر ابن ابی عمیر کے پاس پہنچا۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ ابن ابی عمیر باہر نکلے تو اس نے ان سے کہا یہ آپ کے قرض کی رقم ہے لے لیجئے۔ ابن ابی عمیر نے کہا یہ رقم تمھارے پاس کہاں سے آئی ہے کوئی مر گیا جس کی وراثت علی؟ اس نے کہا نہیں۔ پوچھا پھر یہ سی کا عطیہ ہے؟ کہا نہیں بلکہ میں نے اپنا مکان فروخت کر دیا تا کہ قرض ادا کر دوں۔ تو ابن ابی عمیر نے کہا۔ سنو۔ ذریع محاربی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کوئی اپنے قرض کی ادائیگی کے لئے اپنے جائے پیدائش اور رہائشی مکان سے نہیں نکلے گا۔ یہ رقم واپس لے جاؤ مجھے اس رقم کی ضرورت نہیں اگرچہ خدا کی قسم میں بھی اس وقت ایک ایک درہم کو محتاج ہوں۔ مگر میں تمھاری اس رقم سے ایک درہم بھی نہ لوں گا۔[2]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے احسان کی اہمیت کو سمجھایا اور معاشرتی انصاف کے حوالے سے احسان کی ترویج کی۔ ان کا فرمان ہے:

اگر کوئی آدمی کسی کو قرض دیتا ہے، تو اسے بہترین طریقے سے ادا کرنا چاہئے۔"(نھج البلاغہ)

اس حدیث میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قرض دینے کی ممانعت نہیں کی، بلکہ قرض دینے کو بہترین طریقے سے ادا کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روشنی میں احسان کی باتیں کسی بھی شخص کو قرض دینے سے منع نہیں کرتیں۔

قرض کے لئے ذاتی مکان کی فروخت کرنا ایک آخری انتخاب ہوتا ہے، جب دوسرے حل ناکام ہوں۔ یہ ایک موقت اور آخری ترتیب ہوتی ہے جو صرف اضطراری صورتحال میں استعمال کی جاتی ہے۔ اس معاملہ میں ذاتی مکان کی فروخت کو آخری حل کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے، لیکن یہ بھی آخری موقع کے حساب سے ہونا چاہئے اور اس سے پہلے دوسرے حلوں کی بھرپور تلاش کی جانی چاہئے۔

---

(1) مجلسی، بحار الأنوار، ج:5، ص:145

(2) ایضا، ج:5، ص:288

یتیموں کی معاشی کفالت:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایتوں اور اقوال میں یتیموں کی معاشی کفالت کے لئے بہت اہم مقام ہے۔ ان کی فلاسفہ حکومت میں معاشرتی انصاف اور محنت کرنے والوں کی مدد پر مبنی تھی۔ یتیموں کی معاشی کفالت کی اہمیت کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اقوال میں بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

ایک دن امام علی کرم اللہ وجہہ کوفہ کی گلی میں اکیلے جارہے تھے آپ بھی دیگر مسلمانوں کی طرح سادگی کے ساتھ دھیرے دھیرے چل رہے تھے اور آس پاس نگاہ بھی رکھے ہوئے تھے کیونکہ آپ پورے سماج کے رہبر اور پوری امت کے امام تھے اور ہر ایک پر نظر رکھنا آپ کی ذمہ داری تھی چنانچہ راستہ میں آپ نے ایک عورت کو دیکھا جو پانی کی مشک (قدیم زمانے میں کنویں سے پانی بھرنے کے لئے جانور کے کھال سے ایک ظرف بنایا جاتا تھا) اپنے کندھے پر رکھے جارہی تھی اور اس مشک کے بوجھ کے سبب اس کی سانسیں پھول رہی تھیں آپ نے اس کے قریب پہونچ کر دیکھا تو وہ پوری طرح تھک چکی تھی آپ نے اس سے مشک لیکر اپنے کندھے پر رکھی اور راستہ چلتے ہوئے اس کی خیریت اور حال چال دریافت کئے اس خاتون نے بتایا کہ اس کا شوہر کسی جنگ میں امام علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر کی طرف سے شہید ہو گیا اور اب میں اور میرے یتیم بچے بنا کسی وارث اور سرپرست کے رہ گئے ہیں۔ روایت کہتی ہے کہ علی کرم اللہ وجہہ گھر تو آگئے لیکن آپ کی وہ پوری رات بڑی بے چینی میں گذری پھر صبح سویرے کھانے کے سامان کی گٹھری لیکر اس عورت کے گھر کی طرف چل دیئے راستے میں کئی لوگوں نے چاہا کہ آپ سے وہ سامان لے لیں لیکن آپ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن ہمارے اعمال نامے کا بوجھ کون لیکر چلے گا؟ آپ نے اس عورت کے گھر کے دروازے پر پہونچ کر دق الباب کیا عورت نے پوچھا کون؟ آپ نے جواب دیا: وہی جس نے کل تمہاری مدد کی تھی اور پانی کی مشک گھر تک پہونچایا تھا۔ میں تمہارے بچوں کے لئے کھانے کا کچھ سامان لیکر آیا ہوں دروازہ کھول کر یہ سامان لے لیجئے۔

اس عورت نے کہا: اے بندہ خدا! اللہ تجھ سے راضی رہے اور میرے اور علی کرم اللہ وجہہ کے درمیان فیصلہ کرے۔

امام علی کرم اللہ وجہہ گھر کے اندر گئے اور اس عورت سے کہا تم اپنے بچوں کو بہلاؤ میں تمہارے لئے روٹی پکا دیتا ہوں۔ اس خاتون نے کہا: اے بندہ خدا روٹی پکانا میرا کام ہے میں جلد بنالوں اگر ہو سکے تو تم میرے بچوں کو بہلا لیجئے!

اس عورت نے علی کرم اللہ وجہہ کے لائے ہوئے آٹے کو خمیر کیا اور علی کرم اللہ وجہہ کے لائے ہوئے

گوشت کے کباب بنائے ادھر امام علی کرم اللہ وجہہ بچوں کو کھجور کھلا رہے تھے اور بڑی محبت اور نوازش سے بچوں سے پیش آرہے تھے بچوں کو کچھ کھانے کے لئے دیتے اور ان سے کہتے کہ بچوں اللہ سے کہو کہ علی کرم اللہ وجہہ کو معاف کر دے! جب اس خاتون نے آٹے سے خمیر تیار کر لیا حضرت نے گھر میں بنے تنور میں آگ جلائی اور جب تنور مکمل طور پر روٹی کے لئے تیار ہو گیا تو آپ اپنے چہرے اقدس کو آگ کے قریب لے گئے اور کہہ رہے تھے: اے علی! دیکھو دنیا کی آگ کتنی خطرناک ہے، خیال رکھنا آخرت کی آگ اس سے زیادہ گرم اور خطرناک ہو گی۔ اسی درمیان پڑوس کی ایک خاتون کہ جو علی کرم اللہ وجہہ کو پہچانتی تھی گھر میں داخل ہوئی اور ان بچوں کی ماں پر چلاتی ہوئی بولی: وائے ہو تم پر تمہیں پتہ نہیں کہ یہ کون ہے! یہ مسلمانوں کے خلیفہ اور حاکم اور جانشین رسول خدا ﷺ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ہیں۔ وہ عورت اپنے رویہ سے شرمندہ ہو کر دوڑتی ہوئی امام علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہنے لگی میں آپ سے بہت شرمندہ ہوں مجھے معاف کر دیجئے! لیکن امام علی کرم اللہ وجہہ نے بڑی بردباری کے ساتھ فرمایا کہ تم مجھے معاف کر دو کہ میں ابھی تک تمہاری مشکلات کو دور نہیں کر سکا تھا اللہ سے دعا کرنا کہ وہ علی کرم اللہ وجہہ کو معاف کر دے۔[1]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مرویات میں یتیموں کی معاشی کفالت کی اہمیت اور ان کی مدد کرنے کی ضرورت کو اہمیت دی گئی ہے۔ ان کے نزدیک، یتیموں کی معاشی کفالت اور حقوق کی حفاظت انسانیت کی بات ہے۔

محنت کے ساتھ اللہ سے وسعت رزق کی دعا کرنا:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زندگی میں دینی اور دنیاوی معاملات کے حل میں دعا کی اہمیت کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ ان کے نزدیک، محنت کے ساتھ اللہ سے رزق کی وسعت کی دعا کرنا ایک بندہ مومن کی علامت ہے۔ اس سلسلہ میں ایک روایت ملاحظہ ہو۔

ابو حمزہ ثمالی سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں امام علی بن الحسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اور دیوار پر کچھ چڑیاں بھی تھیں جو آپ کے سامنے شور مچا رہی تھیں۔ تو آپ نے دریافت فرمایا کہ ابو حمز! کیا تم جانتے ہو کہ یہ چڑیاں کیا کہہ رہی ہیں۔ پھر فرمایا کہ یہ آپس میں کلام کر رہی ہیں۔ یہ ان کا وہ وقت ہے جس میں وہ خدا سے روزی کا سوال کرتی ہیں۔ اے ابو حمزہ! طلوع آفتاب سے پہلے نہ سویا کر دمیں تمھارے لیے اس بات کو پسند

(1) مجلسی، بحار الانوار، ج:1، ص:524

نہیں کرتا۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ جب خداوند عالم اپنے بندوں کے لیے رزق کی تقسیم فرماتا ہے جو ہمارے ہاتھوں سے ہوتی ہے۔ [1]

ناجائز مال کو جائز کرنے کے لئے حیلہ اختیار کرنا:

اسلام میں مال کے حلال اور حرام کی تمیز بہت اہمیت رکھتی ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں اور فقہاء کی رائے کے مطابق، کسی بھی ناجائز مال کو جائز کرنے کے لئے حیلہ اختیار کرنا گناہ ہے۔ یہ عمل اسلامی اخلاقیات اور اصولوں کے خلاف ہے۔ مگر ذاتی مال میں کسی کو شریک ٹھرانا جائز ہے۔ اس سلسلہ میں بحار الانوار میں ایک روایت ہے۔

ابو جعفر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ امام علی بن الحسین علیہ السلام حج کے ارادے سے ملنے کے لیے روانہ ہوئے اور مکہ و مدینہ کے درمیان ایک وادی میں پہنچے تھے کہ ایک ڈاکو نے آپ کا راستہ روک لیا اور امام علی کرم اللہ وجہہ سے کہنے لگا کہ سواری سے نیچے اتر آیئے۔ آپ نے دریافت فرمایا، کیوں؟ اُس نے کہا، آپ کو قتل کرنا چاہتا ہوں اور پھر آپ کا سب مال میں لے لوں گا آپ نے جواب دیا، میں تمھیں اپنے مال میں شریک کیے لیتا ہوں تاکہ یہ مال تمھارے لیے جائز ہو جائے۔ اُس نے کہا، جی نہیں، مجھے آپ کا سارے کا سارا مال چاہیے ہے تاکہ میں اس سے مطمئن ہو کہ تصرف میں نے آؤں۔ آپ نے اس بات سے انکار کیا اور دریافت فرمایا، تیرا پروردگار کہاں ہے۔؟ اُس نے کہا، وہ سو رہا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ فوراً دو شیر نمودار ہوئے۔ ایک نے اُس چور (ڈاکو) کا سر دبوچ لیا ،اور دوسرے نے اس کی ٹانگیں پکڑ لیں۔ تو امام کرم اللہ وجہہ نے فرمایا، تیرا تو یہ خیال تھا کہ تیرا پر در گار سو رہا ہے۔ [2]

قرض نجی زندگی وریاست کے لئے زہر قاتل:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قرض کے معاملے پر بہت گہرائی اور حکمت سے روشنی ڈالی ہے۔ ان کے نزدیک قرض کو ذاتی زندگی اور ریاست دونوں کے لئے "زہر قاتل" قرار دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرض نہ صرف مالی مشکلات کا سبب بنتا ہے بلکہ اخلاقی اور سماجی مسائل کا بھی باعث بنتا ہے۔ یہاں ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نقطہ نظر کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں:

---

(1) مجلسی، بحار الانوار، ج:6، ص:32

(2) مجلسی، بحار الانوار، ج:6، ص:52،51

منقول ہے کہ جب امام زین العابدین علی رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا کہ آپ کے پدر گرامی امام حسین علیہ السلام کے ذمے تقریباً ستر ہزار دینار کا فرض واجب الادا ہے تو آپ اس قدر فکر مند ہونے کہ آپ اکثر و بیشتر شب کی آب غذا ترک کر دیتے تھے اور شب کو بیدار رہتے۔ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ آپ اپنے پدر بزرگوار کی طرف سے قرض کے بارے میں پریشان نہ ہوں کیونکہ خداوند عالم نے چشمہ بجنس کے عوض آپ کے پدر بزرگوار کے قرض کو ادا کر دیا ہے جب آپ خواب سے بیدار ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے تو اپنے پر عالی قدر کی۔ اس جائداد کا علم نہیں جسے بجنس کہا جاتا ہے۔ جب دوسری شب آئی تو پھر یہی خواب دیکھا۔ آپ نے اہلِ خانہ سے اس کے بارے میں دریافت فرمایا تو ایک خاتون نے بتایا کہ آپ کے پدر عالی قدر کا ایک رومی غلام تھا جسے بجنس کہا جاتا تھا اس نے مقام ذو خشب میں آپ کے لیے زمین کھود کر ایک چشمہ بر آمد کیا تھا۔ چند دن گزرے تھے کہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے امام علی ابن الحسین کی خدمت میں اپنا قاصد بھیجا کہ مقام ذو خشب میں آپ کے پدر بزرگوار کے ایک چشمہ کا ذکر مجھ سے کیا گیا ہے جو بجنس کے نام سے مشہور ہے اگر آپ اسے فروخت کرنا پسند فرمائیں تو میں اسے خریدنے کے لیے تیار ہوں۔ امام علی کرم اللہ وجہہ نام نے جواب دیا کہ تو اس پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام کے قرض کے عوض لے سکتا ہے اور اس بارے میں امام علی کرم اللہ وجہہ کلام نے اُسے ساری بات سے آگاہ فرمادیا چنانچہ اس نے جواب دیا کہ میں نے اسے قبول کیا۔[1]

اس سلسلہ میں بحار الانوار کی ایک اور روایت ملاحظہ ہو۔

عیسیٰ بن عبد اللہ سے مروی ہے۔ عبد اللہ بن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آیا تو ان کے قرض خواہ اموجود پاس کہ میرے تو کچھ نہیں ہے کہ میں تمھیں دے سکوں۔ البتہ تم میرے چازاد بھائی حضرت علی ابن الحسین رضی اللہ عنہ اوہوئے اور انھوں نے اپنے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کیا تو عبد اللہ کہنے لگے کہ میرے پاس تو اور عبد اللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہ میں سے کسی ایک کے بارے میں اطمینان رکھو کہ وہ ادا کر دیں گے۔ قرض خواہوں نے کہا کہ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ تولیت و لعل کرنے والے شخص ہیں، البتہ حضرت علی ابن الحسین رضی اللہ عنہ معقول اور قابل وثوق اور چیتے ہیں لیکن مالدار نہیں ہیں۔ چنانچہ انھوں نے اس کی اطلاع حیاب امام علی کرم اللہ وجہہ کو دی تو آپ نے فرمایا کہ میں فلاں سے اس کی ادائیگی کا ضامن ہوں۔ حالانکہ آپ کے پاس غلہ بالکل نہ

---

(1) ایضا،ج:6،ص:65،66

تھا لیکن قرض خواہوں نے آپ کی بات پر اطمینان و اعتماد ظاہر کیا۔ اور آپ کی بات مان لی، امام علی کرم اللہ وجہہ ادائیگی قرض کے ضامن ہوگئے۔ جب غلہ آیا تو خدا نے اتنی برکت عطا فرمادی کہ آپ نے بخوبی قرض ادا فرمادیا۔[1]

قرض نجی یا ریاستی زندگی کے لئے زہر قاتل ہے۔ ذیل میں قرض کے اثرات اور نقصانات ذکر کئے جاتے ہیں۔

ذاتی زندگی میں قرض کے نقصانات

مالی مشکلات : قرض لینے والا شخص عموماً مالی پریشانیوں کا سامنا کرتا ہے۔ قرض کی ادائیگی کی فکر اور اس کے ساتھ آنے والے سود کی وجہ سے انسان کی مالی حالت مزید بگڑ سکتی ہے۔

نفسیاتی دباؤ : قرض کا بوجھ انسان کو نفسیاتی طور پر پریشان کر دیتا ہے۔ ادائیگی کی فکر، وقت پر پیسے نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہونے والا دباؤ، اور قرض دہندہ کا سامنا کرنے کی شرمندگی انسان کی ذہنی صحت کو متاثر کرتی ہے۔

اخلاقی و دینی نقصانات : قرض نہ چکانے کی صورت میں انسان جھوٹ، وعدہ خلافی اور دوسرے اخلاقی کمزوریوں کی طرف مائل ہو سکتا ہے، جو دین اور اخلاقیات دونوں کے خلاف ہیں۔

ریاست کے لئے قرض کے نقصانات

معاشی خود مختاری کا نقصان: قرضوں پر انحصار کرنے والی ریاست اپنی مالی خود مختاری کھو دیتی ہے۔ بین الاقوامی قرض دہندگان کی شرائط اور مطالبات کی وجہ سے ملک کی پالیسیوں پر بیرونی دباؤ بڑھ جاتا ہے۔

اقتصادی بحران : زیادہ قرض لینے والی ریاستیں اقتصادی بحران کا شکار ہو سکتی ہیں۔ قرض کی ادائیگی کے لیے زیادہ ٹیکسز لگانا پڑتے ہیں، جس سے عوام کی حالت اور ملکی معیشت خراب ہوتی ہے۔

ترقی کی رکاوٹ : قرض کی ادائیگی میں ملک کے وسائل کا ایک بڑا حصہ خرچ ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے ترقیاتی منصوبے اور عوامی خدمات متاثر ہوتی ہیں۔

---

(1) مجلسی، بحار الانوار، ج:6، ص:101

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکمت اور بصیرت کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے قرض کو ذاتی اور ریاستی دونوں سطحوں پر نقصان دہ قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک قرض سے بچنا اور مالی معاملات میں احتیاط برتنا ضروری ہے تاکہ فرد اور معاشرہ دونوں ترقی کر سکیں اور مالی مشکلات سے بچ سکیں۔

مہنگائی میں عام آدمی کیا کرے:

بحار الانوار کی روشنی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مہنگائی اور اقتصادی مشکلات کے دوران صبر، قناعت، دیانت داری، باہمی تعاون، فضول خرچی سے بچنا، علم و حکمت سے کام لینا، اللہ پر توکل اور صحت کا خیال رکھنے کی تاکید کی ہے۔ ان اصولوں پر عمل کر کے عام آدمی مہنگائی اور اقتصادی مشکلات کا بہتر طریقے سے مقابلہ کر سکتا ہے۔

ابو حمزہ ثمالی سے منقول ہے کہ امام زین العابدین علا کام اس قدر قناعت پسند واقع ہوئے تھے کہ جب چند اشیاء خور و نوش کے نرخ بڑھے اور آپ کو اس کے خبر گئی تو امام علیہ سلام نے ارشاد فرمایا کہ مہنگائی کا ہم پر کیا اور ہو سکتا ہے جب کہ ہم اللہ کے قانع پسند ادمیوں میں سے ہیں۔[1]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ہمیشہ صبر اور قناعت کی تلقین کی ہے۔ مہنگائی کے دوران صبر اور قناعت سے کام لینا ضروری ہے۔

روزی کی تلاش کی کوشش کرنا:

بحار الانوار کی روشنی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعلیمات کے مطابق روزی کی تلاش میں محنت، کوشش اور حلال ذرائع کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ ان کے نزدیک محنت کرنا ایک عبادت ہے اور اللہ پر توکل کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھوں سے کام کرنا انسان کے لیے ضروری ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے محنت اور کوشش کو زندگی کا لازمی جزو قرار دیا ہے اور اس بات پر زور دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ محنت کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

ایک مرتبہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ صبح سویرے روزی کی تلاش میں اپنے بہیت اپنے بیت الشرف سے برے بر آمد ہوئے تو کسی نے آپ سے عرض کیا کہ فرزند رسول! کہاں کا ارادہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اپنے عیال

(1) مجلسی، بحار الانوار، ج:6، ص:69

کے لیے صدقہ کی تلاش میں ہوں۔ کسی نے تعجب سے سوال کیا کہ حضور آپ اور صدقہ لیں گے ؟ آپ نے جواب دیا کہ جو شخص خدا سے حلال روزی کا طالب ہو تو وہ روزی اس کے لیے خدا کی طرف سے صدقہ ہوتی ہے۔[1]

سربراہ مملکت کی طرف سے غریب طبقہ کی کفالت کرنا:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکومت میں غریب طبقہ کی کفالت کا نظام انسانیت، انصاف، اور احسان کے اصولوں پر مبنی تھا۔ ان کی حکومت میں غریبوں کی معاشی، سماجی، اور فرہنگی بہبود کو فوراً عمل میں لایا گیا۔ اس سلسلہ میں بحار الانوار کی ایک رویت ملاحظہ ہو۔

منقول ہے کہ حضرت امام زین العابدین علی اسلام اپنے چچازاد بھائی کے کے پاس رات کے وقت بھیس بدل کر جایا کرتے۔ اور انھیں دا حسب ضرورت دینار وغیرہ دے دیتے تھے مگر آپ کے۔ برادر غم یہ کہتے پھرتے نے تھے تھے کہ کہ راامام علی بن الحسین علیہ السلام، تومیرے۔ ساتھ کوئی تعاون ہی نہیں کرتے۔ خدا کرتے۔ خدا انھیں کوئی جزائے خیر نہ دے۔ امام علی کرم اللہ وجہہ ان کی اس بیہودہ گوئی کو صبر سے سنتے تھے اور ان پر اپنے حسن سلوک کو ظاہر نہ فرماتے۔ تھے۔ لیکن جب امام علی کرم اللہ وجہہ یہ کام کی دنیا سے رحلت ہوئی اور ان ن۔ کے پاس شب کے اندھیرے میں درہم و دینار دینے نے والا و کوئی نہ آیا تب وہ سمجھ گئے کہ میرے ساتھ وہ حسن سلوک کرنے والے میرے برادر امام علی بن الحسین علیت کام ہی تھے چنانچہ وہ امام علی کرم اللہ وجہہ کی قبر مبارک پر حاضر ہوئے اور خوب گریہ وبکا کیا۔[2]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکومت میں احسان اور عدل کا مقام بہت بلند تھا۔ غریبوں کو انصاف کے ساتھ معاشی اور سماجی سہولت فراہم کی جاتی تھی، اور ان کی مدد اور کفالت کی جاتی تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکومت میں غریب طبقہ کی کفالت کرنے کی پالیسی معاشی، سماجی، اور روحانی بہبود کو فروغ دینے پر مبنی تھی، جس کا مقصد عدل و انصاف کی بنیادوں پر سماجی امن اور فلاح کو بڑھانا تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی: بحار الانوار، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا تقابلی مطالعہ

---

(1) مجلسی، بحار الانوار، ج:6، ص:80

(2) ایضا، ج:6، ص:107

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی اسلامی تاریخ کا ایک اہم موضوع ہے۔ ان کی معاشی پالیسیوں اور حکمت عملی کو بحار الانوار، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مختلف زاویوں سے بیان کیا گیا ہے۔ ان تین کتب کے مطالعے سے ہمیں ان کی معیشت سے متعلق حکمت عملی کے بارے میں مختلف پہلو معلوم ہوتے ہیں۔

زکوۃ اور مالی احسان بحار الانوار کی روشنی میں

بحار الانوار میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زکوۃ کی اہمیت پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اس کتاب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ زکوۃ کے ذریعے مالی انصاف کو یقینی بنایا جاتا ہے اور اس کے ذریعے معاشرتی توازن قائم ہوتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے دورِ خلافت میں زکوۃ کی تقسیم کے لیے سخت قواعد وضع کیے اور اس کی تقسیم کو منصفانہ بنانے کے لیے خاص توجہ دی۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی زکوۃ کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ ان کتب میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی روایات شامل ہیں جو زکوۃ کی فرضیت اور اس کے فوائد کو بیان کرتی ہیں۔ زکوۃ کو ایک ایسا نظام قرار دیا گیا ہے جو غریبوں کی مدد کرتا ہے اور معاشی فرق کو کم کرتا ہے۔

جہاد کے مصارف بحار الانوار کی روشنی میں

بحار الانوار میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور میں جہاد کے مصارف کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جہاد کی تیاری اور اس کے لیے مالی وسائل کو بڑی اہمیت دی۔ ان کے نزدیک جہاد کے لیے مالی امداد کی فراہمی ایک اہم فریضہ تھا۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی جہاد کے مصارف کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ ان کتب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایسی روایات شامل ہیں جن میں جہاد کی فضیلت اور اس کے لیے مالی امداد کی ضرورت کو بیان کیا گیا ہے۔ ان احادیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت دیگر اعمال سے زیادہ ہے۔

سود اور یتیم کا مال بحار الانوار کی روشنی میں

بحار الانوار میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سود کی مذمت کی ہے اور اسے معاشی نظام کے لیے نقصان دہ قرار دیا ہے۔ اسی طرح، یتیم کا مال کھانے کو بھی ایک بڑا گناہ قرار دیا ہے اور اس کے برے اثرات کو بیان کیا ہے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی سود اور یتیم کا مال کھانے کی مذمت کی گئی ہے۔ ان کتب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایات شامل ہیں جن میں ان دونوں چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے اور ان کے برے اثرات کو بیان کیا گیا ہے۔

زمین کی اشتمال (حد بندی (بحار الانوار)

بحار الانوار میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زمین کی حد بندی کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ انہوں نے غیر قانونی قبضے اور زمین کی حد بندی کو توڑنے کی سخت مذمت کی ہے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایسی روایات شامل ہیں جن میں زمین کی حد بندی کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے اور غیر قانونی قبضے کو منع کیا گیا ہے۔

اقرباء کی کفالت اور وقف کا مال، بحار الانوار

بحار الانوار میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اقرباء کی کفالت اور ان کی مدد کو بڑی اہمیت دی ہے۔ انہوں نے اقرباء کی کفالت پر زور دیا اور ان کی مدد کرنے کو ضروری قرار دیا۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایسی روایات شامل ہیں جن میں اقرباء کی کفالت کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔ ان کتب میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وقف کا مال کسی اور مقصد کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

خلاصۃ البحث

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی کو بحار الانوار، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ان کتب کے تقابلی مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے زکوۃ، جہاد کے مصارف، سود، یتیم کا مال، زمین کی حد بندی اور اقرباء کی کفالت جیسے موضوعات پر خاص زور دیا۔ ان کی پالیسیوں اور حکمت عملیوں کا مقصد ایک منصفانہ اور مستحکم معاشی نظام کا قیام تھا۔ باب سوم کے تحت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی کو صحیحین اور بحار الانوار کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے، جس میں اسلامی معیشت کے اصولوں پر زور دیا گیا ہے۔

فصل اول میں صحیحین کی روشنی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی پر بحث کی گئی ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں زکوۃ کی اہمیت، مالی احسان، محنت اور رزق کی معاشی حکمت، عدل و انصاف، توکل علی اللہ، اور غنیمت کے مسائل جیسے موضوعات شامل ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جہاد کے مصارف اور وقف کے اخراجات پر بھی توجہ دی، جس میں معاشرتی اور دینی مقاصد کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سود خوری اور یتیم کے مال کھانے کو بڑا گناہ قرار دیا، اور زمین کی اشتمال یا حد بندی کی حفاظت پر زور دیا۔

فصل دوم میں بحار الانوار کی روشنی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی کا جائزہ لیا گیا ہے۔ بحار الانوار میں مختلف دینی موضوعات، جیسے رزق کے بارے میں اسلامی تعلیمات، دنیا و دولت سے تعلق، نجی زندگی میں معاشی خوشحالی و سادگی، قرض کی ادائیگی، مزدوروں کا عدم استحصال، اور یتیموں کی معاشی کفالت پر زور دیا گیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سادگی، قناعت، اور عدل و انصاف پر مبنی معاشی پالیسیوں کو اپنایا اور معاشرتی انصاف کے اصولوں کی پاسداری کی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی اسلامی تعلیمات پر مبنی تھی جس کا مقصد ایک منصفانہ، متوازن، اور مستحکم معاشرتی نظام کا قیام تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جہاد کے مصارف اور وقف کے اخراجات کو اہمیت دی۔ صحیح مسلم میں روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مسجد حرام کو آباد کرنے کے بجائے جہاد فی سبیل اللہ کو افضل قرار دیا۔ سود خوری اور یتیم کا مال کھانا کو بھی بڑے گناہوں میں شامل کیا ہے۔ انہوں نے زمین کی حد بندی کو احترام دینے اور اس کی حفاظت کرنے کی بات کی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے

نزدیک خلیفہ کے مالی اختیارات کو اسلامی شریعت کے مطابق استعمال کرنا ضروری ہے۔ انہوں نے انصاف، امانت داری، عوامی فلاح و بہبود، ذاتی مفاد سے اجتناب، اور شفافیت کو مالی اختیارات کے اہم اصول قرار دیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک مال غنیمت کی تقسیم کا اختیار اسلامی ریاست کے سربراہ، یعنی خلیفہ یا امام کو ہے۔ مال غنیمت کو شرعی اصولوں کے تحت تقسیم کرنا ہوتا ہے۔

"بحار الانوار" شیعہ احادیث کی جامع انسائیکلوپیڈیا ہے، جس میں مختلف دینی موضوعات شامل ہیں۔ علامہ محمد باقر مجلسی کی یہ کتاب دینی علوم میں ایک قیمتی خزانہ ہے۔ بحار الانوار میں معیشت سے متعلق روایات اور احادیث کا جائزہ لیتے وقت چند اہم نکات پر غور کیا جاسکتا ہے:

رزق کے بارے میں اسلام کا بنیادی عقیدہ : حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رزق کو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور عنایت کے طور پر بیان کیا ہے۔

دنیا و دولت سے تعلق بقدر ضرورت : حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک دنیا اور دولت سے تعلق بقدر ضرورت ہونا چاہئے۔

مومن کے نزدیک آخرت کی برتری : حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دنیا کی عارضی زندگی کو آخرت کی تیاری کے طور پر گزارنے کی تلقین کی ہے۔

نجی زندگی میں معاشی خوشحالی و سادگی : حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعلیمات میں نجی زندگی میں معاشی خوشحالی اور سادگی کو اہمیت دی گئی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی تقریب سادگی کی مثالی مثال ہے۔ ان کے نکاح نے اسلامی معاشرت میں شادی کی تقریب کو بوجھل خرچوں سے بچنے اور سادگی اختیار کرنے کی تعلیم دی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بیت المال کی منصفانہ تقسیم کا اصول اپنایا۔ انہوں نے مالی وسائل کی مساوی تقسیم کو یقینی بنایا اور اقربا پروری سے اجتناب کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قرض کی ادائیگی میں ڈھیل دینے اور احسان کرنے کی تلقین کی ہے۔ ان کی تعلیمات میں معاشرتی انصاف اور احسان کی باتیں شامل ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایتوں میں یتیموں کی معاشی کفالت کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔ انہوں نے یتیموں کی مدد کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے محنت کے ساتھ اللہ سے رزق کی وسعت کی دعا کرنے کو اہم قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک محنت کرنا ایک عبادت ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ممنوعہ اشیاء جیسے کہ ریشمی کپڑے اور سونا کو مردوں کے لئے حرام قرار دیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے غریب طبقہ کی کفالت کو اہمیت دی اور ان کی معاشی

بہبود کے لئے اقدامات کئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی کو صحیحین اور بحار الانوار کی روشنی میں مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ان کی تعلیمات میں زکوۃ، جہاد کے مصارف، سود، یتیم کا مال، زمین کی حد بندی اور اقرباء کی کفالت جیسے موضوعات پر خاص زور دیا گیا ہے۔ ان کی پالیسیوں اور حکمت عملیوں کا مقصد ایک منصفانہ اور مستحکم معاشی نظام کا قیام تھا۔

باب چہارم
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی اور عصری معنویت

فصل اول: معاشی اصلاحات اور معاشی منصوبہ بندی
فصل دوم: ریاست کی معاشی ذمہ داریاں و معاشی استحکام

فصل اول

معاشی اصلاحات اور معاشی منصوبہ بندی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی اور اصلاحات کی بنیادوں پر ایک جامع جائزہ لیتے ہوئے، ہمیں ان کے دور حکومت میں کیے گئے متعدد اقدامات اور پالیسیوں کو دیکھنا پڑتا ہے جنہوں نے ان کے دور میں عدل و انصاف کی مثال قائم کی۔

معاشی اصلاحات

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے دورِ خلافت میں جو معاشی حکمت عملی اپنائی، وہ اصول و قواعد پر مبنی تھی جن کی بنیاد عدل، انصاف اور عوام کی فلاح و بہبود پر تھی۔ ان کی معاشی حکمت عملی میں چند اہم نکات شامل ہیں:

معاشی ترقی کے لئے تعلیمی اصلاحات:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک معیشت اور تعلیم لازم و ملزوم ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی میں ان دونوں کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے کیونکہ دونوں معاشرتی اور انفرادی ترقی کے لئے ضروری ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے معیشت کو معاشرتی استحکام اور انصاف کے لئے بنیادی حیثیت دی۔ ان کے نزدیک معاشی انصاف، دولت کی منصفانہ تقسیم، اور غربت کا خاتمہ ایک منظم معاشرتی ڈھانچے کے لئے ضروری ہے۔ اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تعلیم پر بھی بہت زیادہ زور دیا ہے۔ ان کے نزدیک علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ علم ایک ایسا سرمایہ ہے جو نہ صرف فرد کو بلکہ پوری قوم کو ترقی کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک معیشت اور تعلیم کے درمیان ایک گہرا تعلق ہے۔ ان کے نزدیک ایک مضبوط معیشت کے بغیر تعلیم کو فروغ نہیں دیا جا سکتا، اور بغیر تعلیم کے معیشت کو مضبوط نہیں بنایا جا سکتا۔ ان کا ماننا تھا کہ تعلیم کے ذریعے افراد کو معاشی طور پر خود کفیل بنایا جا سکتا ہے، اور معاشی استحکام کے بغیر ایک قوم ترقی نہیں کر سکتی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکمت عملی میں معیشت اور تعلیم دونوں کو لازم و ملزوم قرار دیا گیا ہے۔ ان کے نزدیک ایک منصفانہ اور مضبوط معاشرتی ڈھانچے کے لئے دونوں چیزوں کو عصری تقاضوں کے مطابق ڈھالنا ضروری ہے۔ جو کہ ایک متوازن اور ترقی یافتہ معاشرتی نظام کے قیام کے لئے ضروری ہیں۔ یہی وہ راہ ہے جس پر عمل پیرا ہو کر ہم اپنی تعلیمی پس ماندگی اور معاشی ناہمواریوں کو دور کرسکتے ہیں اور معاشرے میں سر اٹھا کر جی سکتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

"العلم اصل کل خیر[1]"

"علم ہر اچھائی کی بنیاد ہے"۔

فرمایا

"ایها الناس اعلموا انّ کمال الدین طلب العلم و العمل به" [2]

"اے لوگو! جان لو کہ دین کا کمال یہ ہے کہ علم حاصل کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے"۔

آپ تعلیم و تعلم کے اس قدر شیدا تھے کہ تاریخی کتب میں ملتا ہے کہ میدان جنگ میں بھی اگر کوئی سپاہی آپ سے کوئی سوال کرتا تو آپ اسے فوراً جواب دیتے اور اس کے فکری شبہات کا ازالہ کرتے۔ حتیٰ اگر ایک ہی سوال آپ سے کئی بار بھی ہوتا تو بھی آپ جواب دینے میں کوئی تامل نہیں کرتے اور جس حالت میں ہوتے اسی حالت میں جواب دیتے چنانچہ جنگ جمل میں ایک سپاہی نے آپ سے خدا کی وحدانیت کے بارے میں سوال کیا تو لشکریوں نے اسے ٹوکا اور کہا یہ کون سی سوال کرنے کی جگہ ہے؟ تو امام نے جواب دیا:

" دعوه فانّ الّذی یریده الا عرابی هو الّذی نریده من القوم" سلونی سلونی قبل ان تفقدونی[3]"

یہ وہ جملہ ہے جسے تاریخ کبھی بھلا نہیں پائے گی، آپ کی نظر میں تعلیم کس قدر اہمیت ہے اس کا اندازہ ان روایات سے لگایا جا سکتا ہے۔

(1) مجلسی، بحار الانوار، ج:1، ص:177

(2) ایضاً:177

(3) ایضاً:177

” (ایها الناس انّ لی علیکم حقا و لکم علیّ حق فامّا حقکم علیّ فالنصیحة لکم و توفیر فیئکم علیکم و تعلیمکم کی لا تجھلوا و تأدیبکم کیما تعلموا“[1]

”اے لوگو! ایک حق میرا تمھارے اوپر ہے اور ایک حق تمھارا میرے اوپر ہے۔ تمھارا حق جو میرے اوپر ہے وہ یہ کہ میں تمہیں نصیحت کروں اور تمھاری معیشت کو نظم بخشوں اور تمہیں تعلیم دوں تا کہ تم جاھل نہ رہ جاؤ“۔

سود کا خاتمہ اور اس کے معاشی اثرات:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک معاشی ترقی کے لیے سود کا خاتمہ ضروری ہے کیونکہ سودی نظام معاشرتی اور معاشی انصاف کے خلاف ہے اور معاشرے میں استحصال اور ظلم کو فروغ دیتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سود کے نقصانات کو واضح کرتے ہوئے اس کے خاتمے پر زور دیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سود کو معاشرتی عدل اور انصاف کے منافی قرار دیا۔ سودی نظام امیر اور غریب کے درمیان فرق کو بڑھاتا ہے اور معاشرتی ناہمواریوں کو فروغ دیتا ہے۔ سودی لین دین میں، قرض دہندگان بلا محنت کے پیسہ کما لیتے ہیں جبکہ قرض داروں کو مزید مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک، یہ معاشرتی انصاف اور مساوات کے اصولوں کے خلاف ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا": سود کے خلاف جنگ کرو، کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے خلاف جنگ ہے۔"[2]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے فرامین میں سود کی مذمت کرتے ہوئے اس کے معاشرتی اور معاشی نقصانات کو واضح کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ سودی لین دین میں اصل قرض اور اس پر اضافی سود دونوں کو واپس کرنا ظلم کے مترادف ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرامین میں سود کے بارے میں کئی حوالے موجود ہیں جو سود کے نقصانات اور اس کی ممانعت کی اہمیت کو واضح کرتے ہیں۔ ان فرامین میں انہوں نے سود کو ظلم اور استحصال قرار دیا ہے اور اس کے خاتمے پر زور دیا ہے۔

---

(1) رضی، نہج البلاغہ ص:124

(2) مجلسی، بحار الانوار، کتاب الزکوۃ، باب 28ج:5، ص:235

"سود کا خاتمہ نہ صرف فرد کی بلکہ پوری معاشرتی اور معاشی نظام کی بہتری کے لیے ضروری ہے۔ سود کے بغیر نظام میں لوگوں کے درمیان ہمدردی، تعاون، اور انصاف فروغ پاتا ہے۔"

عصر حاضر میں سود کا خاتمہ:

آج کے دور میں بھی، سود کے خاتمے کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے۔ سودی نظام کی وجہ سے پیدا ہونے والی معاشی ناہمواریوں اور استحصال کو کم کرنے کے لیے اسلامی مالیاتی نظام اور اصولوں کی پیروی کی جا رہی ہے۔ اسلامی بینکنگ اور مالیاتی ادارے سود کے بغیر مالیاتی خدمات فراہم کر کے معاشرتی انصاف اور معاشی ترقی کو فروغ دے رہے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک سود کا خاتمہ معاشرتی اور معاشی انصاف کے لیے ضروری ہے۔ ان کے فرامین میں سود کی مذمت اور اس کے معاشرتی اور معاشی نقصانات کی وضاحت موجود ہے۔ سود کے خاتمے سے معاشرتی ناہمواریوں کو کم کیا جا سکتا ہے اور ایک منصفانہ اور مستحکم معاشی نظام قائم کیا جا سکتا ہے۔

(2) رشوت و بدعنوانی کا خاتمہ:

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے دور حکومت میں رشوت اور کرپشن کے خاتمے کے لیے کی جانے والی معاشی اصلاحات کے حوالے سے نہج البلاغہ اور دیگر کتب میں تفصیل سے ذکر موجود ہے۔ ذیل میں کچھ اہم حوالہ جات پیش کیے جا رہے ہیں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکومت میں رشوت اور کرپشن کے خاتمے کے لیے اٹھائے گئے اقدامات کو واضح کرتے ہیں:

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا مالک اشتر کو لکھا گیا خط نہج البلاغہ میں موجود ہے اور اس میں کئی اہم ہدایات شامل ہیں جو ایک حاکم کو حکومت کرنے کے اصولوں اور عوام کے حقوق کے تحفظ کے بارے میں ہیں۔ یہاں خط کا مختصر متن پیش کیا جا رہا ہے:

"یہ فرمان، اللہ کے بندے، علی امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کا ہے، مالک بن حارث الاشتر کے نام جب کہ انہیں مصر کا والی مقرر کیا ہے تاکہ اس کے خراج کو جمع کریں، اور اس کے دشمنوں سے جنگ کریں، اور اس کے باشندوں کی اصلاح کریں، اور شہروں کو آباد کریں۔ میں تمہیں اللہ سے ڈرنے، اور اللہ کی اطاعت کو مقدم رکھنے کا حکم دیتا ہوں، اور اس کے احکام پر چلنے، اور اس کی کتاب کی پیروی کرنے کا، جو فرض تم پر اور مجھ پر ہے، اس میں کوئی نیکی اس کے بغیر انجام کو نہیں پہنچ سکتی۔ اپنے نفس کو حرص سے روکنا اور اپنے دل کو پرہیزگاری اور اللہ کی یاد سے زندہ رکھنا، اور عدل و انصاف کو اپنے نزدیک اپنانا، اور عوام کی طرف جھکاؤ رکھنا، اور ہر ایک کے ساتھ نیکی کرنا، کہ اللہ کا تم

پر حق ہے۔ اپنی رعیت پر شیر نہ بن جانا کہ ان کو کھا جاؤ، کیونکہ رعیت دو قسم کی ہے: یا تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں، یا خلقت میں تمہارے ہم مثل ہیں۔ ان کے عیوب اور کمزوریوں کو معاف کرو جیسے تم اپنے عیوب اور کمزوریوں کو معاف کروانا چاہتے ہو، اور ان کے ساتھ رحم دلی سے پیش آؤ جیسے تم اپنے ساتھ رحم دلی سے پیش آنے کو پسند کرتے ہو۔ اس بارے میں ہوشیار رہو کہ ان کے معاملات میں غفلت نہ برتو، اور ان کے حقوق کو پامال نہ کرو، کیونکہ تم ان کے حق میں جواب دہ ہوگے۔[1]"

اس خط میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مصر کے گورنر مالک اشتر کو حکومت کرنے کے اصول اور عوام کے حقوق کے تحفظ کے بارے میں ہدایات دیں۔ اس میں خاص طور پر رشوت اور کرپشن کے خاتمے کے لیے بھی احکام موجود ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عوامی عہدے داروں کی سخت نگرانی کی اور ان کی بدعنوانیوں کو برداشت نہیں کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قاضیوں کو حکم دیا کہ وہ بلا خوف و خطر اور کسی دباؤ کے بغیر فیصلے کریں۔ انہوں نے کہا:

"قاضیوں کو ہمیشہ حق اور انصاف کے ساتھ فیصلے کرنے چاہیے، اور انہیں کسی قسم کی رشوت اور جانبداری سے بچنا چاہیے۔[2]"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بیت المال کے استعمال کے سخت اصول وضع کیے اور اس کے منصفانہ استعمال کو یقینی بنایا۔ انہوں نے فرمایا": بیت المال عوام کی امانت ہے اور اسے صرف عوام کی فلاح و بہبود کے لیے استعمال کیا جانا چاہیے۔[3]"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے گورنروں کی تقرری میں انتہائی احتیاط برتی اور صرف ان افراد کو منتخب کیا جو دیانت دار اور عوام کے خدمت گزار ہوں۔ انہوں نے فرمایا": کسی بھی شخص کو عہدے پر فائز کرنے سے پہلے اس کی دیانت داری اور انصاف پسندی کو جانچنا ضروری ہے۔[4]"

"حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ اگر میرے حاکم رشوت لیں تو میں ان کے ہاتھ کاٹ دوں گا۔ انہوں نے سختی سے رشوت اور بدعنوانی کے خاتمے کی کوشش کی۔"

---

(1) رضی، نہج البلاغہ، ج:1، ص:430-426

(2) سیوطی، جلال الدین، تاریخ الخلفاء، (بیروت: دار الکتب 1989ء)، ص:200

(3) سیوطی، تاریخ الخلفاء، ص:201

(4) ایضاً، ص:203

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے دور خلافت میں رشوت اور کرپشن کے خاتمے کے لیے کئی اہم اصلاحات کیں۔ انہوں نے قاضیوں اور گورنروں کو سخت ہدایات دیں، عوامی خزانہ کے منصفانہ استعمال کو یقینی بنایا اور عوامی عہدے داروں کی سخت نگرانی کی۔ ان کے یہ اقدامات اور اقوال آج بھی کرپشن کے خاتمے کے لیے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

رشوت کے خاتمے کی پالیسی

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی حکومت میں رشوت اور بدعنوانی کے خاتمے کے لیے کئی اہم اصلاحات کی گئیں۔ ڈاکٹر علی محمد الصلابی نے اپنی کتاب "الامام علی بن ابی طالبؓ کی حکومت" میں ان اصلاحات کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ ذیل میں اس کتاب کے اصل متن سے کچھ اہم اقتباسات پیش کیے جا رہے ہیں:

"حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے گورنروں اور عاملوں کو سخت ہدایات دیں کہ وہ کسی بھی صورت میں رشوت نہ لیں اور عوام کے ساتھ انصاف اور دیانت داری سے پیش آئیں۔ انہوں نے فرمایا: 'رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنم میں جائیں گے۔' انہوں نے کہا کہ اگر کسی نے رشوت لی تو اس کی سخت سزا دی جائے گی۔[1]"

"حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: 'حکومت کی بقا انصاف پر ہے، اور ظلم سے حکومت تباہ ہو جاتی ہے۔' انہوں نے اپنے عہدے داروں کو حکم دیا کہ وہ عوام کی خدمت کریں اور ان کے حقوق کا تحفظ کریں۔[2]"

"حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بیت المال کے استعمال کے سخت اصول وضع کیے اور اس کے منصفانہ استعمال کو یقینی بنایا۔ انہوں نے کہا: 'بیت المال عوام کی امانت ہے اور اسے صرف عوام کی فلاح و بہبود کے لیے استعمال کیا جانا چاہیے۔[3]'"

گورنروں اور عاملوں کی نگرانی:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے گورنروں اور عاملوں کو سختی سے ہدایت کی کہ وہ رشوت نہ لیں۔ انہوں نے تاکید کی کہ عوام کے ساتھ انصاف اور دیانت داری سے پیش آئیں۔

(1) صلابی، محمد علی، الامام علی بن ابی طالبؓ کی حکومت (بیروت: دار ابن کثیر، س،ن)، 2/155

(2) صلابی، محمد علی، الامام علی بن ابی طالبؓ کی حکومت، ص:155

(3) ایضاً، ص:151

رشوت کی سخت سزا:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رشوت لینے والے عہدے داروں کے لیے سخت سزائیں مقرر کیں۔

انصاف پر مبنی حکومت:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا: 'حکومت کی بقا انصاف پر ہے، اور ظلم سے حکومت تباہ ہو جاتی ہے۔' انہوں نے اپنے عہدے داروں کو انصاف پر مبنی حکومت چلانے کی ہدایت دی۔

بیت المال کا منصفانہ استعمال:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بیت المال کے استعمال کے سخت اصول وضع کیے اور کہا کہ یہ عوام کی امانت ہے اور اسے صرف عوام کی فلاح و بہبود کے لیے استعمال کیا جانا چاہیے۔[1]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے دور حکومت میں رشوت اور بدعنوانی کے خاتمے کے لیے سخت اقدامات کیے اور اپنے عہدے داروں کو انصاف اور دیانت داری کی تلقین کی۔ انہوں نے رشوت لینے والوں کے لیے سخت سزائیں مقرر کیں اور بیت المال کے منصفانہ استعمال کو یقینی بنایا۔ ان کی یہ اصلاحات اور تعلیمات آج بھی ہمارے لیے ایک مثال ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے دور حکومت میں رشوت اور کرپشن کے خاتمے کے لیے کئی اہم اصلاحات کیں۔ ان اصلاحات میں عدلیہ کی آزادی، گورنروں کی سخت نگرانی، اور بیت المال کے منصفانہ استعمال شامل ہیں۔

معاشی اصلاحات کے لئے کاروباری دھوکا دہی کا خاتمہ:

ملکی و غیر ملکی سطح پر چھوٹے بڑے کاروباری معاملات، بھروسے اور اعتبار ہی کے سہارے ترقی پزیر ہوتے ہیں، اور دھوکے کی وجہ سے یہ اعتبار ختم ہو جاتا، کاروبار کی جڑیں کھوکھلی ہو تیں اور سرد بازاری جنم لیتی ہے، اسی لئے زبردست اور دور اندیش معیشت دان کی حیثیت سے حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نہ صرف دھوکا باز کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے فرمایا جو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔

---

(1) صلابی، محمد علی، الامام علی بن ابی طالبؓ کی حکومت، 160-151

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے نزدیک کاروباری دھوکہ دہی کا خاتمہ ضروری تھا اور انہوں نے اپنے دور حکومت میں اس کے لیے کئی اہم اقدامات کیے۔ یہاں میں "الامام علی بن ابی طالبؓ کی حکومت" کتاب کے متن سے کچھ اہم اقتباسات اور حوالہ جات پیش کر رہا ہوں جو کاروباری دھوکہ دہی کے خاتمے کے بارے میں ہیں۔

"حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بازاروں کی نگرانی کے لیے محتسب مقرر کیے جو تاجروں کی نگرانی کرتے اور اس بات کو یقینی بناتے کہ کوئی بھی تاجر دھوکہ دہی یا ناجائز منافع خوری میں ملوث نہ ہو۔ انہوں نے فرمایا: 'تاجر کو چاہیے کہ وہ دیانت داری سے تجارت کرے، اور اگر کوئی تاجر دھوکہ دے گا تو اسے سخت سزا دی جائے گی۔[1]'"

کاروباری دھوکہ دہی کے خاتمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے درج ذیل اقدامات کئے ہیں۔

1. محتسب کی تقرری:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بازاروں کی نگرانی کے لیے محتسب مقرر کیے جو تاجروں کی نگرانی کرتے تھے تاکہ کوئی بھی تاجر دھوکہ دہی یا ناجائز منافع خوری میں ملوث نہ ہو۔

2. دیانت داری کی تلقین:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تاجروں کو دیانت داری سے تجارت کرنے کی تلقین کی اور دھوکہ دہی کی صورت میں سخت سزاؤں کا حکم دیا۔

3. بازاروں کی نگرانی:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بازاروں کی نگرانی کو مؤثر بنایا اور محتسبوں کو حکم دیا کہ وہ تاجروں کی سرگرمیوں پر نظر رکھیں اور کسی بھی دھوکہ دہی یا ناجائز منافع خوری کی صورت میں فوری کارروائی کریں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک کاروباری دھوکہ دہی کا خاتمہ ضروری تھا اور انہوں نے اپنے دور حکومت میں محتسب مقرر کیے جو بازاروں کی نگرانی کرتے اور تاجروں کو دیانت داری سے تجارت کرنے کی تلقین کرتے۔ ان کی یہ اصلاحات اور تعلیمات آج بھی کاروباری دھوکہ دہی کے خاتمے کے لیے ایک مثال ہیں۔

---

(1) ایضاً، ص:160-151

"حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: 'تاجر کو چاہیے کہ وہ دیانت داری سے تجارت کرے، اور اگر کوئی تاجر دھوکہ دے گا تو اسے سخت سزا دی جائے گی۔[1]

4. حکومتی و نجی اخراجات میں فضول خرچی کا خاتمہ:

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے نزدیک حکومتی و نجی اخراجات میں فضول خرچی کا خاتمہ بہت ضروری تھا۔ انہوں نے اپنے دور حکومت میں کفایت شعاری اور مالیاتی نظم و ضبط کو فروغ دینے کے لیے کئی اہم اقدامات کیے۔ یہاں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوال اور اقدامات کے حوالے سے نہج البلاغہ کے اصل متن اور حوالہ جات پیش کر رہا ہوں۔:

"فضول خرچی سے بچو، اس لیے کہ جو شخص فضول خرچی کرتا ہے وہ خود کو محتاج بناتا ہے اور جو کفایت شعاری اختیار کرتا ہے وہ اپنی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔[2]"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کفایت شعاری اور فضول خرچی سے بچنے کی تلقین کی۔ انہوں نے اپنی حکومت میں اس بات کو یقینی بنایا کہ سرکاری خزانے کو منصفانہ اور درست طریقے سے استعمال کیا جائے اور حکومتی اخراجات میں فضول خرچی سے بچا جائے۔

5. حکومتی اخراجات میں کفایت شعاری:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حکومتی اخراجات میں کفایت شعاری کو فروغ دیا اور اپنے عہدے داروں کو بھی اس بات کی ہدایت دی کہ وہ سرکاری وسائل کا درست استعمال کریں۔

6. نجی اخراجات میں احتیاط:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عوام کو بھی نصیحت کی کہ وہ نجی اخراجات میں فضول خرچی سے بچیں اور اپنی ضرورتوں کو کفایت شعاری سے پورا کریں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی حکومت میں کفایت شعاری اور مالیاتی

---

(1) صلابی، محمد علی، الامام علی بن ابی طالبؓ کی حکومت، ج:2، ص:161

(2) رضی، نہج البلاغہ، ص:430-426

نظم و ضبط کو فروغ دیا۔ انہوں نے حکومتی و نجی اخراجات میں فضول خرچی سے بچنے کی تلقین کی اور سرکاری وسائل کے منصفانہ استعمال کو یقینی بنایا۔ ان کی یہ تعلیمات آج بھی ہمارے لیے ایک مثال ہیں۔

تاریخ الخلفاء میں بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور حکومت کی مالیاتی نظم و ضبط اور کفایت شعاری کے حوالے سے اہم تفصیلات موجود ہیں۔ امام سیوطی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مالیاتی پالیسیوں اور اصلاحات کا ذکر کیا ہے جو حکومتی اخراجات میں فضول خرچی کے خاتمے پر مبنی ہیں۔

"حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: 'جو شخص فضول خرچی کرتا ہے وہ خود کو محتاج بناتا ہے اور جو کفایت شعاری اختیار کرتا ہے وہ اپنی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔[1]'"

7. ذخیرہ اندوزی و سمگلنگ کی روک تھام:

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے دور حکومت میں ذخیرہ اندوزی اور سمگلنگ کی روک تھام کے لیے کئی اہم اقدامات کیے گئے تھے۔ انہوں نے ان برائیوں کے خاتمے کے لیے مضبوط قوانین اور حکومتی اصلاحات نافذ کیں تاکہ عوام کو ضروری اشیاء کی فراہمی میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو۔ ذیل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور میں کیے گئے اقدامات کی تفصیل دی جا رہی ہے۔

ذخیرہ اندوزی کی روک تھام کے اقدامات:

بازاروں کی نگرانی:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بازاروں کی نگرانی کے لیے محتسب مقرر کیے جو تاجروں کی سرگرمیوں پر نظر رکھتے تھے۔ ان محتسبوں کا کام تھا کہ وہ ذخیرہ اندوزی اور ناجائز منافع خوری کی روک تھام کریں۔

قانونی اقدامات:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ذخیرہ اندوزی کے خلاف سخت قوانین نافذ کیے اور ذخیرہ اندوزی کرنے

(1) سیوطی، تاریخ الخلفاء، ص:202

والوں کو سخت سزائیں دیں۔ انہوں نے تاجروں کو متنبہ کیا کہ وہ اپنی ضرورت سے زیادہ اشیاء کو ذخیرہ نہ کریں۔

عوامی آگاہی:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عوام کو ذخیرہ اندوزی کے نقصانات کے بارے میں آگاہ کیا اور انہیں بتایا کہ یہ عمل اسلامی اصولوں کے خلاف ہے۔ انہوں نے کہا کہ ذخیرہ اندوزی کرنے والا شخص نہ صرف خود کو بلکہ پورے معاشرے کو نقصان پہنچاتا ہے۔

سمگلنگ کی روک تھام کے اقدامات:

سرحدوں کی نگرانی:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سرحدوں کی نگرانی کے لیے خصوصی اہلکار مقرر کیے جو سمگلنگ کی روک تھام کرتے تھے۔ ان اہلکاروں کا کام تھا کہ وہ سرحدی علاقوں میں کسی بھی غیر قانونی سرگرمی کو روکیں۔

سمگلروں کے خلاف سخت کارروائی:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سمگلنگ کے خلاف سخت کارروائی کی اور سمگلنگ میں ملوث افراد کو سخت سزائیں دیں۔ انہوں نے حکم دیا کہ سمگلنگ کرنے والوں کو پکڑ کر عدالت میں پیش کیا جائے اور ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔

عوامی تعاون:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عوام سے تعاون کی اپیل کی اور کہا کہ وہ سمگلنگ کے خلاف حکومت کے ساتھ مل کر کام کریں۔ انہوں نے عوام کو یقین دلایا کہ سمگلنگ کے خاتمے سے ملکی معیشت کو فائدہ پہنچے گا۔

"تاجر کو چاہیے کہ وہ دیانت داری سے تجارت کرے، اور اگر کوئی تاجر ذخیرہ اندوزی کرے گا یا سمگلنگ میں ملوث ہو گا تو اسے سخت سزا دی جائے گی۔"[1]

---

(1) رضی، نہج البلاغہ، ج:1، ص:430

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ذخیرہ اندوزی کے بارے میں چند اقوال ملاحظہ ہوں۔

الاحْتِكارُ داعِيَةُ الحِرْمانِ.[1]

ذخیرہ اندوزی محرومی کا سبب ہوتی ہے۔

الاحْتِكارُ شِيمَةُ الفُجّارِ[2].

الاحْتِكارُ مَطِيَّةُ النَّصَبِ.[3]

امام علی ع: ذخیرہ اندوزی تھکا دینے والی سواری ہے۔

فيما كَتَبَهُ للأشتَرِ حينَ وَلّاهُ مِصرَ: واعْلَمْ مَع ذلكَ أنّ في كثيرٍ مِنهُم التُجّار وذَوِي الصَناعاتِ ضِيقا فاحِشا ، وشُحّا قَبيحا ، واحْتِكارا للمَنافِعِ ، وتَحكُّما في البِياعاتِ ، وذلكَ بابُ مَضَرَّةٍ للعامَّةِ ، وعَيْبٌ على الوُلاةِ ، فامْنَعْ مِن الاحْتِكارِ ؛ فإنَّ رسولَ اللهِ (ص) مَنعَ مِنهُ۔[4]

امام علی کرم اللہ وجہہ نے جب مالک اشتر کو مصر کا گورنر بنایا تو ان کے لیے جو دستاویز تحریر فرمائی اس میں یہ بھی ہے کہ۔۔۔ ”ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھو کی ان میں سے یہ بھی ہوتے ہیں کہ جو انتہائی تنگ نظر اور کنجوس ہوتے ہیں جو نفع کے حصول کے لئے مال روک رکھتے ہیں اور اونچے نرخ معین کر لیتے ہیں ' یہ چیز عوام کے لئے نقصان دہ اور حکام کی بدنامی کا باعث ہوتی ہے لہذا ذخیرہ اندوزی سے منع کرو کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے دور حکومت میں ذخیرہ اندوزی اور سمگلنگ کی روک تھام کے لیے مضبوط قوانین نافذ کیے اور محتسب مقرر کیے جو تاجروں کی نگرانی کرتے تھے۔ انہوں نے سرحدوں کی حفاظت اور سمگلنگ کے خلاف سخت کارروائی کی۔ ان کے یہ اقدامات آج بھی ہماری رہنمائی کرتے ہیں کہ کس طرح ہم ذخیرہ اندوزی اور سمگلنگ جیسی برائیوں کو ختم کر سکتے ہیں۔

اسلام میں ضروریات زندگی کی ذخیرہ اندوزی کی سختی سے مذمت کی گئی ہے اور ایسے شخص کو گناہ گار قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس عمل سے مصنوعی طریقے سے قیمتیں چڑھتی ہیں اور سرمایہ دار اپنے سرمائے کے بل بوتے پر

---

(1) آمدی، عبد الواحد، غرر الحکم (قم: مکتبۃ الاعلام الاسلامی، 1987ء) ص:256

(2) ایضاً، غرر الاحکام، ص:607

(3) الکلینی، الکافی، مصادر الحدیث الشیعہ، 4/18

(4) رضی، نہج البلاغہ، ص:53

زیادہ سے زیادہ اشیائے صَرف خرید کر اپنے گوداموں میں جمع کرلیتے ہیں یہاں تک کہ بازار میں ان کی طلب اور رسد میں فاصلہ بڑھ جاتاہے اور سرمایہ دار مصنوعی گرانی پیدا کرکے دونوں ہاتھوں سے عوام الناس کولوٹ کر اپنے سرمائے میں اضافہ کرتے ہیں۔[1]

نظام ٹیکس میں اصلاحات

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے دور حکومت میں ٹیکس کے نظام میں اصلاحات کے ذریعے عدل و انصاف کو فروغ دینے کے لیے کئی اہم اقدامات کیے گئے تھے۔ ان اصلاحات کا مقصد عوام پر بوجھ کم کرنا، معاشرتی انصاف کو یقینی بنانا اور مالیاتی نظام کو مضبوط کرنا تھا۔ ذیل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور میں کی گئی اہم ٹیکس اصلاحات اور ان کے اقدامات کی تفصیل دی جارہی ہے۔

زکوٰۃ اور خراج کا منصفانہ نظام

اسلامی معاشی نظام نے ہر شہری پر محصول عائد نہیں کیا بلکہ اس کا اطلاق صرف ان اہل افراد پر کیا گیا تھا جو اس کے متحمل ہیں۔ مسلمانوں اور غیر مسلموں پر الگ الگ نوعیت کے ٹیکس عائد کیے گئے تھے۔ غیر مسلم صرف خراج اور جزیہ ٹیکس ادا کرنے کے پابند ہیں جبکہ اہلیت رکھنے والے مسلمانوں کو زکوٰۃ، عُشر اور کچھ صدقات ادا کرنا لازمی ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے معمولی ٹیکس بھی ہیں، لیکن وہ بھی غریبوں سے زبردستی وصول نہیں کیے جاتے تھے۔ ذیل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوال کی روشنی میں ان امور کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

زکوٰۃ:

سید ابوالاعلی مودودی زکوۃ کی اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

زکوٰۃ مسلمانوں کی انجمن امداد باہمی (Cooperative Society) ہے۔ یہ ان کی انشورنس کمپنی ہے۔ یہ ان کا پراویڈنٹ فنڈ ہے۔ یہ ان کے لیے بے کاروں کا سرمایۂ اعانت ہے۔ یہ ان کے معذوروں، اپاہجوں، بیماروں، یتیموں، بیواؤں اور بے روزگاروں کا ذریعہ پرورش ہے۔ یہ اس بات کی ضمانت ہے کہ مسلم معاشرے میں کوئی شخص ضروریاتِ زندگی سے محروم نہ رہے گا۔ ان سب سے بڑھ کر یہ وہ چیز ہے جو مسلمان کو فکر فردا سے بالکل بے نیاز

[1] علامہ غلام رسول سعیدی، شرح صحیح مسلم، مطبوعہ: فرید بک اسٹال، (لاہور، پاکستان، 2003ء)، ج:4، ص:96

کر دیتی ہے۔ اگر ایک مسلم فرد مال دار ہو تو اس کو چاہیے کہ دوسروں کی مدد کرے۔ کل اگر وہ مسلم فرد نادار ہو گیا تو دوسرے اس کی مدد کریں گے۔ اس فرد کو یہ فکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں کہ اگر وہ مفلس ہو گیا تو کیا بنے گا؟ مر گیا تو بیوی بچوں کا کیا حشر ہو گا؟ کوئی آفت ناگہانی آپڑی، بیمار ہو گئے، گھر میں آگ لگ گئی، سیلاب آگیا، دیوالہ نکل گیا، تو ان مصیبتوں سے خلاصی کی کیا سبیل ہو گی؟ سفر میں پیسہ پاس نہ رہا تو کیوں کر گزر بسر ہو گی؟ ان سب فکروں سے زکوٰۃ ایک مسلمان کو ہمیشہ کے لیے بے فکر کر دیتی ہے۔ مسلمان کا کام بس اتنا ہے کہ اپنی جمع کی ہوئی دولت میں سے ایک حصہ دے کر اللہ کی انشورنس کمپنی میں اپنا بیمہ کرا لے۔[1]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے زکوٰۃ کے نظام کو منصفانہ بنایا تاکہ دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنایا جا سکے۔ انہوں نے اس بات کو یقینی بنایا کہ زکوٰۃ کی رقم غریبوں، یتیموں، بیواؤں اور معاشرے کے کمزور طبقوں تک پہنچے۔

خراج:

خراج سے مراد وہ محصول تھا جس کا اطلاق غیر مسلموں کی فصلوں سے ہونے والی پیداوار پر ہوتا تھا بالکل اسی طرح جیسے "عشر" کا اطلاق مسلمانوں کی زمین سے ہونے والی فصلوں پر تھا۔[2]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے زمین سے حاصل ہونے والی آمدنی (خراج) کو منصفانہ بنایا۔ انہوں نے زمین کے مالکان سے خراج کی وصولی میں انصاف اور دیانت داری کا حکم دیا اور اس بات کو یقینی بنایا کہ خراج کی رقم سرکاری خزانے میں جمع ہو اور عوامی فلاح و بہبود کے کاموں میں استعمال ہو۔

جزیہ:

جزیہ بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ میں وصول کیا جاتا تھا۔ جزیہ کا اصل مقصد یہ تھا کہ یہ وہ ٹیکس تھا جو مسلم حکومت میں پر امن طور پر مقیم غیر مسلموں پر عائد کیا گیا تھا جنہوں نے مسلمانوں کی حکومت اور ان کے اقتدار اور اختیار کو قبول کیا تھا۔ اس کے بدلے میں غیر مسلموں کو مکمل تحفظ اور سلامتی سے کاروبار کرنے کی آزادی اور دیگر تمام حقوق کی ضمانت دی گئی تھی۔ یہ ٹیکس صرف ان غیر مسلموں سے لیا جاتا جو بالغ

---

(1) سید ابوالاعلیٰ مودودی، معاشیاتِ اسلام، مطبوعہ: ارقم آفاق پریس، (لاہور، پاکستان، 2015ء)، ص: 109

(2) ابو احمد خراسانی، الاموال، ج-1، مطبوعۃ: مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات الاسلامیۃ، (الریاض، السعودیۃ، 1986م)، ص: 170

اور سمجھدار تھے نیز معذور اور غلام نہیں تھے۔[1]

بیت المال کا نظم و نسق

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بیت المال (سرکاری خزانہ) کا نظم و نسق بہتر بنایا اور اس کے استعمال کے لیے اصول وضع کیے۔ انہوں نے بیت المال کے وسائل کو عوامی فلاح و بہبود، ترقیاتی منصوبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کے لیے استعمال کیا۔

.عوامی شمولیت اور مشاورت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عوامی شمولیت اور مشاورت کو فروغ دیا۔ انہوں نے عوام سے ٹیکس کے نظام اور مالیاتی امور پر مشاورت کی اور ان کی رائے کو اہمیت دی۔ اس سے عوام کو ٹیکس کے نظام میں شفافیت اور انصاف کا یقین ہوا۔

.عہدے داروں کی نگرانی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ٹیکس وصول کرنے والے عہدے داروں کی سخت نگرانی کی اور انہیں حکم دیا کہ وہ عدل و انصاف سے کام لیں۔ انہوں نے کہا کہ کوئی بھی عہدے دار رشوت یا بد عنوانی میں ملوث نہ ہو۔

سرکاری خزانے کی حفاظت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سرکاری خزانے کی حفاظت کے لیے اقدامات کیے اور اس بات کو یقینی بنایا کہ خزانے کے وسائل کا منصفانہ اور درست استعمال ہو۔ انہوں نے خزانے کے وسائل کو غیر ضروری اخراجات اور فضول خرچی سے بچانے کے لیے بھی اقدامات کیے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خطبات، خطوط اور اقوال نہج البلاغہ میں موجود ہیں جن میں انہوں نے ٹیکس کے نظام میں اصلاحات، عدل و انصاف اور عوامی فلاح و بہبود کے اصولوں کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی ﷺ، مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، (لاہور، پاکستان، 1420ھ)، ج:4، ص:296

"پھر مالک، خدا سے ڈر اور پرہیز گاری اختیار کر، اور اپنے دل کو اپنے لوگوں کی محبت سے بھر دے۔ اپنے عوام پر شیر نہ بن جا کہ ان کو کھا جائے۔ وہ وہاں ہیں کہ ان میں انصاف سے کام لے۔[1]"

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے اپنے دور حکومت میں ٹیکس کے نظام میں منصفانہ اصلاحات کیں تاکہ عوام پر بوجھ کم ہو اور دولت کی منصفانہ تقسیم ہو سکے۔ انہوں نے زکوۃ اور خراج کے نظام کو منصفانہ بنایا، بیت المال کے نظم و نسق کو بہتر کیا، عوامی شمولیت اور مشاورت کو فروغ دیا، عہدے داروں کی نگرانی کی اور سرکاری خزانے کی حفاظت کے لیے اقدامات کیے۔ ان کی یہ اصلاحات آج بھی ہماری رہنمائی کرتی ہیں کہ کس طرح ایک منصفانہ اور شفاف مالیاتی نظام قائم کیا جا سکتا ہے۔

سالم اور بہتر معیشت کے لئے جدوجہد

آج ہمارے سماج اور معاشرے میں کچھ ایسے افراد بھی ہیں کہ جو معیشت کو بہتر بنانے کے لئے بھاگ دوڑ کو دنیاداری سے تشبیہ دیتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہے کہ اس چند روزہ زندگی کے لئے بھاگ دوڑ کرنے کا کیا مطلب ہے؟ جبکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ دنیا فانی ہے تو جو کچھ بھی روکھی سوکھی ملے اسی پر گزر بسر کر لینا بہتر ہے اور اپنے زعم میں یہ سمجھتے ہیں کہ یہی زہد ہے جبکہ ان کے لئے بہترین ذریعہ معاش کا فراہم ہے اگر وہ چاہیں تو ایک خوشحال زندگی گزار سکتے ہیں لیکن وہ اسے دنیاداری سے تعبیر کرتے ہوئے فرار اختیار کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے امام علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

"لیس منا من ترک الدنیا لاخرۃ[2]"

جہاں کچھ ایسے متدین افراد ہیں کہ جو زہد کے معنی کی غلط تفسیر کرتے ہوئے دنیا کی نعمتوں کو خود پر حرام کر لیتے ہیں اور نتیجۃً فقر و ناداری میں زندگی بسر کرتے ہیں وہیں کچھ ایسے بھی لوگ ہیں کہ جو اپنے لئے بڑے بڑے افعال و امور کا تصور ذہن میں لئے بیٹھے رہ جاتے ہیں اور معیشت کی طرف توجہ نہیں دے پاتے کیونکہ وہ چھوٹے موٹے کاموں کو اپنے لئے بے عزتی کا سبب سمجھتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بڑے کام کی تلاش میں یوں ہی بیٹھے بیٹھے عمر گزر جاتی ہے اور کوئی بھی کام ہاتھ نہیں آتا ہے جب کہ یہی افراد اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سیرت کا مطالعہ کریں تو انہیں معلوم ہو گا کہ آپ معیشت کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے کیا کچھ نہیں کرتے تھے۔

---

(1) رضی، نہج البلاغہ، خط نمبر: 53

(2) حکیم، شیخ صدوق۔ من لا یحضرہ الفقیہ (قم: اسلامی پبلشنگ ہاؤس، 1980ء)، ص: 156

جب ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ملتا ہے:

"كان أمير المؤمنين يضرب بالمرّ و يستخرج الأرضين" [1]

علی علیہ السلام بیلچہ چلاتے اور زمین کی نعمتوں کو آشکار کرتے تھے"۔

"درخت کاری وزراعت کرتے تھے اور کنوئیں کھودتے تھے"۔[2]

اسی طرح ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

کسی نے آپ کے ہاتھوں ایک من خرمے کی گٹھلیاں دیکھیں تو سوال کیا کہ اے امیر المومنین! علیہ السلام ان کا کیا مصرف ہے؟ آپ نے جواب دیا خداوند متعال کے اذن سے ان گٹھلیوں سے خرمے کے درخت تیار کرونگا اور پھر آپ نے ان سے ایک نخلستان بنایا اور اسے راہ خدا میں وقف کر دیا"۔[3]

آپ کی حکومت کے دوران عمومی رفاہ کا یہ حال تھا کہ کوفے میں رہنے والا غریب سے غریب شخص بھی گیہوں کی روٹی کھاتا اور اس کے سر پر چھت کا سایہ رہتا تھا

" استعملتموه حتىّ اذا كبر و عجز منعتموه أنفقوا عليه من بيت المال"[4]

فقر و ناداری کے بارے میں آپ کے اقوال یقیناً ہمارے معاشرے کے لئے رہ گشا ثابت ہو سکتے ہیں۔ کہیں آپ نے فقیری کو موت سے تعبیر کیا ہے تو کہیں فقیری کو اپنے وطن میں غربت قرار دیا ہے۔ آپ کی نظروں میں معیشت اس قدر اہمیت کی حامل ہے کہ جھاں آپ نے اپنی وصیت میں اور دوسری باتوں کی طرف اپنے فرزندوں کو متوجہ کیا ہے وہیں اس طرف بھی ان کو متوجہ کیا ہے کہ ان کی معیشت کبھی خراب نہ ہو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور حکومت میں معاشی خوشحال کا تجزیہ محقق یوں کرتے ہیں۔

آپ کی حکومت کے دوران عمومی رفاہ کا یہ حال تھا کہ کوفے میں رہنے والا غریب سے غریب شخص بھی گیھوں کی روٹی کھاتا اور اس کے سر پر چھت کا سایہ رہتا تھا۔[5]

---

(1) کلینی، محمد بن یعقوب، فروع کافی (تہران: دار الکتب، 1986ء)، ص:74

(2) ایضا۔ فروع کافی، ج:5، ص:75

(3) حر عاملی، محمد بن حسن ۔ وسائل الشیعہ (قم: موسۃ آل البیت، 1993ء)۔13/ 203

(4) جعفری، محمد حسین ۔ تجلی امامت ۔ نقل از المصدر، (قم: موسۃ الامام، 2000ء)، ص:206

(5) حجۃ الاسلام، نجیب الحسن، امام علی (ع) اور آج کے مسلمانوں کے مسائل اور ان کا حل، erfan.ir/urdu/16338.html

"مااصبح بالكوفة أحد الاّ ناعما أنّ أدنى هم منزلة ليأكل البرّ و يجلس فى الظلّ و يشرب من ماء الفرا[1]

فقیری سے کیسے بچا جائے؟

آپ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جو شخص بھی میانہ روی اختیار کرتا ہے میں اس کی ضمانت لیتا ہوں کہ وہ کبھی فقیر نہیں ہو سکتا آپ فقیری سے بچنے کا علاج بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"انّ معايش الخلق خمسة الامارة، و التجارة، الاجارة، و الصدقات[2]"

"تجارت کرو کہ تجارت تمہیں لوگوں سے بے نیاز کر دیگی حتیٰ ذریعہ معاش کی اقسام کو بیان کرتے ہوئے آپ زریعہ معاش کو پانچ حصوں میں تقسیم کرتے ہیں"۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نگاہ میں فقر کے عوامل

"مامنع فقير الاّ متّع به غنى"

"کوئی بھی فقیر اپنے معاش سے محروم نہیں ہوتا مگر یہ کہ ایک غنی اس کے مال میں تصرف کرلیتا ہے"۔[3]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نگاہ میں غربت کے اثرات

جہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی پوری زندگی فقر و ناداری کے خلاف جہاد میں گزری وہیں آج مسلم معاشرے کی اکثریت فقر و ناداری کا شکار ہے جس کی ایک وجہ خود ہماری سستی اور کام سے فرار ہو سکتی ہے جب کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ معیشت کو سدھارنے کے لئے طاقت فرسا کام انجام دینے سے گریز نہیں کرتے تھے اور آپ لوگوں کی معیشت کو سنوارنا خود پر لوگوں کا حق سمجھتے تھے۔[4]

اب یہ ہمارے معاشرے کے پڑھے لکھے طبقے کا کام ہے کہ آئے اور بیٹھ کر اپنے معاشرے میں فقیری کی وجوہات تلاش کرے اور انہیں حل کرنے کی کوشش کرے اس لئے کہ جب تک یہ مشکل حل نہیں ہو جاتی معاشرہ

---

(1) ابن شہر آشوب، محمد بن علی . مناقب آل ابی طالب (بیروت: دارالاضواء، 1991ء) ج:2، ص:99

(2) حر عاملی، وسائل الشیعہ، ص:4

(3) جعفری، محمد تقی . شرح نہج البلاغہ (تہران: موسۃ انتشارات اسلامی، 2005ء) ج:10 ص:26

(4) تقی جعفری، شرح نہج البلاغہ، ج:9 ص:25

مزید فقر و ناداری کے دلدل میں پھنسا جائے گا۔ماہرین اقتصادیات کے بقول فقر، فقر پیدا کرتا ہے۔

جہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی پوری زندگی فقر و ناداری کے خلاف جہاد میں گزری وہیں آج مسلم معاشرے کی اکثریت فقر و ناداری کا شکار ہے جس کی ایک وجہ خود ہماری سستی اور کام سے فرار ہو سکتی ہے جب کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ معیشت کو سدھارنے کے لئے طاقت فرسا کام انجام دینے سے گریز نہیں کرتے تھے اور آپ لوگوں کی معیشت کو سنوارنا خود پر لوگوں کا حق سمجھتے تھے[(1)] اب یہ ہمارے معاشرے کے پڑھے لکھے طبقے کا کام ہے کہ آئے اور بیٹھ کر اپنے معاشرے میں فقیری کی وجوہات تلاش کرے اور انہیں حل کرنے کی کوشش کرے اس لئے کہ جب تک یہ مشکل حل نہیں ہو جاتی معاشرہ مزید فقر و ناداری کے دلدل میں پھنسا جائے گا۔ ماہرین اقتصادیات کے بقول فقر، فقر پیدا کرتا ہے لھٰذا اس کا ایک حل ہونا چاہئے جب کہ فقیری ضعف ایمان کا باعث بھی ہے۔

---

(1) ایضا، ج:9، ص:25

فصل دوم

ریاست کی معاشی ذمہ داریاں و معاشی استحکام

معیشت کی بحالی و استحکام معیشت کے مختلف طبقہ ہائے زندگی کی ذمہ داریاں ملاحظہ ہوں۔

استحکام معیشت کے لئے تاجروں کی ذمہ داریاں

استحکام معیشت میں کاروباری طبقہ کی بہت ہی اہمیت ہے۔ کیونکہ تجارت ہی کے ذریعے سے کوئی ملک ترقی کر سکتا ہے۔ عہد نبوی میں بھی تجارت تھی۔ مگر اس طرح کی تجارت نہیں تھی جو کہ نظر آرہی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک محقق لکھتے ہیں۔

نبیٔ اکرم ﷺ کے عہد میں مدینہ میں بین الاقوامی تجارت نے اتنی ترقی نہیں کی تھی تاہم نبطی (Nabatean) تاجر یہاں گندم، تیل اور زیتون وغیرہ لاتے تھے۔ جو افراد فوجی خدمات انجام نہیں دیتے تھے ان پر بھی ایک طرح کا عسکری ٹیکس لگایا جاتا تھا۔ آمدنی کا ایک اور ذریعہ وہ معاہدے بھی تھے جو حضور اکرم ﷺ اور مختلف علاقوں اور قبائل کے قائدین کے درمیان ہوئے تھے۔[1]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوال اور تعلیمات میں معاشی استحکام اور تاجروں و کاروباری طبقہ کی ذمہ داریوں پر بہت زور دیا گیا ہے۔ آپ کی ہدایات نہ صرف اس دور کے لیے بلکہ آج کے دور میں بھی بہت مؤثر ہیں۔ درج ذیل ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوال کی روشنی میں تاجروں اور کاروباری طبقہ کی ذمہ داریاں درج ذیل ہیں۔

ایمانداری اور دیانتداری

تاجروں کو چاہئے کہ وہ اپنے کاروباری معاملات میں دیانتداری اور ایمانداری کو اپنائیں، تاکہ عوام کا اعتماد حاصل ہو اور معیشت مستحکم ہو۔

---

[1] Abdul Azim Islahi (2014), Muhammad Hamidullah and His Pioneering Works on Islamic Economic, King Abdul Aziz University, Jeddah, Saudi Arabia, Pg. 174-175

ناپ تول میں انصاف

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا" :ناپ تول میں انصاف کرو، اور کبھی دھوکہ نہ دو۔[1] "تاجروں کو ناپ تول میں انصاف برتنا چاہیے تاکہ عوام کو ان کا جائز حق ملے اور اعتماد برقرار رہے۔

مناسب منافع

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں" :مناسب منافع حاصل کرو اور قیمتوں میں غلو سے بچو۔[2] "تاجروں کو مناسب منافع حاصل کرنا چاہئے، لیکن قیمتوں میں اضافے اور غلو سے بچنا چاہئے تاکہ عوام کو مناسب قیمت پر اشیاء دستیاب ہوں۔

ضرورت مندوں کی مدد

تاجروں کو چاہئے کہ وہ اپنی آمدنی میں سے ضرورت مندوں کی مدد کریں تاکہ معاشرتی عدم مساوات کم ہو اور استحکام معیشت میں بہتری آئے۔

دھوکہ دہی سے اجتناب

تاجروں کو دھوکہ دہی سے بچنا چاہئے، تاکہ معاشرتی اعتماد اور کاروباری استحکام برقرار رہے۔

معاہدوں کی پاسداری

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں" : معاہدوں کی پاسداری کرو، کیونکہ یہ امانت داری کی علامت ہے۔[3] "تاجروں کو اپنے تجارتی معاہدوں اور وعدوں کی پاسداری کرنی چاہئے تاکہ کاروباری معاملات میں شفافیت اور اعتماد قائم رہے۔

---

(1) رضی، نہج البلاغہ، ج:1، ص:306

(2) ایضا، ج:1، ص:314

(3) ایضاً، ص:280

محنت کی قدر

تاجروں کو اپنے ملازمین کے حقوق کا خیال رکھنا چاہئے اور ان کا جائز حق بروقت ادا کرنا چاہئے۔

قرض کی ادائیگی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں" : قرض کی ادائیگی وقت پر کرو، کیونکہ یہ ذمہ داری اور ایمان کی علامت ہے۔[1] "تاجروں کو اپنے قرضوں کی بروقت ادائیگی کرنی چاہئے تاکہ معاشی نظام مستحکم رہے۔

ضروریات زندگی کی فراہمی

لوگوں کی ضروریات زندگی کو پورا کرنا، یہ صاحب ثروت لوگوں کی ذمہ داری ہے۔ تاجروں کو عوام کی ضروریات زندگی کی فراہمی کو یقینی بنانا چاہئے تاکہ معاشی استحکام برقرار رہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ان ہدایات پر عمل پیرا ہو کر تاجر اور کاروباری طبقہ نہ صرف اپنی معیشت کو مستحکم بنا سکتے ہیں بلکہ معاشرتی انصاف اور عوامی فلاح و بہبود میں بھی اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

استحکام معیشت کے لئے حکومت کی ذمہ داریاں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فلسفہ اور اقوال میں حکومت کی ذمہ داریاں اور استحکام معیشت کے بارے میں چند اہم نکات ہیں:

عدل و انصاف :

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرمانات میں عدل و انصاف کی بنیادوں پر حکومت کی ضرورت زور دیا گیا ہے۔ ان کا یہ فرمان ہے کہ حکمرانوں کو عدل و انصاف کے ساتھ قانون کی پاسداری کرنی چاہیے تاکہ معیشت میں توازن اور امن محفوظ رہے۔

---

(1) ایضاً، ص:281

امن و استحکام:

حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ امن و استحکام کی فراہمی کرے تاکہ معیشت میں ترقی اور توسیع ہو سکے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے امن و استحکام کو معیشتی ترقی کی اہم شرط قرار دیا ہے۔

معاشی پالیسی اور ترقی :

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فلسفہ میں معاشی پالیسی کی اہمیت بھی واضح ہے۔ ان کے اقوال میں دیکھا جاتا ہے کہ حکومت کو معاشی سکونت و فراہمی کے لئے بہترین معاشی سیاستیں اختیار کرنی چاہیے۔

عوام کی فلاح و بہبود:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہمیشہ عوام کی فلاح و بہبود کو ترجیح دیتے تھے۔ حکومت کو تعلیم، صحت، اور بنیادی ضروریات کی فراہمی کو یقینی بنانا چاہئے تاکہ عوام خوشحال ہو سکیں۔

ٹیکس کا نظام:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: "ٹیکس کو انصاف کے ساتھ وصول کرو اور اس کو عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کرو۔" ٹیکس کا نظام منصفانہ ہونا چاہئے اور اس کا استعمال عوامی فلاح کے لئے ہونا چاہئے۔

زرعی ترقی:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ زرعی ترقی پر زور دیتے تھے اور زمینوں کی منصفانہ تقسیم کی حمایت کرتے تھے۔ آج بھی زرعی شعبے کی ترقی معیشت میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

تجارتی اخلاقیات:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تاجروں کو ہمیشہ صداقت اور دیانتداری اپنانے کی تلقین کی۔ حکومتی سطح پر تجارتی ضوابط اور اخلاقیات کی پابندی کو یقینی بنانا چاہئے۔

عصر حاضر میں معیشت کے استحکام کے لئے حکومت کی ذمہ داریاں

اسلام انسانی حیات کے تمام پہلوؤں سے متعلق مکمل اور عدل پر مبنی تعلیمات پیش کرتا ہے۔ انسان کی معاشرتی زندگی کا ایک ادارہ، ریاست اور حکومت ہے۔ جو دیگر تمام شعبوں پر کنٹرول رکھتا ہے اور زندگی کے دیگر شعبے اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ گویا معاشرے کی خرابی اور بگاڑ کی اصلاح اور ایک صالح تمدن کی بنیاد رکھنے اور بہتر نظام زندگی کو اپنانے کے لیے اس ادارہ کی ضرورت اور اہمیت ناگزیر ہے۔ کیونکہ اس ادارہ کے بغیر اسلامی نظام اور قوانین کا اطلاق اور حدود کا اجرا ممکن نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کسی بھی معاشرے کی حکومت اور ریاست کا اولین کام اس معاشرے کے فلسفہ حیات کو اور نظام زندگی کو عملی طور پر اپنانے کے لیے قانونی اقدامات کرنا ہیں۔ ابن خلدون لکھتے ہیں

"فالسياسة و الملك هي كفالة للخلق وخلافة الله في العباد لتنفيذ أحكامه فيهم" [1]

سیاست اور حکومت عوام الناس کے حقوق کا خیال اور نگہداشت کرنا ہے اور یہ سیاست خدا کی نیابت ہے تا کہ اس کے بندوں میں اس کے احکامات کو نافذ کیا جائے"۔

ریاست اور عوام کا گہرا تعلق ہے۔

"وهي الحكمة الناحدة عن كيفية ربط الواقع بين اهل المدنية* "

سیاست شہریوں کے باہمی ربط اور تعلق کو قائم رکھنے کی حکمت عملی ہے۔[2]"

استحکام معیشت کے لئے حکومت کی ذمہ داریاں مختلف شعبوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ ذمہ داریاں مختلف اقدامات اور پالیسیوں کے ذریعے معیشت کو مستحکم کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ درج ذیل کچھ اہم ذمہ داریاں ہیں جو حکومت کو معیشت کی بہتری کے لئے ادا کرنی چاہییں:

---

(1) ابن خلدون، عبد الرحمان بن محمد بن محمد، دیوان المبتدا والخبر فی تاریخ العرب والبر و من عاصر ھم من ذوی الشان الاکبر (بیروت: دار الکتب، 1985ء)، ج:1،ص:179

(2) شاہ ولی اللہ قطب الدین احمد، ازالۃ الخفاء (کراچی: قدیمی کتب خانہ، س،ن)، ص:25

مالیاتی پالیسی:

کنٹرول افراط زر:

حکومت کو افراط زر پر قابو پانے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ قیمتیں مستحکم رہیں اور عوام کی قوت خرید میں کمی نہ آئے۔

مالیاتی خسارہ :

بجٹ خسارے کو کم کرنے اور مالیاتی نظم وضبط کو برقرار رکھنے کے لئے حکومتی اخراجات اور آمدنی کو متوازن کرنا ضروری ہے۔

.مالیاتی استحکام:

بنیادی ڈھانچہ :

ترقیاتی منصوبے اور انفراسٹرکچر میں سرمایہ کاری معیشت کو مضبوط بنانے میں مدد دیتی ہے۔

کاروباری ماحول :

کاروباری طبقے کے لئے سازگار ماحول فراہم کرنا، جس میں آسان لائسنسنگ، کم بیوروکریسی، اور کرپشن کا خاتمہ شامل ہے۔

سیاسی استحکام بہت ہی ضروری ہے۔اس سلسلہ میں ایک محقق لکھتے ہیں۔

معاشی ترقی اور سیاسی استحکام کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ ایک طرف، غیر مستحکم سیاسی ماحول سے جڑی غیر یقینی صورتحال سرمایہ کاری اور اقتصادی ترقی کی رفتار کو کم کر سکتی ہے۔ دوسری طرف، خراب اقتصادی کارکردگی حکومت کے خاتمے اور سیاسی بدامنی کا باعث بن سکتی ہے۔ تاہم، سیاسی استحکام جبر کے ذریعے حاصل کیا جاسکتا ہے یا ایسی سیاسی جماعت کے ذریعے حاصل کیا جاسکتا ہے جسے دوبارہ منتخب ہونے کے لیے مقابلہ نہ کرنا پڑے۔ ان حالات میں سیاسی استحکام دو دھاری تلوار ہے۔ اگرچہ سیاسی استحکام جو پرامن ماحول پیش کر سکتا ہے وہ ایک خواہش مند ہے، لیکن یہ

آسانی سے استثنا کے ساتھ بد تمیزی کی افزائش گاہ بن سکتا ہے۔ یہ وہ مخمصہ ہے جس کا سامنا ایک نازک سیاسی ترتیب والے بہت سے ممالک کو کرنا پڑتا ہے۔[1]

تجارتی پالیسی:

تجارتی توازن کو برقرار رکھنے کے لئے مناسب پالیسیوں کی تشکیل۔

بین الاقوامی تعلقات :

بین الاقوامی تجارتی معاہدوں اور سفارتی تعلقات کے ذریعے بین الاقوامی تجارت کو فروغ دینا۔

عوامی بہبود:

تعلیم اور صحت کے شعبے میں سرمایہ کاری، تاکہ ایک صحت مند اور تعلیم یافتہ ورک فورس تیار کی جا سکے۔ اس سلسلہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے۔

"إِنَّمَا يَنْظُرُ الْمُسْلِمُونَ إِلَى مَا عَاهَدْتُمُوهُمْ عَلَيْهِ فَأَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ[2]".

مسلمان اس چیز کو دیکھتے ہیں جس پر تم نے ان سے معاہدہ کیا ہے، پس انہیں ان کا حق دو۔"

سماجی تحفظ :

غربت کے خاتمے اور سماجی تحفظ کے پروگراموں کے ذریعے عوام کی فلاح و بہبود کو یقینی بنانا۔

قانونی فریم ورک:

ایک مضبوط قانونی نظام جو انصاف کی فراہمی کو یقینی بنائے اور کاروباری تنازعات کو حل کرے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ

---

[1] مرزا، وقاص بیگ، کیا سیاسی عدم استحکام معاشی ترقی کو نقصان پہنچا سکتا ہے؟

[2] رضی، نہج البلاغہ، خطبہ 41، ص76

"إِنَّ فِي الْعَدْلِ سَعَةً، وَمَنْ ضَاقَ عَلَيْهِ الْعَدْلُ فَالْجَوْرُ عَلَيْهِ أَضْيَقُ[1]".

"بے شک عدل میں وسعت ہے، اور جس پر عدل تنگ ہو، اس پر ظلم اور بھی تنگ ہو جاتا ہے۔"

ضوابط :

معیشت کے مختلف شعبوں کے لئے مناسب ضوابط کی تشکیل، تاکہ غیر قانونی سرگرمیوں اور بدعنوانی کا خاتمہ ہو سکے۔

کرنسی استحکام:

مرکزی بینک کی آزادانہ پالیسی جو کرنسی کی قیمت کو مستحکم رکھے اور بین الاقوامی مالیاتی مارکیٹ میں اعتماد پیدا کرے۔

پائیدار ترقی ماحولیات:

ماحولیات کی حفاظت اور قدرتی وسائل کا پائیدار استعمال، تاکہ مستقبل کی نسلوں کے لئے وسائل محفوظ رہ سکیں۔

استحکام معیشت کے لئے کسانوں کی ذمہ داریاں

استحکام معیشت کے لئے کسانوں کی ذمہ داریاں بہت اہم ہیں کیونکہ زرعی شعبہ کسی بھی ملک کی معیشت کا بنیادی حصہ ہوتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعلیمات اور اصولوں کی روشنی میں، کسانوں کی ذمہ داریاں درج ذیل ہیں:

دیانتداری اور صداقت:

دیانتداری :کسانوں کو دیانتداری کے ساتھ کام کرنا چاہیئے۔ جو فصلیں وہ پیدا کرتے ہیں ان کی صحیح مقدار اور

---

[1] رضی، نہج البلاغہ، خطبہ 64، ص 113

معیار کی رپورٹنگ کرنا ضروری ہے۔
صداقت :کسانوں کو اپنی پیداوار میں صداقت کا مظاہرہ کرنا چاہئے، مثلاً کسی قسم کی ملاوٹ سے بچنا۔

محنت اور جانفشانی:

محنت :کسانوں کو اپنی زمینوں پر محنت کرنا چاہئے تا کہ بہترین پیداوار حاصل ہو۔
جانفشانی :حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک محنت اور جانفشانی انسان کو عزت اور مقام دلانے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

وسائل کا مناسب استعمال:

آبپاشی :پانی کا صحیح استعمال اور جدید طریقوں سے آبپاشی کرنا۔
کھاد اور زرعی ادویات :کھاد اور زرعی ادویات کا صحیح استعمال تا کہ زمین کی زرخیزی برقرار رہے۔

جدید زرعی تکنیکوں کا استعمال:

جدید ٹیکنالوجی :جدید زرعی تکنیکوں اور ٹیکنالوجی کا استعمال کرنا تا کہ پیداوار میں اضافہ ہو۔
تعلیم و تربیت :جدید طریقوں کی تعلیم اور تربیت حاصل کرنا۔

زرعی تحقیق اور ترقی:

تحقیق :نئی فصلوں اور بہتر پیداوار کے لئے تحقیق میں حصہ لینا۔
ترقی :نئے زرعی طریقوں اور ٹیکنالوجی کو اپنانا۔

استحکام معیشت کے لئے فیکٹریز مالکان کی ذمہ داریاں

استحکام معیشت کے لئے فیکٹری مالکان کی ذمہ داریاں بھی بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعلیمات اور اصولوں کی روشنی میں، فیکٹری مالکان کی کچھ اہم ذمہ داریاں درج ذیل ہیں:

انصاف اور دیانتداری:

دیانتداری :حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ دیانتداری اور صداقت کاروبار میں برکت کا باعث بنتی ہیں۔ فیکٹری مالکان کو دیانتداری سے کام کرنا چاہیے۔

انصاف :ملازمین کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرنا چاہیے اور ان کے حقوق کی پاسداری کرنی چاہیے۔

ملازمین کے حقوق:

مناسب اجرت :ملازمین کو مناسب اور وقت پر تنخواہ دینا۔

کام کے حالات :کام کے محفوظ اور صحت مند حالات فراہم کرنا۔

تعلیم وتربیت :ملازمین کی تربیت اور ترقی کے مواقع فراہم کرنا۔

معیاری پیداوار:

معیار :مصنوعات کی معیاری پیداوار کو یقینی بنانا۔

ملاوٹ سے پرہیز :مصنوعات میں کسی قسم کی ملاوٹ سے پرہیز کرنا۔

ماحولیات کا تحفظ:

ماحولیاتی ذمہ داری :پیداوار کے دوران ماحولیات کی حفاظت کرنا۔

فضلات کا مناسب اخراج :فضلات اور آلودگی کے مسائل کو مناسب طریقے سے حل کرنا۔

ٹیکس کی ادائیگی:

ٹیکس کی ادائیگی : حکومت کے مقرر کردہ ٹیکسز کو وقت پر ادا کرنا۔

جب تک مالی استحکام نہ ہو اس وقت تک کوئی ملک ترقی نہیں کر سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں سٹیٹ بینک آف پاکستان نے مالی استحکام کا عصر حاضر کے تناظر میں مفہوم کچھ یوں بیان کیا ہے۔

مالی استحکام سے ایسی کیفیت کی عکاسی ہوتی ہے جس میں مالی نظام، مالی نظام کے وساطتی اداروں، مالی منڈیوں اور مالی منڈیوں کے انفراسٹرکچر، ساختی اور بااعتماد انداز میں بچت کنندگان اور سرمایہ کاروں کے درمیان رقوم کی مؤثر آمد و رفت میں اعانت کرتا ہے۔ معیشت کے مؤثر انداز میں کام کرنے کے لیے مالی استحکام کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے مالی نظام کے استحکام کو یقینی بنانا دنیا بھر کے مرکزی بینکوں اور ضوابطی حکام کی ایک اہم ذمہ داری کے طور پر ابھر کر سامنے آیا ہے۔[1]

قدرتی وسائل سے استفادہ

قدرتی وسائل سے استفادہ معیشت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ قدرتی وسائل جیسے کہ معدنیات، پانی، زراعتی زمین، جنگلات اور توانائی کے ذرائع کسی بھی ملک کی معیشت کی بنیاد ہوتے ہیں۔ یہ وسائل نہ صرف ملکی معیشت کو مستحکم بنانے میں مدد دیتے ہیں بلکہ لوگوں کے معیار زندگی کو بہتر بنانے میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعلیمات اور اصولوں کی روشنی میں، قدرتی وسائل کا صحیح اور منصفانہ استعمال معیشت کے استحکام کے لئے ضروری ہے۔

قدرتی وسائل کے صحیح استعمال کے اصول

انصاف اور دیانتداری:

انصاف : حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک انصاف ہر کام کی بنیاد ہے۔ قدرتی وسائل کا منصفانہ تقسیم اور استعمال معیشت کے استحکام کے لئے ضروری ہے۔

---

(1) https://www.sbp.org.pk/urdu/FS/index.asp

دیانتداری :وسائل کے استعمال میں دیانتداری برتنا چاہئے تاکہ تمام افراد کو ان سے برابر کا فائدہ مل سکے۔

پائیدار ترقی:

پائیداری :قدرتی وسائل کا پائیدار استعمال ضروری ہے تاکہ مستقبل کی نسلوں کے لئے یہ وسائل محفوظ رہ سکیں۔

ماحولیاتی تحفظ :ماحولیاتی نظام کو محفوظ رکھتے ہوئے وسائل کا استعمال کرنا چاہئے۔

تحقیق و ترقی:

تحقیق :قدرتی وسائل کے بہتر اور زیادہ موثر استعمال کے لئے تحقیق میں سرمایہ کاری کرنا۔

جدید ٹیکنالوجی :جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کرنا تاکہ وسائل کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکے۔

ریاست کے لئے معاشی منصوبہ بندی

اللہ تعالیٰ نے کائنات کے نظام کو ایک مکمل منصوبہ بندی کے تحت تخلیق کیا ہے جس میں کوئی نقص یا کمی نہیں ہے۔ قرآن کریم میں بھی اس کا ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ کی تخلیق میں کوئی فرق یا بے ضابطگی نہیں ہے۔ اسی طرح، اسلامی تعلیمات میں بھی منصوبہ بندی کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے، چاہے وہ دینی امور ہوں یا دنیاوی، سیاسی ہوں یا اقتصادی۔

اسلامی نظام معیشت کا مقصد فرد اور معاشرے کی معاشی ضروریات کو پورا کرنا ہے تاکہ ہر شخص کو اپنے حقوق مل سکیں اور کوئی بھی محروم نہ رہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اسلامی نظام معیشت میں زکوٰۃ اور صدقات کا نظام متعین کیا گیا ہے تاکہ دولت کی منصفانہ تقسیم ہو سکے اور معاشرے کے غریب اور نادار افراد کی مدد ہو سکے۔

اسلامی تعلیمات میں منصوبہ بندی کی بہت اہمیت ہے اور اللہ کی تخلیق کی طرح، اسلامی نظام معیشت بھی ایک منظم اور منصوبہ بند طریقے سے چلایا جاتا ہے۔ اس میں زکوٰۃ اور صدقات کا نظام اہم کردار ادا کرتے ہیں تاکہ دولت کی منصفانہ تقسیم ہو سکے اور ہر فرد کو اس کے حقوق مل سکیں۔

منصوبہ بندی کو پلاننگ بھی کہا جاتا ہے۔ جس کا مفہوم کچھ یوں ہے۔

عربی زبان میں پلاننگ کو تخطیط کہا جاتا ہے، اس کے معنی ہیں، کسی کام کو انجام دینے کا منصوبہ وخاکہ تیار کرنا۔[1]

ایک تعریف یوں بھی کی گئی ہے۔

"Planning has been defined in many ways but most authorities agree that it is an essence and organization, conscious and continual attempt to select the best available alternative to achieve specific goals." [2]

منصوبہ بندی کی وضاحت کئی انداز میں کی گئی ہے لیکن سب سے زیادہ متفقہ اس کی تعریف اس طرح کی جاسکتی ہے کہ یہ ایک اہم بنیادی اور منتظم، شعوری اور مسلسل کوشش کا نام ہے جو مخصوص مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے دستیاب متبادل کے انتخاب کے لیے کی جاتی ہے"۔

اسلام زندگی کا ایک مکمل نظام، محکم طریقہ، اور جامع منہج ہے۔اس کی ہر تعلیم میں منصوبہ بندی اور پلاننگ کی جھلک نمایاں ہے۔اگر ہم خالقِ کائنات کے نظامِ کون ومکاں پر غور کریں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ یہ نظام مکمل منصوبہ بندی کے تحت چل رہا ہے، جس میں کوئی خامی یا کمی نہیں ہے۔جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے:

"تم رحمن کی پیدا کردہ چیزوں میں کوئی فرق نہیں پاؤ گے، دوبارہ نظر دوڑاؤ، کیا کوئی دراڑ یا شگاف نظر آتا ہے؟ پھر دوبارہ غور کرو، ہر بار نظر ناکام ہو کر واپس آئے گی اور کوئی بے ضابطگی نہیں پائے گی۔"[3]

یہ آیات ہمیں بتاتی ہیں کہ اللہ کا نظام بہترین منصوبہ بندی کا مظہر ہے، جس میں کوئی نقص نہیں ہے۔

اسلام میں منصوبہ بندی ہر کام میں ضروری ہے۔یہی وجہ ہے معیشت میں بھی منصوبہ بندی ضروری ہے۔ اس ضمن میں معاشی منصوبہ بندی کی یوں تعریف کی جاتی ہے۔

Economic planning is the making of major economic decisions-what and how much is to be produced and whom it is to be allocated by the conscious decisions of a determinate authority on the basis of a comprehensive survey of the economic system as a whole" [4]

---

(1) القاموس المحیط، از مجد الدین محمد بن یعقوب (بیروت: دار الفکر، 817ھ) ج:2، ص:358

(2) Waterston Albert, Development Planning Lesson of Experience (Jhon Hopkins University Press Washington),26

(3) الملک:4،3

(4) Dickinson, Economic of Socialism, (New York, Oxford University Press, 1939), 41

منصوبہ بندی ایک خاص ادارے کی طرف سے ملکی نظام معیشت کا مجموعی طور پر جائزہ لینے کے بعد اس قسم کے معاشی فیصلے کرنا ہے

کہ ملک میں کون کون سی اشیا پیدا کی جائیں کسی طرح سے پیدا کی جائیں اور ان کی تقسیم کس طرح سے عمل میں آئے گی"۔

Lewis Lorwin معاشی منصوبہ بندی کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"Planning is a device of the economic organization in which individuals, enterprises and industries are considered integrated units of a single system. Its purpose is to utilize all means and resources to provide material for maximum satisfaction of the people with in a fixed period". "[1]

منصوبہ بندی معیشت میں ایسی معاشی تنظیم ہے جس میں افراد، کارخانے، کاروبار اور صنعتیں ایک ہی وحدت کے تکمیلی اجزاء ہیں جو ملک میں موجودہ ذرائع کو اس طرح سے استعمال کرتی ہے کہ عوام کی ضروریات کی زیادہ سے زیادہ تسکین ہو سکے"۔

The conscious effort of a central organization to influence direct and in some cases even control changes in the principal economic variables (such as GDP, consumption, investment and saving etc) of a certain country or region over the course of time in accordance with a predetermined set of objectives. [2]

کسی مرکزی تنظیم کی ایسی شعوری کوشش جو دیے گئے متعین وقت میں مقررہ اور طے شدہ مقاصد کے حصول کے لیے براہ راست کسی مخصوص ملک اور علاقے پر اثر انداز ہو اور حتی کہ خام پیداوار اور صرف اور سرمایہ کاری بچت جیسے متغیرات پر کنٹرول رکھے.

معاشی منصوبہ بندی کی اقسام:

معاشی منصوبہ بندی کی مختلف اقسام ہوتی ہیں جو مختلف مدتوں کے لئے مخصوص ہوتی ہیں۔ یہ اقسام درج

---

(1) G Frederick, Reading in Economic planning(New York, The Business Bourse, 1932),153

(2) Todaro Michael and Smith Stephen, Economic Development(New York, Pearson,2012),122

ذیل ہیں:

1. طویل المیعاد منصوبہ بندی (Long-Term Planning)

طویل المیعاد منصوبہ بندی عام طور پر دس سال یا اس سے زائد مدت کے لئے کی جاتی ہے۔ اس منصوبہ بندی کا مقصد معیشت کے طویل مدتی اہداف کو حاصل کرنا ہوتا ہے۔ طویل المیعاد منصوبہ بندی میں درج ذیل پہلو شامل ہو سکتے ہیں:

بنیادی ڈھانچے کی ترقی جیسے سڑکیں، پل، اور بڑے پیمانے پر صنعتی منصوبے۔

تعلیمی نظام کی بہتری اور تکنیکی تعلیم کا فروغ۔

طویل مدتی معاشی ترقی کے منصوبے جیسے کہ توانائی کے وسائل کی ترقی اور زرعی اصلاحات۔

ماحولیات کی حفاظت اور پائیدار ترقی کے منصوبے۔

2. وسط المیعاد منصوبہ بندی (Medium-Term Planning)

وسط المیعاد منصوبہ بندی عام طور پر پانچ سے دس سال کی مدت کے لئے کی جاتی ہے۔ اس قسم کی منصوبہ بندی میں درج ذیل نکات شامل ہو سکتے ہیں:

صنعتی ترقی کے منصوبے جو کہ مخصوص شعبوں میں توسیع کرتے ہیں۔

صحت اور تعلیم کے شعبوں میں بہتری کے لئے منصوبے۔

اقتصادی اصلاحات جیسے کہ ٹیکس نظام میں تبدیلیاں اور کاروباری ماحول کی بہتری۔

درمیانی مدت کے بنیادی ڈھانچے کے منصوبے جیسے کہ نئے ہسپتالوں یا اسکولوں کی تعمیر۔

3. قلیل المیعاد منصوبہ بندی (Short-Term Planning)

قلیل المیعاد منصوبہ بندی عام طور پر ایک سال یا اس سے کم مدت کے لئے کی جاتی ہے۔ اس منصوبہ بندی کا مقصد فوری اور عارضی مسائل کا حل تلاش کرنا ہوتا ہے۔ قلیل المیعاد منصوبہ بندی میں درج ذیل نکات شامل ہو سکتے ہیں:

- بجٹ کی تیاری اور مالی وسائل کی مختص۔

- ❖ فوری ضروریات کے لئے اقتصادی اصلاحات جیسے کہ سبسڈی کا تعین یا فوری ٹیکس چھوٹ۔
- ❖ عارضی منصوبے جیسے کہ قحط یا سیلاب جیسی قدرتی آفات کے لئے امدادی منصوبے۔
- ❖ معیشت میں فوری استحکام لانے کے لئے اقدامات۔

معاشی منصوبہ بندی کی اقسام مختلف مدتوں کے لئے مخصوص ہوتی ہیں اور ہر قسم کا مقصد مختلف ہوتا ہے۔ طویل المیعاد منصوبہ بندی کا مقصد دور رس اور بنیادی تبدیلیاں لانا ہوتا ہے، وسط المیعاد منصوبہ بندی مخصوص شعبوں میں ترقی کے لئے ہوتی ہے، جبکہ قلیل المیعاد منصوبہ بندی فوری مسائل کے حل کے لئے کی جاتی ہے۔ ان تینوں اقسام کی منصوبہ بندی کے ذریعے معیشت کو مستحکم اور ترقی کی راہ پر گامزن کیا جاسکتا ہے۔

معاشی منصوبہ بندی کے لوازمات کو اسلامی معاشیات اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوال کی روشنی میں بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ معاشی منصوبہ بندی کے مختلف پہلوؤں کو اسلامی تعلیمات اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکمت بھری نصیحتوں کے مطابق سمجھا جائے۔

معاشی منصوبہ بندی کے لوازمات:

1. تشکیل و تنظیم(Formation and Organization)

اسلامی اصولوں کے مطابق تشکیل و تنظیم کا مقصد معاشرتی انصاف اور فلاح و بہبود کو یقینی بنانا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے" :عدل سب سے افضل عمل ہے۔

تشکیل و تنظیم میں شامل ہیں:

اداروں کی تشکیل :اسلامی معاشی نظام کے تحت اداروں کی تشکیل جو زکوۃ، صدقات اور وقف جیسے اداروں کو مؤثر بنائیں۔

تنظیمی ڈھانچہ :ایسے تنظیمی ڈھانچے کی تشکیل جو شفافیت، احتساب اور عوامی خدمت کو یقینی بنائیں۔

مشینری کی ضرورت(Need for Machinery)

معاشی منصوبہ بندی کے لئے مناسب مشینری اور ٹیکنالوجی کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ منصوبوں کو مؤثر طریقے سے عملی جامہ پہنایا جاسکے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں" : علم سب سے بڑی دولت ہے۔"

جدید ٹیکنالوجی : جدید ٹیکنالوجی اور مشینری کا استعمال تاکہ پیداواری عمل کو بہتر بنایا جا سکے۔
تکنیکی تربیت : کارکنوں کو تکنیکی تربیت فراہم کرنا تاکہ وہ جدید مشینری کو مؤثر طریقے سے استعمال کر سکیں۔

مدت کا تعین (Determination of Duration)

منصوبہ بندی کی مدت کا تعین کرنا ضروری ہے تاکہ اہداف کو مقررہ وقت میں حاصل کیا جا سکے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے" : ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔"(نہج البلاغہ)
قلیل المدتی منصوبے : ایک سال یا اس سے کم مدت کے لئے منصوبے۔
وسط المدتی منصوبے : پانچ سے دس سال کی مدت کے لئے منصوبے۔
طویل المدتی منصوبے : دس سال یا اس سے زائد مدت کے لئے منصوبے۔

معاشی منصوبہ بندی کے اہم نکات

معاشی منصوبہ بندی کسی بھی ملک کی اقتصادی ترقی اور استحکام کے لیے انتہائی اہم ہے۔ اس کے چند اہم نکات درج ذیل ہیں:

1. اہداف کی وضاحت

معاشی منصوبہ بندی کا پہلا اور سب سے اہم نکتہ اہداف کی وضاحت ہے۔ ان اہداف میں اقتصادی ترقی، غربت کا خاتمہ، بے روزگاری کی کمی، اور سماجی انصاف شامل ہیں۔

2. وسائل کی تشخیص

ملک کے دستیاب وسائل کی درست تشخیص اور ان کا مؤثر استعمال معاشی منصوبہ بندی کا بنیادی نکتہ ہے۔ اس میں قدرتی وسائل، انسانی وسائل، مالی وسائل، اور تکنیکی وسائل شامل ہیں۔

ترجیحات کا تعین

محدود وسائل کے پیش نظر ترجیحات کا تعین کرنا ضروری ہے۔ اہم شعبے جیسے تعلیم، صحت، انفراسٹرکچر، اور زراعت کو اولیت دی جانی چاہیے۔

دراز مدتی اور قلیل مدتی منصوبے

دراز مدتی اور قلیل مدتی دونوں منصوبوں کی ضرورت ہے۔ دراز مدتی منصوبے اقتصادی استحکام اور ترقی کے لیے ہوتے ہیں جبکہ قلیل مدتی منصوبے فوری مسائل کے حل کے لیے۔

مالیاتی استحکام

مالیاتی استحکام کو یقینی بنانا معاشی منصوبہ بندی کا اہم نکتہ ہے۔ بجٹ کی منصوبہ بندی، حکومتی اخراجات کی نگرانی، اور مالیاتی نظم وضبط ضروری ہے۔

صنعتی ترقی

صنعتی شعبے کی ترقی معیشت کی بنیاد ہے۔ صنعتی پیداوار کو بڑھانے، نئے صنعتوں کی حوصلہ افزائی، اور موجودہ صنعتوں کی اپ گریڈیشن پر توجہ دی جانی چاہیے۔

زراعت کی بہتری

زراعت معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے، خاص طور پر ترقی پذیر ممالک میں۔ جدید زرعی تکنیکوں کا استعمال، آبپاشی کے نظام کی بہتری، اور کسانوں کی مدد ضروری ہے۔

تجارت اور برآمدات

بین الاقوامی تجارت اور برآمدات کو فروغ دینا معیشت کی ترقی کے لیے اہم ہے۔ تجارتی پالیسیوں کو بین الاقوامی منڈیوں کے مطابق ترتیب دیا جائے۔

سماجی انصاف

معاشرتی انصاف اور برابری کو یقینی بنانا ضروری ہے۔ دولت کی منصفانہ تقسیم، غربت کا خاتمہ، اور کمزور طبقات کی حمایت پر توجہ دی جائے۔

تعلیم اور انسانی وسائل کی ترقی

تعلیم اور تربیت انسانی وسائل کی ترقی کے لیے بنیادی ہیں۔ معیاری تعلیم کی فراہمی، پیشہ ورانہ تربیت، اور تحقیقی اداروں کی حمایت ضروری ہے۔

ٹیکنالوجی اور جدت

ٹیکنالوجی اور جدت کی حوصلہ افزائی معیشت کی ترقی کے لیے اہم ہے۔ جدید ٹیکنالوجی کے استعمال، تحقیق و ترقی، اور اختراع پر زور دینا ضروری ہے۔

ماحولیات کی حفاظت

معاشی ترقی کے ساتھ ساتھ ماحولیات کی حفاظت بھی اہم ہے۔ ماحولیاتی قوانین کی پاسداری اور پائیدار ترقی کے اصولوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔

حکومتی پالیسیوں کا نفاذ

حکومتی پالیسیوں کا مؤثر نفاذ اور نگرانی معاشی منصوبہ بندی کا ایک اہم نکتہ ہے۔ اس کے لیے ایک مضبوط اور شفاف نظام کی ضرورت ہوتی ہے۔

مقاصد کا تعین (Determination of Objectives)

معاشی منصوبہ بندی کے مقاصد کا تعین کرنا ضروری ہے تاکہ وسائل کو درست سمت میں استعمال کیا جا سکے۔
حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں" :انسان کے اعمال اس کے نیت کے مطابق ہوتے ہیں۔"[1]

معاشرتی فلاح و بہبود : غریبوں اور ناداروں کی مدد کرنا، صحت اور تعلیم کے شعبوں میں بہتری لانا۔

معاشی ترقی : پیداوار میں اضافہ، روزگار کے مواقع پیدا کرنا، اور معیشت کو مستحکم بنانا۔

ماحولیاتی تحفظ : قدرتی وسائل کا پائیدار استعمال اور ماحولیاتی تحفظ کو یقینی بنانا۔

اسلامی معاشیات کی روشنی میں

اسلامی معاشیات میں منصوبہ بندی کے لوازمات درج ذیل ہیں:

زکوٰۃ اور صدقات : دولت کی منصفانہ تقسیم کے لئے زکوٰۃ اور صدقات کے نظام کا مؤثر نفاذ۔

وقف : وقف کے ذریعے تعلیمی، صحت اور دیگر فلاحی منصوبوں کی مالی معاونت۔

عدالت : عدل و انصاف پر مبنی معاشی پالیسیاں تاکہ ہر فرد کو اس کا حق مل سکے۔

معاشی منصوبہ بندی کے لوازمات کو اسلامی اصولوں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوال کی روشنی میں سمجھا جائے تو ہمیں انصاف، علم، شفافیت، اور معاشرتی فلاح و بہبود جیسے اہم پہلو ملتے ہیں۔ اسلامی معاشیات میں منصوبہ بندی کے لئے زکوٰۃ، صدقات، وقف اور عدل جیسے اصول اہم کردار ادا کرتے ہیں، جو ایک مستحکم اور ترقی یافتہ معاشرے کے قیام کے لئے ضروری ہیں۔

پاکستان میں معاشی منصوبہ بندی

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے پاکستان کی معاشی پالیسی اور نظام سے متعلق فرمایا تھا:

Pakistan should not blindly follow western economic theory and practice and should develop its own economic system based on

[1] رضی، نہج البلاغہ، ص:124

true Islamic concept of equality of manhood and social justice" [1]

پاکستان کو مغربی معاشی نظریہ اور عمل کی اندھی تقلید نہیں کرنی چاہیے بلکہ اسے اسلام کے انسانی مساوات اور سماجی انصاف کے تصور پر مبنی اپنے معاشی نظام کو ترقی دینی چاہیے"

گویا پاکستان میں اس طرز کا معاشی نظام قائم ہو گا جس میں منصوبہ بندی اور تدبیر سے کام لیتے ہوئے صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست کی بنیاد پر اس ملک کی تعمیر ہو گی جس میں معاشی عدل و مسادات اور بھائی چارے کی فضاء قائم ہو گی۔ دولت کی تقسیم مساویانہ اور منصفانہ ہو گی اس باب میں ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ چونکہ پاکستان اسلام کے نام پر قائم ہوا کہ اس میں اسلامی طرز زندگی کو اپنایا جائے اسلامی اصولوں اور قوانین کو اختیار کیا جائے گا آیا معاشی و اقتصادی لحاظ سے بھی پاکستان نے ایسی منصوبہ بندی اور طریقہ کار کو اختیار کیا ہے کہ جس سے اسلام کے معاشی اصولوں اور قوانین پر عمل پیرا ہو کر عوام کو مستفید کیا گیا ہو اور اگر ایسا ہوا ہے تو کس قدر عوام کو مفاد حاصل ہوا ہے اس عمل کے دوران کونسے مسائل اور رکاوٹیں پیدا ہوئیں۔

پاکستان کے قیام کے فوراً بعد ہی اس بات کو محسوس کر لیا گیا تھا کہ پاکستان کو معاشی طور پر خوشحال بنانے کے لئے منصوبہ بندی کا ہونا نہایت ضروری ہے۔

Inspite of grave economic and financial problems which beset the Government of Pakistan soon after independence, a development Board was established early in 1948 in Economic Affairs Devision to deal with question of raped economic development of the country" [2]

آزادی کے شدید معاشی و مالی مسائل جنہوں نے گویا کہ پاکستان کو گھیر لیا تھا ان کے باوجود جلد ہی 1948ء میں معاشی معاملات سے متعلق اور ملک کو تیز معاشی ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لیے ایک ترقیاتی بورڈ قائم کیا گیا"

اس کے ساتھ ہی منصوبہ بندی مشاورتی بورڈ بھی قائم کیا گیا جس میں سرکاری عملے کے ساتھ منصوبہ بندی مشاورتی نجی شعبہ کو بھی نمائندگی دی گئی اس بورڈ کا مقصد ترقیاتی بورڈ کی منصوبہ بندی کے سلسلے میں مدد کرنا تھا چنانچہ

---

(1) Ahmad Z. Sustained Strivings for economic Development, Dawn ,December 25, 1996

(2) Planning commission, manual for development projects Fil:///</\users planning/desktop/New%20folder/a.htm9/27/2010 12:49:15 pm P3 or http: hd2/pc/popup/ch1 p.html

ان دونوں اداروں نے پاکستان میں منصوبہ بندی کا آغاز کیا۔

"To prefer a more comprehensive plan of development, the Government of Pakistan decided to set up a planning Board on 18th July 1953 with Mr. Zahid Hussain. Ex-Governor of State Bank of Pakistan as its first Chairman and two other members" [1]

ایک زیادہ جامع ترقیاتی منصوبہ تشکیل دینے کے لیے 18 جولائی 1953 کو حکومت پاکستان نے منصوبہ بندی بورڈ بنانے کا فیصلہ کیا جس کے پہلے چیئرمین سٹیٹ بینک آف پاکستان کے سابقہ گورنر مسٹر زاہد حسین کو مقرر کیا گیا ان کے دو اور ممبر بھی تھے" حکومت پاکستان 1948 کے آغاز میں جو ترقیاتی بورڈ قائم کیا تھا اس بورڈ نے 1950 میں کولمبو منصوبہ کے تحت ملک کے لئے ایک چھے سالہ ترقیاتی منصوبہ تشکیل دیا اس منصوبے کے تحت جنوبی ایشیا اور جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک کی حکومتوں نے باہمی تعاون کے ذریعے اپنے ممالک کو معاشی ترقی دینے کے لئے 1950 میں غور و خوض کیا۔

"In 1950 when members of British common wealth assembled in Colombo plan, The Pakistan government also include several continuing and some hurriedly prepared new projects in the sixth-year development plan (1951-57) which was scheduled to go into effect from the middle of 1951. This plan was compiled hurriedly with in the period of three months. It visualized a modest Public sector development expenditure of Rs. 2.600 million i.e, an annual outly of about 2.5 percent of the national income of that time”[2]

1950ء میں جب برطانوی دولت مشترکہ کے ارکان کولمبو پلان کے لیے جمع ہوئے تو حکومت پاکستان نے بھی کئی جاری اور کچھ عنقریب تیار ہونے والے چھ سالہ ترقیاتی منصوبے (19571951) کی تجاویز پیش کیں جنہوں نے 1951 کے وسط سے مؤثر ہونا تھا۔ یہ منصوبہ بہت جلدی میں صرف تین ماہ میں مدون کیا گیا۔ اس میں سرکاری شعبہ کے ترقیاتی اخراجات کا تخمینہ 2.600 ملین روپے لگایا گیا جو کہ اس وقت کی سالانہ قومی آمدنی کا 2.5 ملین تھا

(1) Khan. Aftab Ahmd, On Planning in Pakistan (Islamabad),4

(2) Ejaz Aslam, Development planning in Pakistan, (Feroz sons, Lahore 1991),77

پاکستان میں مختلف ادوار میں معاشی ترقی کے اہداف

پاکستان میں قیام پاکستان سے لیکر 2022 تک معاشی منصوبہ بندی کے اہداف مختلف ادوار میں مختلف رہے ہیں۔ یہ اہداف مختلف حکومتوں اور منصوبہ بندی کے ادوار میں تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ ملکی اور عالمی اقتصادی حالات کے تحت متعین کیے گئے تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی پالیسی کی روشنی میں معاشی منصوبہ بندی کے اہم خدوخال

معاشی منصوبہ بندی (Economic Planning) ایک منظم عمل ہے جس کے تحت معیشت کی ترقی اور استحکام کے لیے مختلف اقدامات کیے جاتے ہیں۔ اس کی اہمیت اور ضرورت ہر ملک کی معیشت کے مختلف مراحل پر منحصر ہے۔ یہاں معاشی منصوبہ بندی کے کچھ اہم خدوخال دیے گئے ہیں:

پائیدار ترقی کے لئے اہداف کا تعین:

منصوبہ بندی کے دوران معیشت کے طویل مدتی اور مختصر مدتی اہداف کا تعین کیا جاتا ہے۔ یہ اہداف معاشی ترقی، روزگار کے مواقع، مہنگائی پر قابو، اور دیگر سماجی و اقتصادی مسائل کے حل پر مشتمل ہو سکتے ہیں۔ معاشی منصوبہ بندی کا مقصد ایک مستحکم، منصفانہ اور ترقی یافتہ معاشرے کی تشکیل ہے۔ اس سلسلے میں سیرت رسول اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوال ہمیں راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

اقوام متحدہ کے پائیدار ترقی کے اہداف

اقوام متحدہ نے 2015 میں اپنے ممبر ممالک کے لئے 17 پائیدار ترقی کے اہداف (Sustainable Development Goals - SDGs) مقرر کیے، جنہیں 2030 تک پورا کرنے کا عزم کیا گیا ہے۔ یہ اہداف عالمی ترقی کو بہتر بنانے اور لوگوں کی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے جامع منصوبہ بندی اور عملی اقدامات پر مشتمل ہیں۔ یہ اہداف درج ذیل ہیں:

غربت کا خاتمہ:(No Poverty)

دنیا بھر میں ہر جگہ غربت کے خاتمے کے لئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: "غریبوں اور محتاجوں کی مدد کرنا اسلامی حکومت کا فرض ہے۔"[1]

بھوک کا خاتمہ :(Zero Hunger) بھوک کا خاتمہ، غذائیت کی بہتری، اور پائیدار زراعت کو فروغ دینا۔ آپؓ نے فرمایا: "لوگوں کے لئے بہتر غذا فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔"[2]

صحت اور فلاح :(Good Health and Well-being) صحت مند زندگی کو یقینی بنانا اور ہر عمر کے لوگوں کی فلاح و بہبود کو فروغ دینا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: "صحت مند رہنا انسان کا حق ہے اور حکومت کو صحت کے معیاری سہولیات فراہم کرنا چاہیے۔"[3]

معیاری تعلیم :(Quality Education) معیاری تعلیم کی فراہمی کو یقینی بنانا اور زندگی بھر سیکھنے کے مواقع کو فروغ دینا۔ آپ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: "تعلیم ہر شخص کا حق ہے اور حکومت کو معیاری تعلیم فراہم کرنی چاہیے۔"[(4)]

صنفی مساوات :(Gender Equality) صنفی مساوات کو حاصل کرنا اور تمام عورتوں اور لڑکیوں کو بااختیار بنانا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: "عورتوں کے حقوق کا احترام کرو اور ان کی عزت کرو۔"[5]

صاف پانی اور صفائی :(Clean Water and Sanitation) سب کے لئے پانی اور صفائی کی دستیابی اور پائیدار انتظام کو یقینی بنانا۔ آپ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: "پانی اور صفائی کی فراہمی حکومت کی ذمہ داری ہے۔"[6]

سستی اور صاف توانائی :(Affordable and Clean Energy) سب کے لئے سستی، قابل اعتماد، پائیدار اور جدید توانائی تک رسائی کو یقینی بنانا۔

باہمی تعاون اور اقتصادی ترقی :(Decent Work and Economic Growth) پائیدار اقتصادی ترقی، مکمل اور پیداواری روزگار اور باہمی تعاون کو فروغ دینا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: "محنت کرنا عبادت

---

(1) نہج البلاغہ، ص:167

(2) ایضاً، ص:147

(3) ایضاً، ص:206

4 ایضاً، ص:218

(5) ایضاً، ص:80

(6) نہج البلاغہ، ص:172

ہے اور حکومت کو روزگار کے مواقع فراہم کرنے چاہییے۔"[1]

صنعت، جدت اور انفراسٹرکچر (Industry, Innovation, and Infrastructure): پائیدار صنعتوں، جدت، اور بنیادی ڈھانچے کو فروغ دینا۔

کمزوریوں کے درمیان کم فرق (Reduced Inequalities): اور ممالک کے درمیان عدم مساوات کو کم کرنا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: "معاشرتی انصاف کا قیام حکومت کا فرض ہے۔"[2]

پائیدار شہر اور کمیونٹیز (Sustainable Cities and Communities): شہر اور انسانی بستیوں کو جامع، محفوظ، لچکدار اور پائیدار بنانا۔

ذمہ دارانہ کھپت اور پیداوار (Responsible Consumption and Production): پائیدار کھپت اور پیداوار کے طریقوں کو یقینی بنانا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: "ذخیرہ اندوزی سے بچو اور لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھو۔"[3]

آب وہوا کی کارروائی (Climate Action): آب وہوا کی تبدیلی اور اس کے اثرات سے نمٹنے کے لئے فوری کارروائی کرنا۔ آپؓ نے فرمایا: "زمین کی حفاظت کرو اور اس کے وسائل کو درست طریقے سے استعمال کرو۔"[4]

پانی کے نیچے کی زندگی (Life Below Water): سمندری اور سمندری وسائل کا تحفظ اور پائیدار استعمال کو فروغ دینا۔

زمین پر زندگی (Life on Land): زمینی ماحولیاتی نظام کا تحفظ، بحالی اور پائیدار استعمال کو فروغ دینا۔ آپ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: "جانوروں اور پودوں کی حفاظت کرو اور زمین کو آباد رکھو۔"[5]

امن، انصاف اور مضبوط ادارے (Peace, Justice, and Strong Institutions): پرامن اور جامع معاشروں کو فروغ دینا، سب کے لئے انصاف کی فراہمی کو یقینی بنانا، اور موثر، جواب دہ اور جامع اداروں کی تعمیر

---

(1) ایضاً، ص:230

(2) ایضاً، ص:206

(3) ایضاً، ص:129

(4) ایضاً، ص:167

(5) ایضا۔ ص:167

کرنا۔[1] حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: "عدل و انصاف کا قیام حکومت کا فرض ہے۔"[2]

معاشی منصوبہ بندی میں روزگار کی اہمیت

بے روزگاری کا مسئلہ ایک عالمی مسئلہ ہے جس سے ہر ملک متاثر ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے قومیں پست ہمت اور پست ذہن ہو جاتی ہیں۔ غربت اور بے روزگاری کی وجہ سے قومیں غیر اقوام کی غلام بن جاتی ہیں اور ان میں جذبہ حریت ختم ہو جاتا ہے۔ اسلام اس حالت کو نہ صرف شرف انسانی کے منافی قرار دیتا ہے بلکہ اسے کفر میں داخل ہونے کا سبب بھی سمجھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں" :کاد الفقر أن یکون کفراً"[3] (بے روزگاری، افلاس اور غربت کفر کی شکل اختیار کر لیتی ہیں)۔

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ہجرت کے فوراً بعد مفلسی اور مفلوک الحالی کے انسداد کے لئے اقدامات کیے۔ انہوں نے انصار و مہاجرین کے درمیان رشتہ مواخات قائم کیا اور فرمایا" تآخوا في الله أخوین أخوین"[4] (اللہ کی رضا کی خاطر آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ)۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوال کی روشنی میں، ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ روزگار کی فراہمی ایک بنیادی ضرورت ہے جو قوموں کو مضبوط اور مستحکم بناتی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا" :جو شخص محنت کرتا ہے، اللہ اسے عزت دیتا ہے"۔

روزگار کے ملکی معیشت پر اثرات:

معاشرتی استحکام: روزگار کی فراہمی معاشرتی استحکام کا باعث بنتی ہے۔ جب لوگ مصروف عمل ہوتے ہیں، تو معاشرتی ہم آہنگی اور استحکام میں اضافہ ہوتا ہے۔

غربت کا خاتمہ: روزگار کی فراہمی غربت کے خاتمے کا بنیادی ذریعہ ہے۔ جب لوگوں کے پاس کام ہوتا ہے، تو وہ اپنی اور اپنے خاندان کی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔

---

(1) United Nations, Transforming our world: the 2030 Agenda for Sustainable Development(2015), 50-145

(2) ایضاً، ص:207

(3) الطبري محمد بن جریر، التاریخ الرسل والملوک (بیروت: دار لتراث)، ج:1، ص:217

(4) ابن ہشام، سیر والنبویہ، ج:1، ص:505

انفرادی عزت نفس: روزگار افراد کی عزت نفس کو بڑھاتا ہے اور انہیں معاشرے میں معزز مقام حاصل ہوتا ہے۔

معاشی ترقی: روزگار کی فراہمی معیشت کو مضبوط بناتی ہے کیونکہ لوگوں کی خریداری کی طاقت بڑھتی ہے اور بازار میں مالیاتی سرکولیشن بہتر ہوتی ہے۔

جذبہ حریت: روزگار کی فراہمی قوموں میں جذبہ حریت کو فروغ دیتی ہے اور انہیں خودمختار بناتی ہے۔

اسلامی معاشی منصوبہ بندی میں روزگار کی فراہمی کو اہم حیثیت حاصل ہے کیونکہ یہ معاشرتی انصاف، معاشی استحکام، اور انفرادی فلاح و بہبود کو یقینی بناتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات میں بھی روزگار کی اہمیت کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے، جس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک مستحکم اور خوشحال معاشرہ تشکیل دینے کے لئے روزگار کی فراہمی کتنی ضروری ہے۔

وسائل کا بہتر اور بھرپور استعمال

کسی بھی ملک کی خوشحالی اور معاشی ترقی کا انحصار اس کے معاشی وسائل کے بہتر اور بھرپور استعمال پر ہوتا ہے۔ ان وسائل میں قدرتی وسائل جیسے معدنیات، جنگلات، دریا، پہاڑ اور انسانی وسائل شامل ہیں، جن میں محنت، صلاحیت، قابلیت، اہلیت اور ہنرمندی شامل ہیں۔ ان وسائل کے موثر استعمال سے زراعت، صنعت اور تجارت کو فروغ ملتا ہے جو کسی بھی معیشت کے بنیادی ستون ہیں۔

جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے لکھا ہے" :زراعت، جانوروں کی پرورش، معدنیات، نباتات اور حیوانات کا خشکی اور تری سے حاصل کیا جانا، نجاری، لوہاری، پارچہ بانی وغیرہ کی صنعتیں یہ اور اس قسم کی وہ تمام چیزیں جن کے طبعی جوہر سے انتفاع مطلوب حاصل ہو سکے اصول معاشیات کہلاتی ہیں۔"[1]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوال کی روشنی میں، وسائل کا بہتر استعمال نہ صرف معاشی ترقی کا باعث بنتا ہے بلکہ اس سے معاشرتی انصاف اور فلاح و بہبود کو بھی فروغ ملتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا" : علم سب سے بڑی دولت ہے۔"(نہج البلاغہ)

وسائل کی اقسام:

---

(1) ولی اللہ، شاہ احمد بن عبد الرحیم، حجۃ اللہ البالغہ (بیروت: باب فن المعاملات، 2005ء) ج:1 ص:91

قدرتی وسائل کا استعمال: قدرتی وسائل جیسے معدنیات، جنگلات، دریا، اور پہاڑ کا منظم اور مؤثر استعمال معاشی ترقی کے لئے ضروری ہے۔

اسلام میں زمین کی آبادکاری اور اس کے وسائل سے استفادہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

انسانی وسائل کا استعمال: انسانی وسائل میں موجود صلاحیتوں، قابلیتوں، اور ہنر مندی کا مؤثر استعمال ملکی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: "انسانی محنت اور ہنر سے ملک کی ترقی ہوتی ہے۔"

زراعت: زراعت معیشت کی بنیاد ہے۔ بہتر زرعی منصوبہ بندی اور جدید تکنیکوں کے استعمال سے پیداوار میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

صنعت اور تجارت: صنعت اور تجارت کے شعبے میں ترقی کے لئے جدید تکنیکوں اور مشینری کا استعمال ضروری ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: "صنعت اور تجارت ملکی خوشحالی کے لئے ضروری ہیں۔"

ماحولیاتی تحفظ: قدرتی وسائل کے استعمال میں ماحولیاتی تحفظ کا خیال رکھنا ضروری ہے تاکہ مستقبل کی نسلوں کے لئے یہ وسائل محفوظ رہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: "زمین اور اس کے وسائل کی حفاظت ہماری ذمہ داری ہے۔"

اسلامی معاشی اصول:

اسلامی معاشیات میں وسائل کے بہتر اور بھرپور استعمال کی خصوصی اہمیت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عملی تعلیم دی کہ عطیات قدرت سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جائے۔

وسائل کا بہتر اور بھرپور استعمال کسی بھی ملک کی خوشحالی اور معاشی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ قدرتی اور انسانی وسائل کے مؤثر استعمال سے زراعت، صنعت اور تجارت کو فروغ ملتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوال اور اسلامی معاشیات کی روشنی میں، ہمیں وسائل کی قدر و قیمت اور ان کے مؤثر استعمال کا شعور حاصل ہوتا ہے۔ اس سے نہ صرف معاشی ترقی ممکن ہوتی ہے بلکہ معاشرتی انصاف اور فلاح و بہبود بھی یقینی بنائی جاسکتی ہے۔

کفالت عامہ:

معاشی منصوبہ بندی میں کفالت عامہ کی پالیسی بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ معاشی ذمہ داریوں میں اسلامی ریاست کی اولین ذمہ داری عوام کی معاشی کفالت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی شخص بنیادی

ضروریات سے محروم نہ رہے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ ہر فرد کا حق ہے کہ ریاست اس کی غذا، لباس، مکان، تعلیم، صحت و علاج کی ضروریات میں کفالت کرے۔ رسول اللہ کا فرمان ہے۔

ليس لابنِ آدَمَ حَقٌّ فِي سِوَى هَذِهِ الخصال، بيت يسكنه وثوب يُوَارِي عَوْرَتَهُ وَخِلْفُ الْخَبْزِ وَالماء[1]*

ابن آدم کا بنیادی حق ہے کہ اس کے پاس رہنے کے لیے مکان ہو، تن ڈھانپنے کو لباس، کھانے کے لیے روٹی اور پینے کے لیے پانی ہو"

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی لکھتے ہیں کفالت عامہ سے مراد یہ ہے کہ دار السلام کے حدود کے اندر رہنے والے ہر فرد کی زندگی کی بنیادی ضرورتوں کی تکمیل کا اہتمام کیا جائے۔ یہ اہتمام اس درجہ تک ہونا چاہیے کہ کوئی فرد ان ضروریات سے محروم نہ رہے۔ ان بنیادی ضروریات میں غذا، لباس، مرکان اور علاج لازماً شامل ہیں[2]"

لہذا ایک اسلامی حکومت پر لازم ہے کہ وہ عوام کو روزگار فراہم کرے، عوام کو ملازمتیں دے اور کاروبار کی سہولتیں فراہم کرے تاکہ افراد کی بنیادی ضرورتوں کی فراہمی کو یقینی بنایا جاسکے۔ اسی طرح تعلیم و تربیت اور صحت کے مراکز قائم کرنا بھی حکومت کا فرض ہے۔ کیونکہ ریاست لوگوں کے لیے سرپرست اور ولی کی حیثیت رکھتی ہے۔

فالسُّلْطَانُ وَلِيٌّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ[3]

معاشی منصوبہ بندی میں کفالت عامہ کی پالیسی ایک انتہائی اہمیت کی حامل ہے، کیونکہ اسلامی ریاست کی اولین ذمہ داری عوام کی معاشی کفالت ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ کوئی بھی شخص بنیادی ضروریات سے محروم نہ رہے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ اس سے مراد ہے کہ ریاست ہر فرد کی غذا، لباس، مکان، تعلیم، صحت و علاج کی ضروریات میں کفالت کرے۔

کفالت عامہ کے ملکی معیشت پر اثرات:

کفالت عامہ کی پالیسی کی تنفیذ سے معیشت پر مثبت اثرات مرتب ہوسکتے ہیں:

(1) الترمذي، الجامع السنن کتاب الزيد، باب منہ (مطبعہ مصطفی البابی الحلبی مصر 1975)4:2341

(2) صدیقی، نجات اللہ، اسلام کا نظریہ ملکیت، (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز) ج:2، ص:92

(3) الترمذی، الجامع السنن ابواب النکاح، ص:1002

غربت میں کمی :جب ریاست ہر فرد کی بنیادی ضروریات کی کفالت کرتی ہے تو غربت میں کمی واقع ہوتی ہے۔لوگ بنیادی ضروریات کی فکر سے آزاد ہو کر اپنی معاشی حالت کو بہتر بنانے کے لیے کام کر سکتے ہیں۔

روزگار کی فراہمی :اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ وہ عوام کو روزگار فراہم کرے، ملازمتیں دے اور کاروبار کی سہولتیں فراہم کرے۔اس سے بیروزگاری میں کمی واقع ہوتی ہے اور لوگوں کی معاشی حالت میں بہتری آتی ہے۔

تعلیم وتربیت :ریاست کا فرض ہے کہ تعلیم و تربیت کے مراکز قائم کرے۔ تعلیم کے ذریعے افراد کی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے، جو معیشت کے مختلف شعبوں میں بہتری لانے کا باعث بنتا ہے۔

صحت کی سہولتیں :صحت کے مراکز قائم کرنا بھی حکومت کا فرض ہے۔ صحت مند افراد معیشت میں فعال کردار ادا کرتے ہیں اور ملک کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

معاشی استحکام : کفالت عامہ کی پالیسی سے ملک میں معاشی استحکام پیدا ہوتا ہے۔لوگوں کے معاشی حالات بہتر ہونے سے مارکیٹ میں طلب بڑھتی ہے، جس سے معیشت میں استحکام آتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اس بات پر زور دیا ہے کہ ریاست کو عوام کی کفالت کرنی چاہیے اور ان کی بنیادی ضروریات کا خیال رکھنا چاہیے" :

کفالت عامہ کی پالیسی سے معیشت میں بہتری آتی ہے، کیونکہ یہ غربت میں کمی، روزگار کی فراہمی، تعلیم و تربیت، صحت کی سہولتیں، اور معاشی استحکام کو یقینی بناتی ہے۔ اس سے نہ صرف افراد کی زندگی میں بہتری آتی ہے بلکہ ملک کی معیشت بھی مستحکم ہوتی ہے۔ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کی معاشی کفالت کو یقینی بنائے اور ان کی بنیادی ضروریات کا خیال رکھے۔

معاشی ترقی کے لئے افراد سازی:

اصحاب صفہ کی کفالت اور تعلیم وتربیت اگرچہ نادار و مفلس صحابہ کی کفالت اور تعلیم وتربیت کا ایک بند و بست تھا جس کے کئی ثمرات اور نتائج اور مضمرات سامنے آئے ان میں معاشی ثمرات اور مضمرات بھی نمایاں ہوتے ہیں۔ کہ آپ ﷺ نے ایسے افراد تیار کئے جنہوں نے انسانی سرمایہ یعنی افرادی قوت کا کردار ادا کیا اور کسی ملک کی معاشی ترقی کے عوامل میں انسانی سرمایہ یعنی افرادی قوت انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ افراد کسی معاشرے کی معیشت میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ اور ایسے افراد کو تعلیم و

تربیت کے ادارے تیار کرتے ہیں۔ " صفہ بھی ایک ایسا ادارہ تھا جس میں نادر وروز گار صلاحیتوں کے حامل افراد تیار کیئے "[1]

معاشی منصوبہ بندی میں افراز سازی (پروڈکٹیویٹی) کی اہمیت ایک کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے متعدد مواقع پر محنت، دیانتداری، اور پروڈکٹیویٹی پر زور دیا ہے۔ ان کے اقوال میں معاشی سرگرمیوں کو بہتر بنانے کے لئے افراز سازی کی حوصلہ افزائی ملتی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں" :۔

العمل عبادة۔[2]

"کام عبادت ہے

اس قول کی روشنی میں، کام اور محنت کو عبادت کا درجہ دیا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ معاشی سرگرمیوں میں دیانتداری اور محنت کو اہمیت دینی چاہیے۔ اس سے نہ صرف فرد کی بلکہ مجموعی طور پر معاشرے کی معیشت میں بہتری آتی ہے۔

افراز سازی کی اہمیت

پیداواری صلاحیت میں اضافہ :افراز سازی سے مراد یہ ہے کہ کم وقت اور وسائل میں زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کی جائے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے محنت کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا" :محنت میں عظمت ہے"[3]۔ جب لوگ اپنے کام میں محنت اور دیانتداری سے کام لیتے ہیں، تو اس سے معاشی ترقی اور پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔

معاشی استحکام :معاشی منصوبہ بندی میں افراز سازی سے معاشی استحکام حاصل ہوتا ہے۔ زیادہ پیداوار کے ساتھ، ملک کی معیشت مستحکم ہوتی ہے اور لوگوں کی زندگی میں بہتری آتی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا" :اچھی معیشت کے لیے دیانتداری اور محنت لازمی ہے"۔[4]

(1) غفاری نور محمد ڈاکٹر، نبی کریم کی معاشی زندگی (لاہور: دیال سنگھ ٹرسٹ کالج)، ص:175

(2) علی ابن ابی طالب، نہج البلاغہ، (بیروت: دار الاضواء، 1986)، ص:120

(3) علی ابن ابی طالب، غرر الحکم ودرر الکلم (قاہرہ: دار الحدیث، 2004)، ص:731

(4) علی ابن ابی طالب، مستدرک الوسائل، (قم: موسستہ آل البیت، 1412ھ)، ص:14

غربت میں کمی :جب معاشرے میں افراز سازی کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے، تو لوگوں کو روزگار ملتا ہے اور غربت میں کمی آتی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا" :غربت انسان کی سب سے بڑی دشمن ہے"۔[1] زیادہ پیداوار اور روزگار کے مواقع سے غربت میں کمی واقع ہوتی ہے۔

منصفانہ تقسیم :حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے معاشی نظام میں انصاف کی اہمیت پر زور دیا۔ جب افراز سازی سے پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے، تو وسائل کی منصفانہ تقسیم ممکن ہوتی ہے۔

افراز سازی کی ملکی معیشت پر اثرات:

افراز سازی کی پالیسی کی تنفیذ سے معیشت پر مندرجہ ذیل اثرات مرتب ہوسکتے ہیں:

بہتر معیار زندگی :افراز سازی سے پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے جس سے لوگوں کی معیار زندگی میں بہتری آتی ہے۔ لوگوں کو بہتر تعلیم، صحت اور زندگی کی دیگر سہولتیں ملتی ہیں۔

معاشی ترقی :افراز سازی سے ملک کی معیشت ترقی کرتی ہے اور مجموعی قومی پیداوار (GDP) میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس سے ملک کی معاشی حیثیت مستحکم ہوتی ہے۔

خود کفالت :جب معاشرہ افراز سازی کی طرف راغب ہوتا ہے، تو خود کفالت کی صلاحیت بڑھتی ہے۔ ملک اپنی ضروریات خود پوری کرنے کے قابل ہوتا ہے اور درآمدات پر انحصار کم ہوتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعلیمات کی روشنی میں، افراز سازی کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ ان کے اقوال میں محنت، دیانتداری، انصاف، اور مساوات پر زور دیا گیا ہے، جو معاشی منصوبہ بندی اور افراز سازی کی بنیادی اصول ہیں۔ اس سے نہ صرف فرد کی بلکہ مجموعی طور پر معاشرے کی معیشت میں بہتری آتی ہے۔

خلاصۃ البحث

باب چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملیوں اور ان کی معاشرتی و اقتصادی اصلاحات کا تفصیلی جائزہ لیتا ہے۔ یہ باب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور خلافت میں اپنائی جانے والی اصلاحات اور ان کے جدید دنیا میں اطلاق پر روشنی ڈالتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے دورِ خلافت میں عدل و انصاف کی بنیاد پر معاشی اصلاحات متعارف کروائیں۔ ان کی حکمت عملی میں تعلیم اور معیشت کو ایک دوسرے کے ساتھ مربوط کیا گیا تھا، جس میں

[1] علی ابن ابی طالب، غرر الحکم ودرر الکلم، (قاہرہ: دار الحدیث، 2004ء)، ص: 731

دولت کی منصفانہ تقسیم اور غربت کے خاتمے پر زور دیا گیا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعلیم کے مطابق، ایک مضبوط معیشت کے بغیر تعلیم کو فروغ نہیں دیا جا سکتا، اور بغیر تعلیم کے معیشت کو مضبوط نہیں بنایا جا سکتا۔ ان کی حکمت عملی میں سود کے خاتمے کو اہمیت دی گئی کیونکہ سودی نظام معاشرتی انصاف کے خلاف تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سود کو معاشرتی عدل اور انصاف کے منافی قرار دیتے ہوئے اس کے خاتمے پر زور دیا۔ وہ سودی نظام کو امیر اور غریب کے درمیان فرق بڑھانے اور معاشرتی ناہمواریوں کا ذمہ دار سمجھتے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور حکومت میں رشوت اور کرپشن کے خاتمے کے لیے سخت اقدامات کیے گئے۔ انہوں نے اپنے گورنروں کو سخت ہدایات دیں کہ وہ رشوت نہ لیں اور عوام کے ساتھ انصاف سے پیش آئیں۔ اسی طرح، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کاروباری دھوکہ دہی اور ناجائز منافع خوری کے خاتمے کے لیے بھی محتسب مقرر کیے جو بازاروں کی نگرانی کرتے تھے۔ معاشی استحکام کے لئے مختلف طبقہ ہائے زندگی کی ذمہ داریاں بہت اہم ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعلیمات میں تاجروں کی ذمہ داریوں پر زور دیا گیا ہے، جن میں دیانتداری، ناپ تول میں انصاف، اور عوام کی ضروریات کی فراہمی کو یقینی بنانا شامل ہے۔ اسی طرح، حکومت کی ذمہ داریاں بھی واضح کی گئی ہیں، جن میں عدل و انصاف، امن و استحکام کی فراہمی، معاشی پالیسی کی تشکیل، اور عوام کی فلاح و بہبود کو ترجیح دینا شامل ہیں۔ حکومت کو ٹیکس کے نظام کو منصفانہ بنانے، زرعی ترقی کو فروغ دینے، اور تجارتی اخلاقیات کی پابندی کو یقینی بنانا چاہئے۔ کسانوں کی ذمہ داریوں میں دیانتداری، محنت، اور جدید زرعی تکنیکوں کا استعمال شامل ہے تاکہ پیداوار میں اضافہ ہو اور ملک کی معیشت مستحکم ہو سکے۔ معاشی منصوبہ بندی کسی بھی ملک کی ترقی اور استحکام کے لیے اہم ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعلیمات کی روشنی میں، معاشی منصوبہ بندی کے اہم خدوخال میں اہداف کی وضاحت، وسائل کی تشخیص، ترجیحات کا تعین، اور مالیاتی استحکام شامل ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں منصوبہ بندی کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے اور معاشی منصوبہ بندی کے لوازمات کو اسلامی اصولوں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوال کی روشنی میں سمجھا جا سکتا ہے۔ اسلامی معاشیات میں زکوٰۃ، صدقات، وقف اور عدل جیسے اصول اہم کردار ادا کرتے ہیں، جو ایک مستحکم اور ترقی یافتہ معاشرے کے قیام کے لئے ضروری ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملیوں کا عصری بنیادوں پر جائزہ لیتے ہوئے، یہ باب اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ کس طرح ان کی اصلاحات اور اصول آج کے دور میں بھی مؤثر ثابت ہو سکتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور میں اپنائے جانے والے اقدامات اور ان کے اصول آج بھی جدید معاشروں میں ایک مستحکم اور منصفانہ معیشت کے قیام کے لئے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

خلاصۃ البحث

اس تحقیقی مقالے کا بنیادی مقصد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملیوں کا تفصیلی جائزہ لینا اور انہیں موجودہ دور کے معاشی چیلنجز کے تناظر میں سمجھنا ہے۔ یہ تحقیق نہج البلاغہ، صحیحین، اور بحار الانوار جیسے معتبر اسلامی مصادر کی روشنی میں کی گئی ہے تاکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی بصیرت اور حکمت عملیوں کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اسلامی تاریخ کے ایک اہم اور درخشندہ شخصیت ہیں جنہوں نے اپنی علمی بصیرت، شجاعت، اور حکمت عملی کے ذریعے اسلامی امت کی رہنمائی کی اور انسانی تاریخ میں ایک تابناک نقش چھوڑا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت قریبی رشتہ دار، چچازاد بھائی، اور داماد تھے، جنہوں نے بچپن سے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیرِ تربیت رہ کر علوم و معرفت کے جواہر حاصل کیے۔ آپ کو اسلامی تاریخ کے اہم ترین افراد میں شمار کیا جاتا ہے، جو اپنے عہدِ خلافت میں عدل، انصاف اور حکمت کے اعلیٰ معیار پر فائز رہے۔

آپ کی شخصیت اور خلافت کا دور اسلامی تاریخ میں ایک نیا باب کھولتا ہے، جہاں آپ نے نہ صرف عدل و انصاف کے اصولوں کو قائم کیا بلکہ معاشرتی اور اقتصادی اصلاحات بھی کیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دورِ خلافت کی پانچ سالہ مدت میں، آپ نے اسلامی ریاست کو مضبوط بنیادوں پر قائم کیا اور اپنے خطبات، خطوط اور اقوال کے ذریعے عدل و انصاف کے اصولوں کو معاشرتی اور معاشی زندگی میں نافذ کیا۔ آپ کی معاشی حکمت عملیوں کی وضاحت "نہج البلاغہ" میں محفوظ خطوط اور خطبات میں کی گئی ہے، جو آج بھی اسلامی معاشرت اور معیشت کے لیے قیمتی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

اس تحقیقی مقالے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملیوں کا تفصیلی جائزہ لینے کے لیے مختلف اسلامی مصادر کا استعمال کیا گیا ہے، جیسے کہ نہج البلاغہ، صحیحین (صحیح بخاری اور صحیح مسلم)، اور بحار الانوار۔ نہج البلاغہ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خطبات، خطوط اور اقوال کا جامع مجموعہ ہے، جو چوتھی صدی ہجری میں سید شریف رضی نے مرتب کیا تھا۔ اس میں موجود مواد اسلامی معاشرت، سیاست، اور معیشت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے، جن میں عدل و انصاف، معاشرتی بہبود، اور معاشی استحکام جیسے موضوعات شامل ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خطبات اور خطوط معاشرتی عدل و انصاف، ٹیکس کی وصولی، اور حکومتی اصلاحات کے اصولوں کو بیان کرتے ہیں، جو آج بھی معاصر مسائل کے حل میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔

صحیحین، یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم، اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک سب سے معتبر کتبِ حدیث ہیں اور اسلامی شریعت کی بنیادوں میں سے ایک اہم ستون کی حیثیت رکھتی ہیں۔ صحیح بخاری، جسے امام محمد بن اسماعیل بخاری

نے سولہ سال کی محنت سے مرتب کیا، احادیث کا ایک وسیع اور جامع مجموعہ ہے، جس میں چھ لاکھ احادیث میں سے منتخب احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں ہر حدیث کی اسناد کی تحقیق اور صحت کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ اسی طرح، صحیح مسلم، امام مسلم بن حجاج نیشاپوری کی مرتب کردہ ایک اور اہم کتاب ہے، جس میں صحیح اور مستند احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔ ان دونوں کتب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شخصیت، ان کے فرمودات، اور ان کے دورِ خلافت کے احوال پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ صحیحین کی احادیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فکری بصیرت، ان کی عملی زندگی، اور ان کے اصولوں پر مبنی حکمرانی کے اہم پہلوؤں کو واضح کرتی ہیں، جو اس تحقیقی مقالے میں بنیادی مصادر کے طور پر استعمال کی گئی ہیں۔

"بحار الانوار" علامہ محمد باقر مجلسی کی تالیف کردہ شیعہ احادیث کی ایک عظیم انسائیکلوپیڈیا ہے، جو دینی مسائل جیسے تفسیر قرآن، تاریخ، فقہ، کلام وغیرہ پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں علامہ مجلسی نے کتبِ احادیث کی روایات کو ابواب میں منظم کیا ہے، جن میں مختلف دینی اور معاشرتی مسائل پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ بحار الانوار میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خطبات، خطوط اور اقوال کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے، اور ان کی حکمرانی، معاشی حکمت عملی، اور اسلامی اصولوں کی عملی تطبیق کے حوالے سے تفصیل فراہم کی گئی ہے۔ یہ کتاب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دورِ خلافت کے ان پہلوؤں کو نمایاں کرتی ہے جو آج کے دور میں بھی اسلامی معاشرت ومعیشت کے لئے ایک قیمتی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی میں عدل وانصاف کی بنیاد پر ٹیکس کی وصولی، رعایا کے حقوق کا تحفظ، اور حکومتی اصلاحات جیسے اہم اصول شامل ہیں۔ آپ نے اپنے گورنروں کو اس بات کی سختی سے ہدایت دی کہ ٹیکس کی وصولی میں عدل کا خاص خیال رکھیں، تاکہ رعایا خوشحال ہو اور ریاستی آمدنی میں اضافہ ہو۔ آپ نے یہ بھی واضح کیا کہ ظلم وستم کے نتیجے میں ریاست کی آمدنی کم ہو جاتی ہے اور رعایا بدحال ہو جاتی ہے۔ آپ کی معاشرتی عدل وانصاف اور اقتصادی ترقی کے درمیان گہرے تعلق پر روشنی ڈالی گئی ہے، جو آج کے دور میں بھی اہم سبق فراہم کرتی ہے۔ آپ کے نزدیک جب حکمران اور رعایا اپنے حقوق اور فرائض سے بخوبی آگاہ ہوں اور ان پر عمل پیرا ہوں، تو معاشی ترقی کے دروازے کھلتے ہیں۔

تحقیقی مقالے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملیوں اور اصلاحات کا عصری بنیادوں پر جائزہ لیا گیا ہے۔ معاشی اصلاحات، ریاست کی معاشی ذمہ داریاں، اور معاشی منصوبہ بندی کے اصولوں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔

آپ کی بصیرت اور معاشرتی اصلاحات آج بھی اسلامی معاشرت اور معیشت کے لیے ایک قیمتی رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

آپ کے اصولوں کی روشنی میں معاشرتی اور اقتصادی ترقی کی راہیں تلاش کی جا سکتی ہیں، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکمت عملیوں کو موجودہ دور کے مسائل کے حل میں مفید وسیلہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

اس تحقیقی مقالے میں، موضوع تحقیق اور منہج تحقیق کے تعارف، تحقیقی کام کا جائزہ، جواز تحقیق، مقاصد اور بنیادی سوالات کی وضاحت کی گئی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی اور اصلاحات پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے، اور مختلف اسلامی مصادر کی روشنی میں ان کی بصیرت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس تحقیق کے ذریعے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے معاشی اصولوں اور اصلاحات کی موجودہ دور میں تطبیق کی کوشش کی گئی ہے، تاکہ ان کی بصیرت کو معاصر مسائل کے حل کے لیے استفادہ کیا جا سکے۔

مقالے میں سب سے پہلے موضوع تحقیق اور منہج تحقیق کے تعارف پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس حصے میں، تحقیق کے مقصد، اس کے دائرہ کار، اور مختلف تحقیقی سوالات کی وضاحت کی گئی ہے جو تحقیق کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ اس کے بعد، تحقیقی کام کا جائزہ لیا گیا ہے، جس میں ماضی کی تحقیقی کاوشوں کا تجزیہ کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملیوں پر کون کون سے کام ہو چکے ہیں اور اس تحقیقی مقالے کی کیا نئی بات ہے۔

جواز تحقیق اور بنیادی سوالات کے تحت، تحقیق کی اہمیت اور اس کے مقاصد کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہاں پر یہ واضح کیا گیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملیوں کا تجزیہ کیوں ضروری ہے اور یہ آج کے دور میں کس طرح مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ تحقیق کے مقاصد میں شامل ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی اصلاحات کا عصری تناظر میں جائزہ، اور یہ دیکھنا کہ آپ کے اصول اور اصلاحات موجودہ معاشرتی اور اقتصادی مسائل کا حل فراہم کر سکتے ہیں۔

تحقیقی منہج اور ابواب و فصول کی ترتیب کو واضح کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ تحقیق کو کس طرح منظم کیا گیا ہے۔ اس حصے میں، مختلف ابواب اور فصول کی ترتیب کو بیان کیا گیا ہے تاکہ تحقیق کی منطقی اور منظم پیشکش کو یقینی بنایا جا سکے۔ ہر باب اور فصل کی وضاحت کی گئی ہے، جیسے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی، ان کے دورِ خلافت کے مختلف پہلو، اور ان کی اصلاحات کا عصری بنیادوں پر جائزہ۔

باب دوم میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملیوں کو نہج البلاغہ کی روشنی میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اس میں آپ کرم اللہ وجہہ کے فرمودات اور معاشی حکمت عملیوں کی تشریح کی گئی ہے، اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آپ کرم اللہ وجہہ نے اپنے گورنروں کو کس طرح کی ہدایات دیں تاکہ عدل و انصاف کے اصولوں پر عمل پیرا ہو سکے۔

باب سوم میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملیوں کا جائزہ صحیحین اور بحار الانوار کی روشنی میں لیا گیا ہے۔ یہاں پر صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات اور بحار الانوار کے مواد کو استعمال کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے معاشی اصولوں کی تفصیل فراہم کی گئی ہے۔

باب چہارم میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملیوں اور اصلاحات کا عصری بنیادوں پر جائزہ لیا گیا ہے۔ اس میں معاشی اصلاحات، ریاست کی معاشی ذمہ داریاں، اور معاشی منصوبہ بندی پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہاں پر یہ دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اصلاحات اور اصول آج کے دور میں کس طرح نافذ کیے جاسکتے ہیں اور ان کا کیا عملی اطلاق ہو سکتا ہے۔

اس تحقیقی مقالے کا اختتام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی بصیرت اور اصلاحات کی موجودہ دور میں تطبیق پر کیا گیا ہے، تاکہ یہ معلوم کیا جاسکے کہ آپ کی حکمت عملیوں کو آج کے معاشرتی اور اقتصادی مسائل کے حل میں کس طرح استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یہ تحقیق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بصیرت کو معاصر مسائل کے تناظر میں سمجھنے اور ان کی حکمت عملیوں کو عملی طور پر اپنانے کی کوشش کرتی ہے، تاکہ اسلامی معاشرت اور معیشت میں بہتری لائی جاسکے۔ مزید برآں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملیوں کا جدید اقتصادی اصولوں کے ساتھ موازنہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ان کے طریقے آج بھی معاصر چیلنجز کے حل کے لیے مفید ہیں۔ ان کی حکمت عملیوں میں انصاف، شفافیت، اور معاشرتی برابری کے اصول عالمی سطح پر قابلِ عمل ہیں اور موجودہ پالیسی سازوں کے لیے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

عملی طور پر، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملیوں کے اطلاق میں درج ذیل نکات شامل ہو سکتے ہیں:

عادلانہ ٹیکس پالیسی :ایسے ٹیکس نظام کو فروغ دینا جو کمزور طبقات پر بوجھ نہ ڈالے اور بدعنوانی اور بدانتظامی سے بچائے۔

شہری حقوق کا تحفظ :شفاف اور جوابدہ حکمرانی کے ذریعے افراد کے حقوق کو یقینی بنانا، جس سے عوامی اعتماد اور سماجی ہم آہنگی میں اضافہ ہو۔

معاشی اصلاحات :ایسی اصلاحات کا نفاذ جو اقتصادی ترقی کو فروغ دیں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ ترقی کے فوائد مختلف سماجی طبقات میں منصفانہ طور پر تقسیم ہوں۔

یہ مقالہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وراثت، جو بنیادی اسلامی مصادر میں محفوظ ہے، ایک ابدی فکری روشنی فراہم کرتی ہے۔ ان کی معاشی پالیسیوں اور حکومتی حکمت عملیوں سے حاصل کردہ اسباق آج کے دور میں اقتصادی اختلافات اور سماجی انصاف کے مسائل کے حل کے لیے ایک قیمتی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بصیرت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایک منصفانہ اور پائیدار نظام کی تعمیر کے لیے ہمیں ماضی کے عظیم رہنماؤں کی حکمت اور بصیرت سے رہنمائی حاصل کرنی چاہیے، جو اسلامی تاریخ کے ایک عظیم شخصیت کی عظمت کو سراہتے ہیں۔

نتائج

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی کے مطالعہ سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی اور اصلاحات ایک جامع اور منصفانہ نظام پر مبنی تھیں، جنہوں نے نہ صرف ان کے دور میں بلکہ آج کے معاشرتی اور اقتصادی نظام میں بھی ایک مضبوط بنیاد فراہم کی ہے۔

ان کی اصلاحات میں عدل و انصاف، تعلیم کی اہمیت، اور دولت کی منصفانہ تقسیم کو بنیادی اصولوں کے طور پر پیش کیا گیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سودی نظام کو معاشرتی اور معاشی انصاف کے منافی قرار دیا، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک منصفانہ اور مستحکم معیشت کے لئے سود کا خاتمہ ضروری ہے۔ سودی نظام غربت اور معاشرتی ناہمواریوں کو فروغ دیتا ہے، جو کہ ایک منصفانہ معیشت کے قیام میں رکاوٹ ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور حکومت میں رشوت اور کرپشن کے خاتمے کے لئے سخت اقدامات کیے گئے، جو کہ ایک مستحکم اور شفاف نظام حکومت کے لئے ضروری ہیں۔ ان کی اصلاحات نے ثابت کیا کہ عدلیہ کی آزادی، گورنروں کی نگرانی، اور عوامی خزانے کا منصفانہ استعمال معیشت کی بہتری کے لئے اہم ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکمرانی کا بنیادی اصول عدل و انصاف تھا۔ انہوں نے معاشی پالیسیوں میں بھی اس اصول کو ملحوظ خاطر رکھا اور اس کے ذریعے ہر شخص کو مساوی مواقع فراہم کیے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عوام کی فلاح و بہبود کو اپنی حکمت عملی کا مرکزی نقطہ بنایا۔ انہوں نے سرکاری خزانے کو عوام کی بھلائی کے لیے استعمال کیا اور رشوت و بدعنوانی کے خلاف سخت کارروائی کی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے زکوٰۃ اور صدقات کی اہمیت پر زور دیا اور انہیں معاشرتی توازن اور انصاف کے فروغ کا ذریعہ بنایا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ٹیکس اور محاصل کی منصفانہ وصولی کو یقینی بنایا۔ ان کی حکمت عملی میں شامل تھا کہ ٹیکس کا نظام سادہ اور شفاف ہو اور لوگوں کی مالی حیثیت کے مطابق ہو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سرکاری اموال کی حفاظت اور ان کے درست استعمال کو بہت اہمیت دی۔ انہوں نے حکومتی خرچ میں شفافیت اور احتساب کو ترجیح دی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مختلف قبائل اور گروہوں کے درمیان ہم آہنگی اور مفاہمت کو فروغ دیا۔ ان کا یہ کردار مدینہ میں امن و امان قائم کرنے میں معاون ثابت ہوا۔

سفارشات

موجودہ دور میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاشی حکمت عملی اور اصلاحات کو اپنانا چاہیئے۔عدل و انصاف کی بنیاد پر معاشی نظام قائم کرنے کے لئے ان کے اصولوں کو معاشرتی اور اقتصادی پالیسیوں میں شامل کیا جانا چاہیئے۔

اسلامی مالیاتی نظام کو فروغ دیتے ہوئے سود کے خاتمے کے لئے ٹھوس اقدامات کئے جائیں، تاکہ معاشی ناہمواریوں کو کم کیا جاسکے اور ایک منصفانہ اور مستحکم معیشت کا قیام ممکن ہو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اصلاحات کی روشنی میں، رشوت اور کرپشن کے خلاف سخت قوانین نافذ کئے جائیں اور ان پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔عوامی عہدے داروں کی نگرانی کے لئے مؤثر نظام قائم کیا جائے۔

موجودہ حکومتوں کو چاہیے کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرح عدل و انصاف کو اپنی حکومتی حکمت عملی کا مرکزی نقطہ بنائیں۔اس سے نہ صرف معاشی بلکہ سماجی مسائل بھی حل ہوسکتے ہیں۔

ٹیکس نظام کو سادہ اور شفاف بنایا جائے تاکہ ہر شہری کو یہ معلوم ہو کہ اس کا پیسہ کہاں اور کیسے خرچ ہو رہا ہے۔

اسلامی بینکاری کو مزید فروغ دیا جائے اور شرعی اصولوں پر مبنی مضاربہ، مشارکہ، اور قرضِ حسنہ جیسے ماڈلز کو مضبوط کیا جائے۔

سود سے پاک قرضوں کے لیے وقف فنڈز اور اسلامی مائیکرو فنانس کو فروغ دیا جائے تاکہ کمزور طبقات کو سہولت ملے۔

زکوٰۃ اور صدقات کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے اور ان کو صحیح مصارف پر خرچ کیا جائے تاکہ معاشرے کے کمزور طبقات کو سہارا مل سکے۔

سرکاری اموال کی حفاظت اور ان کے درست استعمال کو یقینی بنانے کے لیے سخت قوانین بنائے جائیں اور ان پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے معاشی نظریات کو اپنانے کے لئے جامعات میں سیمینار اور کانفرنسز کا انعقاد کیا جائے۔

فہارس

فہرست آیات

نمبر شمار	آیت	سورت	آیت نمبر	صفحہ نمبر
1	كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ----	البقرہ	151	78
2	أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ----	التوبہ	22-19	72
3	وَمَن يُخلل عَلَيْهِ عَضَى فَقَدْ هَوَى	طٰہٰ	8	91
4	أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُ وا ان السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ----	الانبیاء	3	91
5	اَلَّـذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا-----	الملک	4-3	142

فہرست احادیث

نمبر شمار	متنِ حدیث	مصدرِ حدیث	صفحہ نمبر
1	اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ-----	صحیح البخاری	73
2	اَلدُّنْيَا سِجْنٌ لِلْمُؤْمِنِ-----	صحیح مسلم	78
3	المدينة حرام ما بين عائر إلى كذا، من أحدث حدثا فعليه لعنة الله-----	صحیح البخاری	79
4	فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ، بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ-----	صحیح البخاری	84
5	لَعَنَ اللهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللهِ-----	صحیح مسلم	74
6	لَا نُوْرِثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ-----	صحیح البخاری	77
7	لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِیْ دِيْنَارًا-----	صحیح البخاری	77
8	مَا الدُّنْيَا فِيْ الْآخِرَةِ اِلَّا-----	صحیح مسلم	78

فہرست نہج البلاغہ وبحار الانوار

نمبر شمار	متن	کتاب کانام	صفحہ نمبر
1	أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أُحَذِّرُكُمُ الدُّنْيَا فَإِنَّهَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ----	نہج البلاغہ،316	19
2	أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ الأَمْرَ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ ----	ایضاً،25	20
3	وكَذَلِكَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ الْبَرِيءُ مِنَ الْخِيَانَةِ----	ایضاً،25	21
4	ولَبِئْسَ الْمَتْجَرُ أَنْ تَرَى الدُّنْيَا لِنَفْسِكَ ثَمَناً----	ایضاً،63	21
5	اور تمہیں معلوم ہوناچاہئے کہ رعایامیں کئی طبقے ہوتے ہیں----	ایضاً،748	22
6	اور فوج کی زندگی کاسہارا وہ خراج ہے جو اللہ نے اس کے لئے معین کیا----	878	22
7	تیسرے طبقے کی ضروریات ہے کہ جو قضاۃ اعمال اور منشیان دفاتر کاہے----	878	30
8	ایسے لوگوں کو منتخب کرناجو آزمودہ وغیرت مند ہوں----	878	30
9	پھر ان کی تنخواہوں کامعیار بلند رکھنا کیونکہ----	878	31
10	خائن مدد گاروں سے اپنابچاؤ کرتے رہنا----	878	31
11	پسماندہ وافتادہ طبقہ کے بارے میں اللہ کاخوف کرنا----	878	31
12	اور دیکھو یتیموں اور سال خورد بوڑھوں کاخیال رکھنا----	878	32
13	فقرا اور محتاجوں کی دادرسی اور تم اپنے اوقات----	878	32
14	یہ ہے وہ فرمان جس پر کاربند رہنے کاحکم----	747	34
15	رعایاکے لئے اپنے دل کے اندر رحم ورافت----	747	34
16	اب اگر وہ خراج کی گرانباری یاکسی آفت----	878	35
17	ملک آباد ہے توجیسابوجھ اس پر لادوگے----	878	36
18	اپنے کسی حاشیہ نشین وقرابت دار----	878	37

19	تمہیں تاجروں اور صناعوں کے خیال اور----	878	37
20	ہاں! اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھو کہ----	878	38
21	جو نفع اندوزی کے لئے مال روک رکھتے ہیں----	878	38
22	خراج کی جمع آوری سے زیادہ زمین----	878	40
23	خدا کی قسم اگر میں کسی----	33	41
24	فَأَقِمْ عَلَى مَا فِي يَدَيْكَ قِيَامَ الْحَازِمِ الصَّلِيبِ ----	نہج البلاغہ، مکتوب:35، ص535	37
25	وانْظُرْ إِلَى مَا اجْتَمَعَ عِنْدَكَ مِنْ مَالِ اللَّه – فَاصْرِفْه----	نہج البلاغہ، مکتوب:67، ص667	38
26	حاجیوں کی خدمت اور ان کی مالی مشکلات----	نہج البلاغہ، مکتوب:67، ص567	39
27	فَإِنَّمَا هُمْ أَهْلُ دُنْيَا مُقْبِلُونَ عَلَيْهَا----	نہج البلاغہ، خطبہ70، ص613	40
28	وقَالَ عليه‌السلام : وقَدْ تُوُفِّيَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ الأَنْصَارِيُّ----	نہج البلاغہ، خطبہ70، ص654	41
29	ورُوِيَ أَنَّ شُرَيْحَ بْنَ الْحَارِثِ قَاضِيَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ----	نہج البلاغہ، خطبہ مکتوب 3، ص476	43
30	وفِي يَدَيْكَ مَالٌ مِنْ مَالِ اللَّه----	نہج البلاغہ، مکتوب:5، ص479	44
31	والدُّنْيَا دَارٌ مُنِيَ لَهَا الْفَنَاءُ----	نہج البلاغہ، خطبہ45، ص79	46
32	مَا أَصِفُ مِنْ دَارٍ أَوَّلُهَا عَنَاءٌ وآخِرُهَا فَنَاءٌ----	نہج البلاغہ، خطبہ 86، ص112	53
33	ويُجْمَعُ بِه الْفَيْءُ - ويُقَاتَلُ بِه----	نہج البلاغہ، خطبہ40، ص74	54
34	واعْلَمُوا عِبَادَ اللَّه - أَنَّ الْمُتَّقِينَ ذَهَبُوا----	نہج البلاغہ، مکتوب نمبر27، ص 503	55
35	بَلَغَنِي عَنْكَ أَمْرٌ إِنْ كُنْتَ فَعَلْتَه فَقَدْ----	نہج البلاغۃ، مکتوب نمبر43، ص 546	57

58	نہج البلاغۃ، خطبہ نمبر44، ص 156	لَمَّا هَرَبَ مَصْقَلَةُ بْنُ هُبَيْرَةَ الشَّيْبَانِيُّ----	36
59	نہج البلاغۃ، مکتوب نمبر45، ص 548	أَمَّا بَعْدُ يَا ابْنَ حُنَيْفٍ - فَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ----	37
60	نہج البلاغۃ، مکتوب نمبر53، ص 571	ولَا تُدْخِلَنَّ فِي مَشُورَتِكَ بَخِيلًا----	38
61	نہج البلاغۃ، مکتوب نمبر53، ص 576	ثُمَّ انْظُرْ فِي أُمُورِ عُمَّالِكَ فَاسْتَعْمِلْهُمُ اخْتِبَاراً ----	39
62	نہج البلاغۃ، مکتوب نمبر53، ص 580	وتَعَهَّدْ أَهْلَ الْيُتْمِ وذَوِي الرِّقَّةِ فِي السِّنِّ----	40
64	نہج البلاغۃ، مکتوب نمبر10، ص 493	فَإِنَّ دَهَاقِينَ أَهْلِ بَلَدِكَ شَكَوْا مِنْكَ----	41
64	نہج البلاغہ، مکتوب نمبر24، ص 497	فِي مَالِه ابْتِغَاءَ وَجْه اللَّه - لِيُولِجَه بِه الْجَنَّةَ ويُعْطِيَه----	42
66	نہج البلاغہ، مکتوب نمبر21، ص 493	وإِنِّي أُقْسِمُ بِاللَّه قَسَماً صَادِقاً - لَئِنْ بَلَغَنِي----	43
67	نہج البلاغہ، مکتوب نمبر22، ص 494	وتَطْمَعُ وأَنْتَ مُتَمَرِّغٌ فِي النَّعِيمِ تَمْنَعُه----	44
68	نہج البلاغہ، مکتوب نمبر24، ص 497	لا يَبِيعَ مِنْ أَوْلَادِ نَخِيلِ هَذِه----	45
68	نہج البلاغہ، مکتوب نمبر25ص 499	ولَا تُرَوِّعَنَّ مُسْلِماً ولَا تَجْتَازَنَّ عَلَيْه كَارِهاً----	46
69	نہج البلاغہ، مکتوب نمبر25ص 500	ولَا تُخْدِجْ بِالتَّحِيَّةِ لَهُمْ ثُمَّ تَقُولَ عِبَادَ اللَّه ----	47
70	نہج البلاغہ، مکتوب نمبر25، ص 500	فَإِنِ اسْتَقَالَكَ فَأَقِلْه - ثُمَّ اخْلِطْهُمَا ثُمَّ----	48

49	وإِنَّ لَكَ فِي هَذِه الصَّدَقَةِ نَصِيباً مَفْرُوضاً----	نھج البلاغہ، مکتوب نمبر26، ص502	70
50	أَنْ يَتْرُكَ الْمَالَ عَلَى أُصُولِه -----	نھج البلاغہ، مکتوب نمبر24، ص 497	71
51	أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ بَلَغَنِي عَنْكَ أَمْرٌ - إِنْ كُنْتَ----	نھج البلاغہ، مکتوب نمبر40، ص 502	71
52	فَلَمَّا أَمْكَنَتْكَ الشِّدَّةُ فِي خِيَانَةِ الأُمَّةِ أَسْرَعْتَ----	نھج البلاغہ، مکتوب نمبر41، ص	72
53	أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ مَنْ لَمْ يَحْذَرْ مَا هُوَ صَائِرٌ إِلَيْه----	نھج البلاغہ، مکتوب نمبر51، ص 561	73
54	دنیا کی زندگی ایک عارضی قیام گاہ ہے،----	نہج البلاغہ، خطبہ نمبر131، ص 204	92
55	اللہ اکبر،سکوتہا اقرار ھا ----	بحار الانوار ج4، ص145	93
56	بارک لک فی ابنۃ رسول اللہ یا----	بحار الانوار ج4، ص145	94
57	داود بن زربی کا بیان ہے کہ میں حضرت ابو ابراہیم کی----	بحار الانوار اردو، ج5، ص22	97
58	سلیمان جعفری کا بیان ہے کہ میں حضرت امام رضا علیہ سلام کے بعض کاموں----	بحار الانوار ج5، ص103	97
59	حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے معاشرتی انصاف کے اصولوں----	حار الآنوار، ج5، ص145	99
60	ابن ولید نے علی سے اور انھوں نے اپنے باپ سے روایت ----کی	بحار الانوار ج5، ص288	99
61	اس عورت نے علی کرم اللہ وجہہ کے لائے ہوئے آٹے کو خمیر----	بحار الانوار، ج۴۱، ص۵۲	108
62	ابو حمزہ ثمالی سے مروی ہے۔وہ کہتے ہیں----	بحار الانوار، ج6، ص32	102
63	ابو جعفر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ----	بحار الانوار، ج6، ص52،51	102
64	منقول ہے کہ جب امام زین العابدین علی کام کو----	حار الانوار، ج6، ص66،65	110

111	بحار الانوار، ج6، ص101	عیسی بن عبد اللہ سے مروی ہے۔ عبد اللہ بن حضرت----	65
112	بحار الانوار، ج6، ص69	ابو حمزہ ثمالی سے منقول ہے کہ امام زین العابدین علی اسلام ----	66
113	بحار الانوار، ج6، ص80	ایک مرتبہ امام زین العابدین صبح سویرے روزی----	67
113	بحار الانوار، ج6، ص107	منقول ہے کہ حضرت امام زین العابدین علی اسلام اپنے----	68
113	بحار الانوار، جلد1، صفحہ177	''العلم اصل کل خیر----	69
113	بحار الانوار، جلد1، صفحہ177	''ایھا الناس اعلموا انّ کمال----	70
113	بحار الانوار، جلد1، صفحہ 177،	دعوہ فانّ الّذی یریدہ الا عرابی ھو----	71
113	نہج البلاغہ ص124	ایھا الناس انّ لی علیکم حقا و----	72
114	بحار الانوار، کتاب الزکوۃ، باب28ج5، ص235	سود کے خلاف جنگ کرو، کیونکہ----	73
122	نھج البلاغہ، خط نمبر53 (مالک اشتر کو خط، ج1، ص-426 430	یہ فرمان، اللہ کے بندے، علی امیر المومنین کا ہے----	74
122	نھج البلاغہ، ص53	فیما کَتَبَہُ للأشتَرِ حینَ وَلاّہُ مِصرَ----	75
138	نھج البلاغہ، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ج1ص306	مناسب منافع حاصل کرو اور----	76
152	نہج البلاغہ، ص124	معاشی منصوبہ بندی کے مقاصد کا تعین کرنا----	77
152	نہج البلاغہ، خطبہ167	دنیا بھر میں ہر جگہ غربت کے خاتمے کے لئے----	78
152	نہج البلاغہ، خطبہ147	بھوک کا خاتمہ، غذائیت کی بہتری----	79
152	نہج البلاغہ، خطبہ206	صحت مند زندگی کو یقینی بنانا----	80
152	نہج البلاغہ، خطبہ80	صحت مند رہنا انسان کا حق ہے	81
152	نہج البلاغہ، خطبہ172	تعلیم ہر شخص کا حق ہے اور حکومت----	82
152	نہج البلاغہ، خطبہ230	عورتوں کے حقوق کا احترام کرو----	83
152	نہج البلاغہ، خطبہ206	پانی اور صفائی کی فراہمی حکومت----	84

فہرست اعلام

نمبر شمار	اعلام	صفحات
1.	ابراہیم بن محمد ثقفی	59
2.	ابن حجر عسقلانی	40
3.	احمد بن حنبل	80
4.	ڈاکٹر سید مجتبیٰ حسن	42, 178, 179
5.	ڈاکٹر علی محمد الصلاب	8-117
6.	علی بن حسین بن علی المسعودی	44, 179
7.	محمد بن اسماعیل بخاری	5, 70, 162
8.	مسلم بن حجاج قشیری	5

اماکن

نمبر شمار	اماکن	صفحات
1.	بیروت	2, 6, 40, 41, 45, 47, 52, 72, 116, 117, 128, 134, 141, 154, 155, 159, 175, 178, 179
2.	تہران	48, 127, 128, 178, 179, 180
3.	علی گڑھ	49, 186, 187
4.	قاہرہ	159, 160, 179
5.	کراچی	40, 97, 134, 178, 179
6.	لاہور	2, 8, 9, 19, 36, 123, 124, 125, 157, 159, 178, 179, 180
7.	مصر	6, 27, 29, 45, 47, 48, 115, 116, 122, 123, 157, 175, 178

فہرست مصادر و مراجع

القرآن الحکیم

1. آمدی، عبد الواحد، غرر الحکم (قم: مکتبۃ الاعلام الاسلامی، 1987ء)
2. اسماعیل ابن کثیر الدمشقی، البدایہ والنہایہ فی التاریخ (کراچی: نفیس اکیڈمی)
3. امام محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1987ء)
4. الترندي، الجامع السنن کتاب الزید، باب منہ (مصر: مطبعہ مصطفی البابی الحلبی، 1975ء)
5. احمد بن یعقوب کلینی، فروع کافی (تہران: دار الکتب الاسلامیہ، 1986ء)
6. احمد علی صلابی، الامام علی بن ابی طالبؓ کی حکومت (بیروت: دار ابن کثیر، 2004ء)
7. الطبري محمد بن جریر، التاریخ الرسل والملوک (بیروت: دار التراث)
8. جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی ﷺ، ج-4، مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، پاکستان، 1420ھ
9. جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی ﷺ، ج-4، مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، پاکستان، 1420ھ
10. حجۃ الاسلام، نجیب الحسن، امام علی کرم اللہ وجہہ اور آج کے مسلمانوں کے مسائل اور ان کا حل، erfan.ir/urdu/16338.html
11. ڈاکٹر سید مجتبیٰ حسن، قاضی شریح کا کردار، (علی گڑھ، مسلم یونیورسٹی)
12. ڈاکٹر سید مجتبیٰ حسن، قاضی شریح کا کردار، (علی گڑھ، مسلم یونیورسٹی)
13. سید ابوالاعلی مودودی، معاشیاتِ اسلام، مطبوعہ: ارقم آفاق پریس، لاہور، پاکستان، 2015ء،
14. سیوطی، جلال الدین، تاریخ الخلفاء، (بیروت: دار الکتب)،
15. سید ابوالاعلی مودودی، معاشیاتِ اسلام، مطبوعہ: ارقم آفاق پریس، لاہور، پاکستان، 2015ء،
16. شاہ احمد بن عبد الرحیم ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ (بیروت: باب فن المعاملات، 2005ء)
17. شاہ ولی اللہ قطب الدین احمد، ازالۃ الخفاء (کراچی: قدیمی کتب خانہ)
18. شوشتری، قاضی نور اللہ. مجالس المؤمنین (تہران: کتاب فروشی اسلامی، 1375ھ)،
19. شیخ صدوق. حکیم، من لایحضرہ الفقیہ (قم: اسلامی پبلشنگ ہاؤس، 1980ء)

20. صلابی، محمد علی، الامام علی بن ابی طالبؓ کی حکومت (بیروت: دار ابن کثیر)، 2004ء
21. عبد الرحمان بن محمد بن محمد ابن خلدون، دیوان المبتدا و الخبر فی تاریخ العرب و البر و من عاصر ھم من ذوی الشان الاکبر (بیروت)
22. علامہ ڈاکٹر سید مجتبیٰ حسن، قاضی شریح کا کردار (علی گڈھ: مسلم یونیورسٹی)
23. علامہ غلام رسول سعیدی، شرح صحیح مسلم، مطبوعہ: فرید بک اسٹال، لاہور، پاکستان، 2003ء،
24. علامہ غلام رسول سعیدی، شرح صحیح مسلم، مطبوعہ: فرید بک اسٹال، لاہور، پاکستان، 2003ء،
25. علی ابن ابی طالب، غرر الحکم و درر الکلم (قاہرہ: دار الحدیث، 2004ء)
26. غفاری نور محمد ڈاکٹر، نبی کریم کی معاشی زندگی (لاہور: دیاں سنگھ ٹرسٹ کا تحریری)
27. مجد الدین محمد بن یعقوب، القاموس المحیط (بیروت: دار الفکر، ۱۹۸۳ء)
28. محمد بن حسن. حر عاملی، وسائل الشیعہ. (قم: موسسۃ آل البیت، 1993ء)
29. محمد بن علی. ابن شہر آشوب مناقب آل ابی طالب (بیروت: دار الاضواء، 1991ء)
30. محمد حسین جعفری، تجلی امامت نقل از المصدر (قم: موسسۃ الامام، 2000ء)
31. نجات اللہ صدیقی، اسلام کا نظریہ ملکیت (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز)

English Books

1. Abdul Azim Islahi (2014), Muhammad Hamidullah and His Pioneering Works on Islamic Economic, King Abdul Aziz University, Jeddah, Saudi Arabia,

2. Adebayo, A. (1994). *Economics a Simplified Aproach*. Lagos: Harmony Publishers

3. Aftab Ahmad Khan, On Planning in Pakistan (Islamabad),

4. Ahmad Z. Sustained Strivings for economic Development(Dawn (December 25, 1996)

5. Ahuja, H. L. (2008). *Modern Economics: Analytical Study*. New Delhi: S. Chand & Company, Ltd.

6. Dickinson, Economic of Socialism, (New York, Oxford University Press, 1939

7. Dickinson, Economic of Socialism, (Oxford University Press, New York 1939),

8. Ejaz Aslam, Development planning in Pakistan, (Feroz sons, Lahore 1991),

9. G Frederick, Reading in Economic planning(New York, The Business Bourse, 1932),

10. https://www.sbp.org.pk/urdu/FS/index.asp

11. Iyoha, M. A; Oyefusi, S. A. & Oriakhi, D. E. (2003). *An introduction to Modern Microeconomics*. Benin: Mindex Publishing.

12. J. George Frederick, Reading in Economic planning(The Business Bours, New York, 1932),

13. Jhingan, M. L. (2010).*Microeconomic Theory*. Delhi: Vrinda Publicstions (P) Ltd.

14. Todaro Michael and Smith Stephen, Economic Development(New York, Pearson,2012

15. Transforming our world: the 2030 Agenda for Sustainable Development. (United Nations. 2015),

16. Waterston Albert, Development Planning Lesson of Experience (Jhon Hopkins University Press Washington),